نام کتاب	قیمت
فسانہ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳/
سروش سخن با تصویر - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۵/۳ ما
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴/۳ ما
طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار - معروف بہ قصہ چہار درویش با تصویر -	۳/
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/
طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۶/۲ ما
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا - معروف بہ فسانہ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۱/۶ ما
نو طرز مرصع - از محمد عوض	۱/۶ ما
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ/
سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳/۶ ما

نام کتاب	قیمت
فسانہ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ -	۸/
فسانہ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین	۴/
قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ ما
فسانہ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸/۳ ما
فسانہ دلفریب - از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاحب	۵/
قصہ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی	۲/۶ ما
ناٹک نل دمنتی - مولفہ منشی بنایک پرشاد	۲/۹ ما
قصہ موتی و نیولہ	۹ ما
بیتال پچیسی با تصویر - قصہ مشہور	۳/
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی با تصویر - مصنفہ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر	۲/۹ ما
قصہ گل و صنوبر - از منشی پیم چند	۱/۹ پا
ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب	۵/
نورتن - قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۸/۹ ما
قصہ اگر گل - قصہ مشہور	۲/
سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/

نام کتاب	قیمت
طلسم فتنۂ نور افشان - جلد اول	سے ر
" جلد دوم	ہے ۸ر
" جلد سوم	للعہ ر
لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	عہ ۸ر
ایضاً جلد دوم	عہ ۱۲ر
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	عہ ۸ر پ
" جلد دوم	۱۲ر
" جلد سوم	سے پ
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول	عہ ۸ر پ
" جلد دوم	عہ ۸ر پ
" جلد سوم	عا ر پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول	عا ر
" جلد دوم	عہ ۸ر
" جلد سوم	عا ۸ر
طلسم زعفران زار - جلد اول	عہ ۱۲ر
" جلد دوم	عہ ۸ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل	
مصنفہ محمد تقی خان خیال دہلوی	
۱ - جلد مہدی نامہ	للعہ پ
۲ - جلد - دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ
۳ - جلد - ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	ہے ۱۴ر
۴ - جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر

نام کتاب	قیمت
۵ - جلد مطلع الانوار	سے ر پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پ
۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
۸ - جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	ہے ۸ر
داستان امیر حمزہ بالتصویر - ہر چہار دفتر	
مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبد اللہ و	
نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
الف لیلہ بالتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ	
ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا	
ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ر
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت	
رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
الف لیلہ بالتصویر - کامل - ہر چہار جلد	
یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ ر
کامروپ کا جادو اُردو -	۲ ر پ
جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب حیدر علیخان	عہ ۱۴ر
فسانہ عجائب جلی قلم بالتصویر - کاغذ سفید	۹ ر پ

میرے قبلہ و کعبہ مین ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بروقت ملاحظہ اخر بذیرہ ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر سر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا	شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجکو دیا	کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
رہے اپنے دستور کا بھی خیال	نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھوں زبان صاف ہو باتمیز	اُسے اہل بینش کرینگے عزیز
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو	اُسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس مین بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ
شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہی کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اوس سے
مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام نجومی بزور علم کہانت دریافت کر چکا ہی کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آکے لڑیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہی آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کر کے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل
فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
مین عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہی وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہین کر سکتا مقابلۂ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا
کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا
فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان
بے نظیر لڑائیان با توقیر اوسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ
کو گرفتار کرلین بادشاہ نہنگانہ کہڑے رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آکر
لڑرہے ہین ہزارہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار
گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مارکر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین
دریاے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے
آپکے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون
کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش
ہے کہ پہولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ پہونچے
کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار
رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقنا طلیس و نوبہار و شکیبا
و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ
بادشاہ کا زخمی ہونا سُنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو سریر
جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام
کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی
بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون بعد دن قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل
نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہے کہ زیارت سے
ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا
حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین
کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچائین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
خواہش ہے کہ حضور کے ساتھ کاروکاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

گلِ نخلِ بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی
لڑ رہا ہی جسنے سامنا کیا اُسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکارون نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانون سے جنگ کر رہے ہین صمصام گینڈا اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے ہین کہ نعرۂ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبون نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون
قریہ آکر اُترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا گانٹھا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہین نے
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہکے
بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے الجھاوے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹتا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دولا کھ پر
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہی جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹ
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے | شادی کا کبھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہی زور و شور | سودائی کھنچے جاتے ہین حداد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا | بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے بیرزن تو کیا | خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من | سودا ہوا ہی میر سے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہی شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہی کہ نی نواز زرین پوش
جنگ زرین ہاتھ مین لیکر عشرت گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین
بادشاہ کی حاضر ہی یکایک گانوٴن مین ہلڑ ہوا دُہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے
آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہی
فیروزہ صحبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آز
کو کسی نے خبر دی وہ گانوٴن مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہی سہیل زمین ار گھبرا کے اُٹھ
پاسیون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے
کہو کہ وقت جانبازی ہی صمصام بد انجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جا
دین گے پاسیون نے دوڑ کے آوازین دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانون
سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ
مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہو گئے
ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہان بادشاہ
سوار ہوے سہیل زمین ار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو
واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے
بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے
بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار
دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاوٴس و جم | ہنر بر دمان قاتل کا فران

باغ ہی اُس باغ مین ملکہ رہتی ہین اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم نہ جانے
کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزون کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرینگے
چند اہل قریہ کو مار لین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو
اُس قریے کی حکومت دین گے تمکو منتظم کردین گے اور چند قریے بھی اُس
قریے کے خراجگذار رہین گے بڑے بڑے راجاؤن کو مغرور کے ماتحت کردونگا
اگر وہ قبول کرین تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتین وہان
آکے کرنا اگر یہ بات دل مین ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہہ دین گے کہ معرکہ
مین مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہین گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز
صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش
ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستون مین نام کیا یہان شب کو
بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چلے ہین چند
باقی ہین بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے
مالک کا دماغ تڑپایا یہ غزل شروع کی۔

نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قدِ یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف

لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا ہون سے عشق
مد نظر ہے حسن خدا داد کی طرف

گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہ گار
منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہی کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف

عاشق ہین محوِ حسن جو چاہو ستم کرو
کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہین لیکن شعلہ خیز بھرتی بھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسب جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کرتی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار انکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگزاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانے گا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دولاکھ فوج
ہے سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کرونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیرخواہ دولت کی حاضر کردونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہو کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہو کر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اے
شعلہ خیز اپنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار بر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال جو عیار بر دست انداز ہو مین خود کہکر بچا لونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہو کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہو علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہو اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہو
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہو اور وعدہ کیا ہو کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کرونگا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب وغرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے
طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہونے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہو دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر
زبردست ہو بادۂ کبر ونخوت سے مست ہو سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلا تا اور
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہو وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب وجاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز
ناگوار ہوا کہا کہ بہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے
کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا
یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہوجاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہوگئین
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ
بندون اُسکے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل
کرچکے مرحلہ جات توڑ کر جسدن لشکرکشی کرینگے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے
کانون مین اُنگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت
مجھسے قدرت کی برائیان نہین سُنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ
طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہو
چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اُسنے یہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری
وجمشید ولات ومنات پر قدرت اُنکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون
سُنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ د
فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ
مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خ
ہوئی تو سنگ سیاہ کردینگے جامۂ انسانیت مین نہ رہوگی اگر انکا دل چاہے جا
بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی
آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے
کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش
ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبو
ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہ
کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہ
ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونے دوسی کو چھوڑ

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا ۔ اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل ۔ یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای رند ۔ اسیلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا سُنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آ کر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنے دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا ور باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے سے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آ کر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اَے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا تبلا تانتیا کمندین بازوؤن پر بندھی ہوئین تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس جلسے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہوگیا ہی آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جسکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جب سے اُس کمبخت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم والم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین — سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین — لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا — کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
جو کہ خوگر ہین تری بوے دہن کے ای گل — غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دلیل — گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
یون پتہ پوچھو اُس حور کے گھر کا قاصد — کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتنین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے اُمین ٹول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتنین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی مین سنتے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

نہ کسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق　کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے　تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین　پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم　عطاء لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم　ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق
فراق یار شکر لب نے زلیست کر دی تلخ　ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین　تنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق
قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر　کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال　رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق
عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ　خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان مشتاق

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر گٹھے لیے ہوے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر گٹھے سیدھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہوجاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سایے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجھکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت
حاصل ہوگی یہ کہکے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر
کرسی پہ بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمتگزاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق نہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمتگزاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گانون تمکو معافی مین دینگے اور
صمصام سے بدلہ لینگے اس بیحیا نے از روے بلوے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہونچایا
یہ قدرت اس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکو مین
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ دیو بادشاہ
جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغ قمقام جو
تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دوابر وہ پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغ جھنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پی کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منھ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اُٹھایا اس ملڑ مین جو مینوغ نے مہلت پائی
بادبان کو جھکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا سہیل زمیندار

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کرلو دولاکھ فوج لینا لیناکہ کے چلی مینوش سے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کر کے آتا ہو بڑی بھادرم سے
فوج ہو بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالہ دا
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا لہ باشید ا
کافران سیمیا وای نابکاران بُز دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیراندازی کرنے لگین صمصام کو ا
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہو کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن
رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان ورسالہ دار کو تاکا اُسی
تاک کر مارا گرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہو فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مار
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیزرو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا
مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیزرو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اس
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور گنہ
پیکیچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہو کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کو
اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہو قریب بادشاہ نہین جانے

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا — گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزیں جانا ہی اکدن تجھے آخر — اب جائے تو بہتر ہی کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہیں ہے صورت جانان کا تصور — دل اور کسی شی سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ یہ نہین روح بدن مین — چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن اشک بہا دے — بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ ابھی یارو — وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای زنار ملو یار سے یا ہاتھ اُٹھاؤ — جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اُٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قیدخانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قیدخانہ مین پہونچی مان باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اُس انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق ومعشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوۂ وادی ایمن پایا عیار اسکار کا ب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہی نام اسکا وہم تیزرو ہی اُس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سائے مین شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سُنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ
پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آ
فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہوگیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ اوے حسـ
مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید یہ سحر طـ
نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن وشوہر دونون نابینا ہوے نیر نگـ
نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صداے ہا ہو بلند ہو
زمین کانپنے لگی آوازہ آئی کہ او نیر نگ تو نے کو توال زندانخانہ کو مارا
طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہو
مگر نکل جاؤن جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا کی قضـ
تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا کہ مکارہ کے
دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ وفیروزہ وسمن رُخ ومینو
شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت
میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسـ
مین آرام ملیگا مقنا طیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش
منع کیا صرف بادشاہ وفیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کو
باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین
ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بادشاہ ومینوش
بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز وغمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہیں
کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل
نور الدہر وایرج وچالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے آج تک
اُنکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت
ویاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین
یہ کیفیت ہی سر پر بار رنج ومصیبت ہی۔ نظم

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک
برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہو فرتوت نے
پکار کر آواز دی کہ او مکارہ وا وشہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے
بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا
کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے
کے وہ انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس
شوخ دیدہ کے پاس موجود ہو رات کو میرے ہیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و
ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون انکا لاشہ اٹھائے
کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو
انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آ جائے تو ابھی گرفتار کر لین
لاشہ ہاے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے
قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے
کھڑے سحر اٹھا رہے ہین آگ ہمپر گر رہی ہو جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال
سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ مکارہ نے پھر دستک
دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہو مگر سحر
کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہو دو چار کے سر اڑ جاتے ہین
فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ
سے گلگونہ معلوم ہوتی ہو فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ
نے بلاک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و
سماوی سے بچا لے بلاک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو نیمچہ برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا
دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے
جمشیدیہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا فلک

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقراط جادو مرتے مرتے
نگہبانون کو آگاہ کر آیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی پہونچانا بخوبی یہ وعدہ
کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑکر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکارکر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ وسمن رخ ومینوش شیرین کلام بھی اُٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑلین گلگونہ سحر کررہی ہے
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگاکر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبرا کر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کسنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر
اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے
آواز دی ای فرتوت ومکارہ گھر سے آگ لگی بقراط اور ثمرات مارے گئے بقراط
کے مارے جانے کی خبر سنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ جلد چلو زن وشوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریاے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑا دھڑ
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گنہگارون کے گرد حلقۂ آہن ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گر اکتنے ساحر مرچکے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے
جھوٹھی جھوٹھی بس نہ قسمین کھائیے

کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض
چُپکے رہیے منھ نہ اب کھُلوائیے

دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک
زخم سینے کے اگر دکھلائیے

کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے
بالعوض اُسکے خدا سے پائیے

ہاتھ پانؤن توڑتا ہون نزع مین
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے

باغ مین او گل نظر تو آیا گیا
خون بلبل سے تجھے نہلائیے

بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے

کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی
وحشت دل اب کدھر کو جائیے

دل لیا ہی جان بھی گر درکار ہو
کیا کروگے یاد لیتے جائیے

خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
خواب مین صورت مجھے دکھلائیے

تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین
اب تو پردہ غرفے سے اُٹھوائیے

زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند
آج کل تک اُسکو گھر مین لائیے

ثمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا ای ثمرات جادو کیا چاہتی ہو ثمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ ثمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے ثمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے ثمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بو لیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے جمکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہی کہ شمس فلک آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اسے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قیدخانے پر بلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہاے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے بشکل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لبقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرتوت نے مارا کوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرتوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان اُفتان وخیزان چلی مگر بدحواس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ لبقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کردیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ نے اُترتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل کا ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلایئے ۔ جی مین ہی اب کھاکے کچھ مر جایئے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھایئے ۔ آستان یار پر مر جایئے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے ۔ ٹھنڈھے ٹھنڈھے آپنے گھر کو جایئے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط ۔ سب بجا ہی آپ جو فرمایئے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے ۔ آیئے اب پاس مجھے بلوایئے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز ۔ شب کو بھی اکدن کرم فرمایئے
ترک عشق لالہ رویان کردیا ۔ کسلیے کسکے واسطے گل کھایئے

جا کے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمہاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال نہین ہے
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہے جلسہ آراستہ ہو رہا ہے شوہر کی منتظر
ہے اس باغ مین جتنے درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی
ہے بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہے زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہے اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہے اگر یہ بیحیا دراندازی
نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے
بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ
اجل سے نکلجا او رحال تو تو نے کتاب مین سب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بیجانا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار
گئین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منہ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی ای شجر ساختۂ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیچ نخل سے دھوان نکلنے لگا اُس دھوئین

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار مان کے ساتھ پلٹی راہ مین مان سے
کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی
پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگ
نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائین تو دل کو تسکین ہو
مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہ
تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہ
اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ مان سے رخصت ہو کے باغ مین آئی
کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہ
صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ نہین سکتی **نظم**

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی — یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل سے تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ — کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا — ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا — دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعتہً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے — کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو — آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رشک — جیتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت
ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین
مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگ
اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین
لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جا
یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب
مین دیکھ چکا کہ گلگونہ درپے ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہو

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے
ہوے محل مین آیا از وجد سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو
پیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہی گلگونہ نے آکر
سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو
تمھاری باتون سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ
یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت
نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین
یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے
کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ
مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر پہونچین دیکھا
نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے
کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک
شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز
آئی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی چلے ہین
یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے
کیا لفظین سناتا ہی مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر
تجکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا
ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگانا
اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہی وہی ہوگا
آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چار دن قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ
نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین
مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون
مین یہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجاکر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ سے
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہے کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے ز
کے آسمان پر پہونچادون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر
ہٹ گئے یہ بیحیا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب
کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہے ناک پر اُنگلی رکھ کے مٹکتا
تھرکتا پھرتا ہے اور یہ گاتا ہے ؎ بے جانان یون ہولی بازم + دو بچکاری بندہ نوا
بے جانان یون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہے طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ
پھرتا ہے تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہے یہان تو یہ عیش ہے مگر گلگونہ باغ کے چیلے سے باہر
طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اے شمس کل
مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین
مہربان کو مارلونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری
کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کرلونگا شمس
یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھا کر دیکھا مقناطیس
و نو بہار و سنگبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھ
اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت
ایک سحر مین تنکے جنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے
کرلینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشا
اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت
ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا ک
اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات بہت
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا اے مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہے مکا
حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا اے نور نظر چلین گے تمہار
باپ بھی تو محل مین آوین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے

اور جمشیار یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہو
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بنارمارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شگال
کو بھی نہین جانتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون کریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ
قصر زندان خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجاکے قتل کرے
گلگونہ نے جو ہیلو بابا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپ کی زبانی احکام سُنکر
دل بھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کو سون پانی نہ ہو
یہ کسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرتوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا اوبے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہونگی تو گا
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحرائے بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیا س مین ہین اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکہ عالم
بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہوکر جو مکان پر آئین ماں کو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اُسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمھارے
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر براے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی بد
قدرت اُس سے بیزار ہونگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن
مگر سوچ مین ہی کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرتوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہی کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہی اب اسکی موت قریب ہی فرتوت جادو کو اس مہمل کا بڑا عشق ہی فرتوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرتوت نے جام لبریز کیا پہلے اُس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرتوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا اُنکو کون چھڑا سکتا ہے فرتوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او
ہم تجھپر تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منھ پھلا
بیٹھا ہرچند فرتوت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ اُنکی
رہائی کی کیا صورت ہی آخر فرتوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا ارے کیون ڈرتا ہی اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرتوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور پھر انگشتر کو گرا دے

مسخرہ پن سے چھٹی نہین ملتی مجھسے کہا اے سمن رُخ دیکھو یہ جوڑ لتے نہین تو کیا گرد و غبار
اسپر پڑ رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے مینوش و فیروزہ اور
سمن رُخ یہ انقلاب فلک ہی کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہین
نہ کہ ایک مکار ہمکو تماشا کہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہی کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سُنکر سب تھراتے ہین وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اُس حال مین گلگونہ سامنے
آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
کفیل جگر کانٹا ہو گئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتر
کو جمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسارے
خراشِ ناخنِ غم جابجا آنکھیں جو نرگس شہلا تھین اُنمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت
ہوتا ہی کہ جام یاقوتی مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہی گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والا قدر تم اس
بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہی مینوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہی
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہی مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ بخت بد نصیب
کے اشتیاق مین آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقوت جادو ہی مگر اب
تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جاکر شمس سے صلاح کرون فرقوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیان کوہ نیرنگ پر قتل کین ایسا
نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا ہین بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

اپنے شعبدے دکھا رہا ہی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہی گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہی شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی بی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کاہن کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مار لو گو نے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو کئی گولے
پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون
یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہگئین اندھیرا ہوگیا بعد دیر کے آواز مین آئین کشتی مرا نام ما نگہبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز و جمشید یہ کو ویز جمع ہوے شمس نے کہا
ای گلگونہ اب تم قصر قید خانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خلصے کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہوگی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروزہ
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رُخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جو ڑے
ہتہ کر چکی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لیٹا ہوا غُرّاکے طرف
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دوران
ہوکے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلّی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلّی کے
پھینکا بلّی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیان مثل برق کے چمکین بارن مین بلّی کے
لپٹ گئین وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلّی کو چھڑاؤں
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلّی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین
گلرنگ جادو بود بلّی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلّی پر گیتی پر تین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلّی کے منقار لگائی بلّی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پر بیٹھی کہہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہون
اُٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشیدہ دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کرکے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہوسکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشیدیہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کاہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھماکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشیدیہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تونے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگو
نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون
ای دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان
ہی ایسا نہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ چمکا
گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی من
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس بپیچیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض
اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پہ گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے
سحر کر کے تمھین بچایا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین
برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین
لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
سب کتابون مین قادرت نے لکھا ہی اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص وعام

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے
مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہوا اسیوقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑگیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت بہشت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارہ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اُڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری ننھیے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اُتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین
لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسمائے سحر
پڑھے اسمائے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اُس نازنین نے آئینے کا
گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چلی

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان
جاکر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ د
شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب وتسلیمات عرض
کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہو
وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پرواز پیدا کرکے چلا گلگونہ قصر راز مین
کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا ا
ملکہ عالم آپکو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہ
امیدوار ہون کہ جو فرمائیے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا ای شمس کیا کہون حال مصیبت
بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی
اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون تہ شمشیر ہم — زلف اُلجھے اور پھانسی پائین بے تقصی
کھائین مثل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم — جانکر شربت پیین آب دم شمشیر
بُت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو — تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر
ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان — خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو — عشق بشاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پہ — تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر
کوہکن کہتا تھا ای شیرین جو ہی تائید عشق — بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جب ہم ماہ نو — یاد کرتے ہین گریبان کی ترے تحریر
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا — جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم — کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر
صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے — شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر
بیشیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفضل للہ — شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ پر

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو سکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے کہ سکار طلسم مشہور ہین اس بات کو منھ سے نہین نکالنے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدۂ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی رہائی کی تدبیر کرونگی جونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون کی کیا صورت ہو سکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگون کا معین ہو قید اظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جا کر شمس کو پہونچادے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار دشکبار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس ہے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ
کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے
ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو
ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ
وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے ہین اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام
کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے
رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اُس مقام پر
قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی مکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ
گلگون پوشش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام
کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ پائینگے
جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ
نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لدس
قیدخانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ اے والد نامدار انکے رہا ہونے کی
کیا صورت ہی کہا اے دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین
نکال سکتا گلگونہ نے کہا اے باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین
اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہی مگر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہو اسی کو وہ غنیمت
جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھاکے
بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب مدت
تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جب تک وہ یہان آئین گے

تھین کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہی
دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ
لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ برلے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے
کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہی یہان وجہ معاش سبب سے
حاصل ہوتی ہے بلے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہی کیا پیشہ کر کے
کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی
ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہر چند ملکہ
رو رو کر پکارین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان
مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی
بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال
بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا
کہ کیون اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہی فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی
آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے
ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے
جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ نا چار
کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین
جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کر کے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب
لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی
مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ
ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
بنانے مین دخل ہی مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہو بڈھے نے

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ پوچھی کسی سے لئے محکمۂ حشر مین نبات		زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑے ہین میری محبت سے منھ موڑے ہین
بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے
ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو
نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہوکر دوڑین
پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور
ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ
کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا
جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے
ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون
تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی
غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف
معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے
یہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سُنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای
فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہی مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین
پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین
اور سر اُٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین سمن رُخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر وامیر
وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگ
پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا
ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن
عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہورہی

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس تپلہ بھرا رکھا ہی ایک گلابی
مین کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیین گے اس تپلے کی کیا حقیقت ہی ہم
دن بھر مین دو دو تپلے پیتے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوگی مگر ای
سمن رُخ تو ہم تک آئی ہی اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رُخ نے کہا
میری ملکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رُخ سے آنکھ ملائی
چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رُخ بھی منتین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام
شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہی مجھے اپنے لطف سے مطلب ہی
لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رُخ کو دیا سمن رُخ بھی پی گئی پی کر
ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رُخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رُخ یہ سُنکر گاتی ہوئی
فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رُخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہے ادھر آ
اری وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تونے جاکر
کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہین دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رُخ نے نہ سُنا بالاے کوہ
چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
اپنے مقام سے اُٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکۂ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر
لاتا ہون مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام تپلے کی
شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے
کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحراے ہول خیز
مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیون کو طی کرکے طفل
امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اُسی غار مین پھاند پڑا
بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہین پکارتی
ہین ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر
بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکرا کر مرونگی۔ نظم

ظاہر کسی کے دل کا کیا خار خار کچھ | سُنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
بُنلہ شراب کا اُسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمین دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلا بیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہے اگر
ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس
بڈھے کے آیا بڈھے نے بہ سختی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرون کو
تقسیم کرتے ہین مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ
میرے آقا ہین اُنھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہے کہ مین پیون بڈھے
نے کہا اے شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہے یہ کہکے جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کر لین گے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار
گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود بھی تھرکنے لگا
ہاتھ اُٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا اے پیر
روشن ضمیر و اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا بالاے کوہ
فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہے یہ سُنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طے
کر کے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رُخ سے
کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے
کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پی کر بالاے
کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رُخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو
شراب نہ دی تو مجھے کا ہیکو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رُخ
جاؤ تو تم جا کر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا بتلہ رکھا ہے ایک گلابی مین
کیا کم ہو جائیگا سمن رُخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن عمرو
کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا مین عرصے سے شراب کا جرعہ نہین ہوا فیروزہ بہت خوب
کہکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف
ہوے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان
نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین بجتی قریب بستی کے
ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ
سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھُرّیان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بھاری
پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے مسخرہ پن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا
سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سایئے مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای میخوار
شراب پلاؤ ایک غلام زنگی پہلوے کوہ سے پیدا ہوا پاتلہ شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے
چند گلابیان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھدین مرد پیر نے گلابیان
شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے
جوش مین بہ الحان یہ غزل گاتا ہے

پاتلہ

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے دل تمام	کرتی ہی روح مرحلہ آب وگل تمام
دیکھا ہی جب تجھے عرق آگیا ہے یار	غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے	مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا نہی بند بند	اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت اُلفت صادق کی ہی گواہ	مُہر دن سے ہی لیی ہوئی اپنی سجل تمام
کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال	اُلفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا	چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام
ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا	وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین	ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے شکار کے آئی تھی یہان آکر گھبر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہری حیران و پریشان ہی کہ اے مینوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے جاکر اُس شہریار کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سمن رُخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا ای شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ بادیان سے اُترین دونون فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھ لے تصویرین ہماری سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پائیے گا ہیر آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین چلنا بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہی فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ عیار آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا پردہ اُسپر نہین کھلا مین درۂ کوہ مین ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا ای شہریار صمصام یگانۂ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہی اُسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اس حوالی مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردۂ ہفت پیکر کہلاتا ہی اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اُسس

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا او جان جہان اب مین تمکو نہ جانے دونگا
پکڑ کر لیچلونگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا اُس
گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چہار جانب
سے گھیر لو گرفتار کر کے نیلم حصار مین لیچلو خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو
رشک ہو پہلیے قراول بلوہ کر کے چلے نیلم تاجدار جھاڑ پونچھ کر اُٹھا حکم بلوے کا دے رہا ہی
پہلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا رویا پیٹا
مگر گر کر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض مثل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر کب
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بد انجام کو جو لشکر کشی
کر کے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپ کی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا
ہی وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے
مین گینڈا چمکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی
دیر مین پہلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تحسین کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو بہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہی مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی
کو چمکا کر درۂ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑے ہی

نکالا بادیان کو اپڑ کی باغ سے نکلین صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ ر
دیکھ چکی تھین مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہو
کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے مین آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہین کہ ا
مینوش رستہ اصلی مجھسے چھوٹا بادپان نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چہار جانب
دیکھ رہی ہین کہ اے مینوش کسطرف جاؤن کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤن اسی
سوچ مین کھڑی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نیشت مرکب پر سوار پشت پر
دو تین سو پیلے قراول عہدے ہاتھون مین باز بحری جرّہ لیے چلے آتے ہین بسبب صحرا کے
ملکہ بے نقاب کھڑی تھین اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑگئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن
ہو رہا ہی بدحواس ہوگیا پکار اُٹھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمھارا جمال بیمثال
دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہون آکر قدمون کو بوسہ دون ہر چند اپنے کو روکتا ہون مگر
ضبط نہین ہوسکتا عجب کیفیت ہو دل کی یہ صورت ہی۔ نظم

بہار آئی ہے عالم ہی گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا توڑا ہی
چھُری چلتے نہین دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر

ادب آموز ہو ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اُٹھکر پڑے رہرو کے دامن پر

نہایت بلبل شیدا کا دل اسنے جلایا ہی
جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

دری زلف سیہ اکدن سفیداے یار ہوئیگی
یہ وہ شب ہی چلیگی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہی
یقین ہی خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہوکر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش اُنکو بدمین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا اے شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کرنا یہ تاجدار
بادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گزار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

پایا حجاب سے پلٹ کر نہ آئی فیروزہ نے کان مین منھ لگا کر کہا ای ملکۂ عالم مین اس شہریار کا عیار ہون بہ مشکل یہان تک پہونچا حضور نہ گھبرائین مین بادشاہ کو لاتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا بھیّا اگر مناسب ہو تو مین خود چلون فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہی وہ مردانہ اُنکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہون آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہون ملکہ نے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُسکے گلے مین فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہی ترقی پر اشکباری ہی دیکھون اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر مین حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہین معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا   صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے مین ٹلجاؤنگا   آج جاتا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر   منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکلجاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو   ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی   کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو   تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے   حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو   موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا   کیا سمجھتا تھا کہ آخر مین مین ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو   دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش   مر کے کل گو کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزون کو سمجھایا کہا ہم مادیان پر سوار ہونگی کنیزین سمجھین کہ باغ مین پھر کر دل بہلائینگی ملکہ نے جو اُس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئین گھوڑے کو باغ سے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطلیس نے کہا مین شمس کو بلوا
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھ
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطلیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطلیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطلیس مین
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملاؤن
بالاعلان ساتھ ہوجاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطلیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیچکا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے و
باعث خرابی ہو مقناطلیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی با
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطلیس
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب باساز ویراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لا
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگزاری خیال
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا ای شمس مین تمہا
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جا
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ
آکر ایڑ جو کی مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش
دیکھا سمن رُخ سائے مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشا
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی اور یہا
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا
حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیر
ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو گئی د
عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان بنا

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بہ مدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم
ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہی دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد
عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ماذیان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ
یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہی فیروزہ
نے کہا ای مہ جبین اصل یہ ہی کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہی سمن رُخ
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ
کے چلا مگر سمن رُخ نام و نشان سُن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جُھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا ای شہریار مین
ملینوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن
سے آب و دانہ ترک ہی آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ
یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا ای سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب
سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین
چاہتا ہون کہ اُنسے چھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین جاکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسی طور
وہان تک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ
جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہی تینون جادوگر بادشاہ
کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا ای مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو
اسپر سوار ہو کر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی ای شہریار آپ جسکے مہمان ہین اُسنے
منع کیا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہی کہ مین
کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو اظلم زنگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کاہن نے اس باغ مین رکھا ہی یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہی ای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو
نیلگون گنبد اٹھا یا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو

حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پاتا ہو مین
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اس رخسار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو

روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
دھوپ مین بٹھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو

میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانہ باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

رات بھر آنکھون کو اس امید پہ رکھتا ہون کھلا
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی ای دل باغ باغ
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہے مین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو +

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین آڑین
رجۂ سیخ کباب آتش اٹھا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہی اگر ملتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہی اُدھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رُخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آتی ہی اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہی جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ نیمچہ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے
پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو ہ، دگر نظم

توگوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب	دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی - شاہا زکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ و دلریش نگر + ہرچند نیم لائق بخشایش
تو + برمن منگر برکرم خویش نگر + گلرنگ نیمچہ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لاتی ہے کہ
پہونچکر اسکو قتل کردن مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ
مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی
نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا رُکی اور اُسنے نیمچہ مارا نیمچہ مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کمان سے نکالکر پھینک
ماری ایک برق جہندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی
کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلو نگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین
فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑ ٹلتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی
ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور
لے اُڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو
غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین
دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس
ومشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر
مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا

جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چُپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا

یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہی
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان دلمین چھانا لگائے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ
فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا
نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم ہُنسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون
فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح
پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین راز دار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحرائے بے خس و
خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ
مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پیین اور ایک
تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی
ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی سے بیہوشی
ملادی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے جانا ہوں مگر سحر کر رہی ہو ایک ماش کا دانہ
جو شراب مین پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے
تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمین کہا تیرا انتظام مٹا نیمچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو
ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان
جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب ہو

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد — عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر — کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار — نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہی — مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ رنار خاک پڑے — موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سد باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر مادیان بحری پر سوار سپر و شمشیر لگائے ہوے بقول شاعر۔ فرد۔ اکڑکے پنجون کے بل پہ چلنا نہ کیونکہ گشتہ ہون اُس ادا کا٭ سجا سجایا کھنچا کھنچا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین ادھر غش کھا کے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجاے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہی جب ماش کے دانے اُچھالتی ہی شجر خشک بارور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا — سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا — مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سوادِ گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی — بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذائین اٹھانے سے — اُسی کو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں — گل لالہ میں مسکن ہے مہ کامل میں رہتے ہیں
خیال مہ جبیناں عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں — یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں آئے چلے دنیا سے حسرت میں — نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ غیروں سے کہتے ہیں — قمر جنکا تخلص ہے اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگوں نے جلدی کی مجھکو نے آئین میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بہ سبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہانتک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو مین جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہے مگر یہ کون شخص ہے کہ جو دریچے مین بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کرکے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہے مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہاں بادشاہ جمجاہ جب ہوشیار ہوے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس ومشکبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ ای شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہین چہرے پر اُداسی معلوم ہوتی ہے لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اُسمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا ای مقناطیس مین کیا بیان کرون تم لوگوں کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا چاہتا ہوں کہ ضبط کرون نہیں ہو سکتا مگر حیران ہوں کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہوں کیا کہکے دل کو سمجھاؤن کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہے نئی صورت ہے۔

نظم

زیست بے یار مجھکو ہستی ہے — شہر ویران اُجاڑ بستی ہے
ہے جہان پر مرا قدم بھاری — ہر قدم پر زمین دھنستی ہے
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں — حور جسکا پلنگ کستی ہے
ہے حقیقت مجاز سے مطلوب — بت پرستی خدا پرستی ہے
اُسکے کشتے ہین زندہ جاوید — نیستی اُنکی عین ہستی ہے
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب — بے زبانوں کی ہند بستی ہے
خاکساروں کی ہے یہی معراج — سربلندی ہماری پستی ہے

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادگرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ مشکل آنکھ کھولی گھبراکر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا صاحب تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اُس حور کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے

پانوٗن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالشِ سر دست جانان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے

زنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی مل کے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بنکے دان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہِ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رنگ قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جان ما دیان سے بدلگامی کی تھی اور مین بیہوش ہو گئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب ہوتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و نامور میان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین
بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین
بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی پھر رہے اُڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے
بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک
نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب
قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کم
بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے
دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اسمین سرمہ کا تھا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھا برو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینہ
بر نار پستان کا اُبھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے حمائل تلوار جوہردار
یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار پودھے پر ہاتھ
پڑا ہوا تیغہ کمر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے
یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے ملینوش شیرین کلام دختر صمصام جو براے
شکار نکلی اسطرف گذر ہوا ملینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک
جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشخو جمال بمثال دیکھکر
پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو
لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوے
سقفناطیس دنو بہار نے بڑھکر سر انکا زانو پر رکھا نو بہار نے زلف عنبرین کی خوشبو
سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیزون نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرندہ و پرندہ سے خالی کر دیے کئی رات
اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے پھر پھریرے اڑاتے ہوئے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑگیا قضاے کار بادشاہ
جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقناطیس نے نگہبانون
سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جاکر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا اے شمس تمنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہو کہ سواے اس مکان
کے کوئی شے دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہو جسکے باہر صحرا ہو اسکو
کھولکر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سُنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا
ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہو مگر غلام اس فکر مین ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئیگا
تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل و جان مطیع
سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھولدیجیے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگادی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون
نوبہار نے عرض کی اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا اے
نوبہار ہزار ہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہو ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہوجائے
کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

ہو گا جبطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو رد کو ۔صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہو اپنے قدم
بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل بر
کے جمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبوا
تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش خیرین کا
باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپ نے ہتھیار کیون لگا
ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم کشا
تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہی کئی مقام فتح
کیے اب طرف باغ لنترن کے جاتا ہی کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے
افسر ہین اُنھون نے نامہ لکھا ہی مین براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی
کہا ای والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سُنے بڑے بڑے ساحر اُنکے ساتھ ہین
مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ
بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر مجھے
تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور اُسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانون
کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اُتار لیگا
ہمارا کیا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہو
قمقام بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑ
آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جلنے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین
طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے
سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہی اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے
جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش
نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر باپ
تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے
اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ ہم

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک مین زیر نہ ہونگا
یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور مین بانے اُسنے لونگا رستم نے کہا اے نقابدار اُٹھو
ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا اسپے دیر قین
لیے ہوے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت
شوکت وشان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت وشان نقابدار دیکھکر ایک
حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت ولیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر پلٹے داخل
بارگاہ ہوے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور اپنے کو باغ نسترن
پہونچائین عرصہ کرنا باعث خرابی ہے بیچ مین سرحدداران نسترن مین افتتاح و اختتام جیسے
ساحران کامل و اکمل ہین بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر اُخین کا فرستادہ تھا کہ لشکر دین
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
شہرت نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہان تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دیلمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچلین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دیلمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دیلمان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح
نے جھلا کر چند نامے سرحدداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

وہان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی جرچا ہو دیلمان نے خوش ہوکر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کر
آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونو
مین سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا ا
کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈھکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک
سانس مین پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
پیتے ہی مبہوت ہوا یکار اُٹھا کہ قلب مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا
دل گھبرا رہا ہی معلوم ہوتا ہی پہاڑ اُڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین آکر اُٹھا لیجیے
دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا جھکیان بجا
ہوا چلا جا رہا گود مین اُٹھا لاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجۂ نگارین تھا
یا پنجۂ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا
دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلدراقی پیچھے چلا یہان نقابدار نے
دیکھا برف سب پانی ہوکر بہگئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہوکر گرے تھے اُنپر
لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
دیکھا ایک دناٹا ہوا برف پانی ہوکر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہونچا
تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار مین آیا دیکھا لشکر نقابدار
تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا
مین نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہوکر چلے رستم جب قریب پہونچے
دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر وعدے
کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے مین مقابلہ نہین

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندۂ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا اے زہرۂ فلک تم اپنے کو ہونچاؤ پاس دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام ہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے دل کو روشن کردیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سمک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا دیلمان نے سمک کو چھوڑا سحر کردیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہو کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

میلاد ن

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے — برق کا کام تبسّم نے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹ گئے تکہ الجھی رخ جانان سے — لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم ہونچی ہے — سر کٹے پہ نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
پاک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا خوان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی + — صاحب خانہ نظر آنے لگین جہان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل — ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — یار تک نامہ ہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو مین اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائین گے اسطرح کی باتین اُس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رُکا برف کی

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر
کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہو یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے
بھی دیکھا سمک آگے بڑھگیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکۂ عالم مجھے
خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اُسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہو دیلمان نے پکار کر آواز
دی اے ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہو سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر
نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بداقبال
نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر
چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤنوں مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے
سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا ے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا
رنگ وروغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی اونا عیار اب مین ان
دونون لشکرون کو مثل خس وخاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی
نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہو یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کلیجے ہین تم لوگون کے کہ فوراً
دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین
جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پر رکھون
درخت جو بڑے بڑے بر کوہ تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا تب اُسکے بڑے
بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہی دیلمان جادو چھاتی پر سمک کی سوار طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوے آسمان سے اترتی
ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہو مگر پکارتی ہوئی کہ اے
دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھیں دیلمان پر
جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر
میرے اُنکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ
ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے
تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے
چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبراکر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہی کہ سفید
پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا
ای عیار دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جاکر کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم
پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا
ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز
سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہی وہ بھی
چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑ پایا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابغلون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے
کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و
شہرت و جہلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار
نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون
لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین
وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو دولہ

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین — جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین
مضمحل ہجر مین اعضاے بدن سارے ہین — ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے — تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین
دمبدم قتل ہوا جاتا ہی کیون نخل حیات — آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرے ہین
ہین بہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین — لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین
کوئی بلبل بھی وفادار ہی ہمسا صیاد — چھڑی کیا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے — آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین
وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی — عالم جذب مین مجذوب جو ہنکارے ہین
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردون کا نہین — ہو سو ہو اب تو ہم اس ہٹ سے سخن ہارے ہین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان — مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہین
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر — لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین
اپنے ہمچشمون سے ہم رہگئے کس وادی مین — قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین
بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن رفتار — یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہوچکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تم سے نہین لڑ سکتا مین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر قرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجالاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا ای رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاے صاحبقرانی مجھی کو ملین گے مین نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دین تو آپ مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھ سے یہ فرماوین کہ تو لائق بانہاے صاحبقرانی نہین ہی پھر مین اُسدن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی یہ عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ حمیچہ آتش اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہے اُسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم مین آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار آپکے لشکر مین آیا ہے رستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فورًا اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہین رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور جو ہوا یکایک آواز دی کہ عیوق کو لاؤ بلا زمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا مین اسیر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے جب سے زیر ہوکر آیا اسنے آب و دانہ نہین کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ و شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔

نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین | اسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا ہٹ ہوکر گرون نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین
باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر
داخل بارگاہ ہوے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم
دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا
مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا ابتک کسی
سردار کو اسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اٹھائی کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر بڑی آفتین
برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اُسوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہے کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو
تباہ کردے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دون لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر کھلے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لاکر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات
گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کُل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام ہے
بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اٹھا نقابدار نے

آمین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے
صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا
پکارکر آوازدی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدمون سے
لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کرون آپ کے اقبال سے مشکین باندھون دوڑاتا ہوا خدمت مین لاؤن ناچار
ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جمکا کر سامنے
نقابدار کے آیا آپس مین تگادرزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل مین اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہی گینڈا اگرمایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے
سے بردرگار بچ جائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچ نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمایئے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی مین
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے مین گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونون مین کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دو دو گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہی زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی الجھ الجھ
کے لڑ رہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہی
دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا پھر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پلٹاکر

ایک ہکّہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے پیچ پر
نقابدار نے دیوانے کو اُٹھا یا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ استخوان چور چور ہو کر
رہجائین اب دیوانے نے منھ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا منتین کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار
نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُتر لے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے
امتحان ہو جاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بانہا سے
صاحبقرانی ملینگی رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کر چکے ہین کوئی فرزندون میں ایسا
نہین ہی کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر بانون کا ملنا نا ممکن ہی مگر
مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب
بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفیدہ قبۂ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی
آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو آگاہ کر دیا جاروق وعیوق و دیوانہ شر پر مردم در
یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم۔ رستم سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست
ہی زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہی صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا۔
صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہی نکالدونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا پانے لیگا
شب بھر یہی چرچا رہا کہ چاند پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و جوش
قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون
روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
سبز چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہی کہ طلسم کشا

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو ہمسے تمسے امتحان ہو جاے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اُس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جاے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا ذنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار سے کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیچکے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہے اسمین کیا قصہ ہے رستم نے
کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مار کر آپ کو بڑا گھمنڈ ہے نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین مثل آپ کے ہو اُس سے مقابلہ کرائیے مجھے
لحاظ ہے کہ صاحبقران سے ہم نبرد نہون اور طور سے امتحان ہو جاے اگر آپ کو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدۂ حصول بانہاے صاحبقرانی ہو جاے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپ کو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور بیڑیون
مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہے دیوانہ شریر مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہے چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کانپی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پکھلنے لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جابجا زمین شق ہو پانی اُبلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معدلت عظیم بڑا غلام قتل ہوگیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا گریہ دکھ کرنا اور پھنسنا ساماں قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائین سمک خاموش ہو گیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محن جا معروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوے عیوق وجاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہ نقابدار نے گھیر کر محن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح بلند چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شریر مردم درنے جوش کو آقا جاتے ہین جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چار سو دیوانون کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کے خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین بازوون پر توبڑا تیغ کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہین خیمے چند ارابون پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت

زار قنطورے لگائے ہوئے کمند یں بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم توسب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جملہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور پر سر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جسنے سحر کیا وہ گویا تیغ وزیارنج اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
یا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کردیتا ہی کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اُسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہی کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اُسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھین
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی اُدھر
عیار نقابدار جست وخیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا سا
سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دوسی تیر چلے دوسی ساحران خطاکار گھوڑون سے گ
تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دوسی نے مارے برق ثانی چاہتا
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ا
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر
کرتا ہی اودھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گ
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محن نے کہا نقابدا
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محن جو طرف نقابدار
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہم
نام ونشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائین
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑین گے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محن چلے تھے مگر تھرا کر رُک گئے کوئی قریب نہین
ہر چند محن وطیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے اُسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب وماہی سحر ونہنگ بحری وہلال تہ دل سے
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین اے خالق بحر وبر وائے رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا ز کرم بر من درویش
بر حال من خستہ دل ریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشائش تو + بر من منگر بہ کرم خویش
بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آ
قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دُنیا سے
پلٹا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زر لبفتی سر
نقابدار کے کھینچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اُسی تخت پر پشت عجـ

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین
واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اُتر پڑو عیار نقابدار
مہتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سمک کو جو دیکھا
کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر
ہمشبیہ برق ہی کچھ کچھ صورت مین فرق ہی کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہی سمک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہی
عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا ای طیران
یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا
جلّادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا
ہمارا یار وفادار عیار کہان ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہ استاد
رات کو برای سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین
تیاری میدان ہولی کی ہو رہی ہی چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب و ہلال
و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا چند پہلیے قراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین
مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت پر
نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہی تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہین
حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آتے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر
طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون
سے قتل کرتا ہوا آتا ہی محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا
موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہی طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا بسبب

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا آب شراب کے لیے تکرار
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہو مین چند قطرے پیونگا آخر اُس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہی اگر پھر دو پہر
مجھکو نہ حکمن ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا مین ابھی گلابی بھرلا دونگا پھر دو پہر مجھکو
ہونا کیا معنی بتلے لا کے رکھا۔ ون میخانہ سپرد کردون نازنین نے کہا تم منھ کھولو مین چند
قطرے تمھارے منھ مین اونڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اُٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کردیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ مین اُنڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہو سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشائی
ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہو جنگل کا سناٹا
کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کس لیے جاتا ہو ذرا ہمسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہو کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہو بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منت
خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سرنامے پر مُہر ہفت پیکر کی پائی جی مین کہتا ہو خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہو کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہو اور
چاہتا ہو کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤن زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا ای طیران مجھپر سحر کرتا ہو اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عمل
پہ سحر کرکے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیار کا
کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

کارندے مارے گئے ہوا خواہان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا میں بدنصیب آوارہ ہو کر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں پڑی ہوں شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ میں اس کشاکش سے چھوٹوں طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کروں جان کو تیرے قدموں پر نثار کروں تمھاری آواز نے دل کو مشبک کیا ذرا انھیں اشعار کو پھر تو سناؤ اُس مہ جبین نے بٹے طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین کرنے لگا جب جاہتا ہی کہ پوچھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل ٹھرا تا ہی طیران منتین کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شے پی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکۂ عالم کیا شے پی اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ پین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب میں اسمین سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد و غم و الم سے گھبراتی ہوں تو چند قطرے پی لیتی ہوں جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے پینے میں دخل ندے مجھ بدنصیب کو کہاں ممکن ہوگی تمتو مٹکے منگا لوگے میں کمبخت کہاں سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہی میں اسکا مالک ہوں اگر حکم دوں تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئیں نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا میں بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہو وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہیں جمتا طلسم کشا نے بڑے بڑے خاندان میں دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کو سنے لگی کہتی تھی انھیں مسلمانوں میں کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انمیں یہی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہیں نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

منھ پر نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
آنکھون مین اپنی بنا ہی بازار آفتاب

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر
عقل حکیم ہے کبھی رفتار آفتاب

البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ
لب لعل کسے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلائیے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لیے
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب

بوجھے فلک سے کم نہین ستون کو یکہ
ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہو سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤن مین رشـ
محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی
پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اُسی اپنی بیقراری مین شـ
مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہو بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا ٹہلتا
قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا طـ
ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین
کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت
حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیـ
تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھیں سُرخ ہوتی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جاکر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹا اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جاکر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑکر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤن اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپ کے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا اگر آسمان پر جاکر اُسپر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہونچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آتی ہی اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و تھمنا مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہی یہ کہکے بارگاہ محن مین آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ پہلوے بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکۂ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آگئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جاکر اُسپر برق گرائی جلاکر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا سمک بارگاہ سے نکلا وہ صورت منظور رہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا

نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب — پائون کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ لنسترن سے صفائی کرنا ضرور ہی محن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس لنسترن کے پہونچ جائینگے دونون ساحرہ لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قید خانے مین بھیجدیا رستم یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا اے سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ اے ملکۂ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے ۔ بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا ۔ رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانون مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی ۔ پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل ۔ ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون ۔ تیغ کی طرح سے میدان مین عُریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ ۔ ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چُھڑا کر وہ گئے ہین جب سے ۔ قصد رہتا ہے یہی پانون کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین ۔ طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش ۔ بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھین سرخ ہوگئین کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی بلرُ جو ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھین سرخ
چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال ہمسے کیا بُرائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھٹھر گیا کہا مین براے ملاقات محن جاؤنگا
یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین زبردستی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے
جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرا دیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون
نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر آ ترو ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا -
محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
کردیے محن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پلٹے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شیر پر مردم در پر عاشق ہوئی ہی زخمی ہو کر آئی ہی طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری نرزک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہی سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نرزک نہ آئی ہو تو مین باغ لشتران جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہی ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہی علاج اُسکا ہو رہا ہی جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے جو بدست جراح
پر مار دی جراح پر اتھا ہو کر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہی اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہی دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری نرزک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی
نرزک کو چھوتا ہون رستم نے گھُرکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین -کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہی مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کر کے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب
ہنگامہ ہی سمک یلداقی بیرون بارگاہ کھڑا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہمسے ہی اُنکی نگاہِ ناز کا +
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسےٰ نے جو کی
پڑگئے سوراخ دل مین گفتگوے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
مُنھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
ای زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
کاٹ کر پر مطمئن صیّاد بے پروا نہو
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہوجاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
شل نی محتاج ہی اپنا ہین دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
بند ہوجاتا ہے سو سو بار دم غمّاز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اُسیر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہوجاے محن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لسترن مین جانا کہ لسترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ لسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا ابتک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کردیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کردیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو اُڑ کر گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

سب سردار آ کر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ لنسترن مین
پہونچنا واجب و لازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ لنسترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو
بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد
فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر
مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محن جادو خیر تو ہی بی لنسترن نے جنگ آغاز کر دی اور
ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت لنسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے
پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا ای افتتاح جادو
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری
نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا
آجتک قید ہین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے
محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار
کنیزین گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوئے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف
مینہ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ذرّے چمک رہے ہین اس زور و شور سے وہ
ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا برلے استقبال آیا پکار کر
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ
اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم
انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بھی موجود ہوے گلا بیان کھلنے لگین جام گردش
مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

کھینچیے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا		دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خانہ ساز کا

رستم تشریف نہین لائے آفتاب نے ہاتھ اُٹھاکر بتایا کہ وہ لڑتے ہوے آتے ہین رستم
بہرے درہم و برہم کرتے ہوے آتے تھے کہ ابلاغ ببر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے
مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھین چار کیجیے
مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو
سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا جھکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ
ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اُٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے
اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے برق
شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہین کہ رستم نے کئی سو پہلوان اُس مقام پر
مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہین کہ ای شیر مردم
نہ گھبرانا مین آپہونچا شیر مردم درندے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا
ارادہ درست ہوا جو پاربست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
نگاہ بڑی خوش ہوگئی جی مین اپنے کہتی ہی آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق
بغیر ساحرون کا لشکر ساتھ لیے آگرے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر مین ہے
آفتاب فلک سیر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی گرمی سے ساحران غدار بد حواس جوش پر
پیاس سوجی کہ ای محن نکلجاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بندوبست
ہو ملکہ لنسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا لوح گلے
مین پڑی ہی یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساٹھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
باقی ماندہ نے چاہا نکلجائین آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہین
نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوے پناہ مانگی طلسم کشا نے
پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوے اُسی مقام پر طلسم کشا اُتر پڑے دربار آراستہ ہوا

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز
اخبر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہی
اِسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی - نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو — پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم
عداوت پاک دامن سے کبھی ہی ابنای عالم کو — کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم
مثال غنچہ مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے — دیا کیا حوصلا اللہ نے فرزند آدمؑ کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ پر جسنے — گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم
محیط حسن و خوبی ہی سراپا یار زیبا ہے — کہون مین دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
مین دیوانہ ہون اُس شکل پری کا دیکھکر جسکو — سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم
جھکے وہ تیغ ابرو راست بازون کیطرف کیونکر — بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو
بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین — اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے ای رند — اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے
میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال
گھر گئین دیوانہ زخمون مین چور چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے
فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل
خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب
سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جھکا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت
پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہائے ہلاک ہے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب
نے جو شہرت کو اِس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار
اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھین کھولین آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر مین
سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہی صدمۂ ز
قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہے اُس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئین تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو
آتے ہوے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا
کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر گجرہ پھینکا سب پر ہول برسے سب مبہوت ہو گئے مسکین
پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان
جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی
حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا
یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جا
بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی
منم محسن جادو فرستادۂ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر
جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین
تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نتھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب
ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال
کو مارو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ
یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لا کہ ساحرون نے
مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محسن جادو نے
لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محسن نے اُسکو مٹایا
ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا
شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اب تو محسن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا
کہ اُسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب — دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض وسما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ
ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد - شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پانؤن زمین نے چھوڑ دیے آواز
ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہی لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت
کیونکر نکلجاؤن نزرک میری گھری ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہی نزرک سے کوئی شی عزیز نہیں
اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم در مین تیری
معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای
ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اُٹھا کر تماشہ دیکھو
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا
بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے
آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہمسے آنکھ ملاؤ اسقدر ہمسے آنکھیں نہ چراؤ ابلاغ
نے سر اٹھایا ایک معشوقۂ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے زیور
جواہر پہنے ہوے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی ای
شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اتبو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہی **نظم**

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم — پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر — دیکھتے روز ہین آآکے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف — صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب الضاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ — مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین — توڑ کر صاف نکلجا ینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک — خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا — کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت
نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ارے یہ مصاحب لنسترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رُک گیا پانؤن زمین
نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال جھاک جھاک کے گرنے لگی جب تڑپ کر
گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑادیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ
ایسا نہو میرا ابھی سر اُڑادے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضائے کار مہتر سمک یلداقی
یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جیکا
کھڑا ہی چہ پایہ سست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ رستم
دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک
لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آکر پہونچا
سمک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی فرد - ای زابر رحمتت خرم گل بستان ما + گفتگوے حرف
عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب
طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپ کے دیوانے پر بی بی ہلال عاشق
ہوئی ہین لنسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر کیا
کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آیا اُسنے ہلال
کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سُنکر شہرت اپنے
مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب
فلک سپر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے
ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکر ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوے
افسوس ہی حسرت وصل لیکر بپردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سُنکر چیخین مار کر روتا ہی ہرچند
چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پانؤن نہین

طلسم کشا تونے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال
کرون میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اتو نکلجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی
نجم جادو اُسوقت آکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب
چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے
للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے
خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن
کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن
ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اُسکے پاس نہ جاؤنگی
یہ سُنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو سونگھا
ہلال کے لگا چرخ کھاکر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر مین ہنچہ دیکر
لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر
آواز دی ہر چند کہ تو بھی نرزک ہی مگر میری یہ نرزک نہایت حسین وجمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل
ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہکہ مارا کہ ہتھکڑی
ٹوٹی خانۂ زورین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ بلا دونگی
دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانۂ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری
اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کُشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا
دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشۂ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے
نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مار دی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہی ای ہلال تونے
غضب کیا کہ فرستادۂ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع
کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھنے ہی کا اسکا قد و قامت
ہی ایک جو بدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ
ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

عرصے مین ان سب کو ہٹائے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوق کو دیکھکر ہنس رہا ہی قضائے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کردون یہ لڑتا بھڑتا نکلجائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کردون ابلاغ ببر دندان بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا درقید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سُلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اُٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہو اُسے ای دوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین جل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کی باربار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو احتیاج
دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے ای دل ہجوم داغ کے
کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار

ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپ کے قاعدے کے بہ خلاف ہی ہلال نے اُنپر بھی سحر کردیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کردون ہنسکر کہا ای رفیق

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر ایک تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوے کہ گانے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج — دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج — بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی — ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو — مرغ روح روان شکار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ رحمت جان — چین ہو صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی — باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا — کس لیے تمکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا — اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے — گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر — تودۂ دل کے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا — وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین — غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان — نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ — غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا — غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے — کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قید پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین تھوڑے

حقیقت مین اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے مین اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین اور تو ایک
پاس رہون یہ سُنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا مین تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہون قصد کر رہی ہی کہ سحر کر کے
نگہبانون کو بیہوش کرون دیوانے کو نکال لیجاؤن قضاے کار نسترن جادو جلسے مین اپنے
بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
ابلا غ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا دنیا سے بیچ
و حاکم تحفہ جات اُسیر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب مین دیکھیے کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہین نسترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منھ
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین
قید خانے مین اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانون پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوے
اور وہ دیوانے کو لے نکلین ای نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
کیا چاہتی ہین اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کہے بس گئین رات کو گانا سُنا اور
زیادہ بیقرار ہوئین غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا مین ابھی جاکر لاتی ہون اس
ذلت سے لاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اُٹھی نسترن نے
کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قید خانے مین جاؤ کہ خطا اُنکی ثابت
ثابت ہو نجم جادو پر پرواز پیدا کر کے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا ای مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو تم بھی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا میدہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم ہی کیسی

فوج لیسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو خبر سنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت لشکرِ جلا جاؤن وہان اُنکو اختیار ہر ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا نہ جانے دیگا راہ مین جاکر روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار کر لونگی مشکل یہ ہو کہ تحفے اُسکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ سے منتین کرنے لگا کہتا ہو کہ ای ملکۂ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس جملہ سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قیدخانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز دی ای نرگس ذرا ہمسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہجبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

مزا دیوانگی کا زیرِ شمشیر دودم نکلا ۔۔ کہ زنجیر ہوا اینکہ میرے سینے سے دم نکلا
جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے ۔۔ نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یارانِ ایذا دوست ہوتے ہین ۔۔ کہ اشکِ دیدہ سے لختِ جگر ہوکر بہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوشِ چشمِ گریان سے ۔۔ بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم زا تیری ۔۔ جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
پکارا مجھکو وان اُسکو ہوئی منظور جسم جا ۔۔ جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی ۔۔ کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا
نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اُنکا نشان باقی ۔۔ نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابھی پردے مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین ۔۔ قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ مسکون سے ای نسیم آباد ہی اتنا ۔۔ بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ اربابِ کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی / بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب / یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی / کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے / کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت / پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اُٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برای رہائی شریر مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ ای ملکہ عالم ہمارے ہوتے ہوے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شریر مردم در کو مجھسے لیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق مین ہو کر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریاے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کرون اُسی وقت مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپڑین کئی سرافسران

دولا کہہ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساپوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے
اُٹھی کہا اے ملکۂ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے
روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشترن
نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا
آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا
کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے
آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ
کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کرڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے
ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سرزنجیر
تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا
بطریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو
بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا
ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رُکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان ا
مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا ہے کہکے قیدخانے مین بھیجدیا ابلاغ
نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ
بجوش و خروش گانے لگین **نظم**

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم
کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتھ سے ہون مصحف مین رنگ حنا
ہوائے شوق فنا مین جہان اُڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا
اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہین ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون نے
کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا
کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب
دی کہ چہار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین سپاہ لے
دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ منہ کے بل گرا
چہار طرف سے ازروے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد یوانہ بیہوش ہوکر گرا ابلاغ نے
گرفتار کرالیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا چہ بدستین تان کر بڑھے
سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار لاشے تڑپ
رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان
بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شیر مردم در کے ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ
طبل امان بجواکر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جائے اُسنے نہ مانا آخر جاکر گرفتار ہوا اے سمک بڑھکر خبر تو لو
سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا
دیوانے کی ایسی چوبدست پڑی کہ پراٹھا ہوگیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے
گرفتار کرالیا اب اُسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قید خانے
مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کرسکتا ہی اے سمک
ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اس
معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون یہ تھا
کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شیر مردم در کے
ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم
کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو بلاغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگرنیان
اسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

ڈالدیے سالوس نے کہا ای ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی
اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگا
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیادل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سا
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جماؤ کرکے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ
نہنگانہ شیرانہ چار سو دیوانون کو جمائے ہوے چوبستین مارتا ہوا آتا ہی جب جمگرا
کیا ہزار دو ہزار کے سر پھاڑے جرائت کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بے باکیان
چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارتے ہین حریف کو للکارتے
سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو
رفیق بنایا ہی جو بدست سے ہشیار رہتا ہی دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون
تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے
ہاتھ تلوار کا جمکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منھ پھیرا زمین
تھرا گئی سالوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق
پڑا ہی اُسکو ہلاکر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی سالوس
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر روگردان ہو گئی
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سایا جسم گینڈے
مین گینڈا و سالوس دونون خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سالوس
دیوث اُٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھون تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والون نے
جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا ای ابلاغ سالوس کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے
افسرون کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہی نہین معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہی کہ اُنکی اطاعت مین ہی سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پر چوبستین لگاتا ہی

ہی دریاے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمایئے غُصہ نہ کیجیے مگر طلاے پر مین ہی جاؤنگا
رستم نے حکم دیا دیوانہ خبر پر مردم درچار سو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دو کاندارون سے
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو
مجھسے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دو کاندار دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کنارے پر لشکر
کے آکر ٹھما دہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو طلسم کشا کو
دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے
بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون
نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا جھلکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے
ایک ہی وار مین گرد برد کر دونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے
دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیسے
باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے
نے کہا مین جا کر دونون کا فیصلہ کر دون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبِ بیست
لیکر سمک پر چلا کہا او عیار تب مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چار سو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو
ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاے پر نہ ہوتا تو
بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کر کے طرف فوج کفار کے چلا چار سو دیوانون کو ساتھ
لیکر دولا کہہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین
ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوب بدستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکو گے
سالوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر لڑینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات
آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین اسیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ لسترن
مین سرکار کا مقام ہو لسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھر پھرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہے آکے دونون مقابلے مین اُترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت
کر کے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شریر مردم در کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ
نے لا کر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اُٹھائی کہا
آقا ایسی باتون پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست مار دونگا پرے اُڑتا ہو جاؤگے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اُکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پیترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اُڑی
رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہے مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑ لیے فرمایا اُکھاڑون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت — بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم — رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین ای نسیم — لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور آہنین کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر سیر کی کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامدار طلسم کشا کے عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ ببر دندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کردیجیے سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار سے کے لازم میلاد و امن پوش حاکم بیشۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کردو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرنا واجب ولازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قدہ دار مکار و غدار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے اُترا دوسرے دن پہر دن رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ ببر دندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے سالوس نے بڑھکر

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر پھٹے بھیجے اڑا بے مین لپٹے ہوے ہین کہکشان
جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا
کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض
کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ
تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہے لندھور نے جو قید اپنی توڑی
جھکڑا اُٹھا لیا اُسی جھکڑے سے لڑ رہا ہے ہزارون ساحر وغیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر
کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا طرف
قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو
کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے
لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا
نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہے امیر نے شتر سوار
کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سر نامے پر
نام جہان زماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردۂ عہد
کج ادائی غزال صحرائے بے اعتنائی زیدت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات
واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد لینے کو قریب قلعۂ
کہکشان کے پہونچیئے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے
کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہے آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا
ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہے زندگی محال ہے
اصل مین یہ کیفیت ہے۔

نظم

افزائش جنون یہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہے ہمنے یار بہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا ای شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار پہ
لٹک رہا ہے تمام جسم مشبک ہے یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھک کر لڑنے لگے ڈر ہے کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر امیر
لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوے کہ لڑتے ہوے طرف لندھور کے چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آکر کھڑے ہوے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوے آتے ہین جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا اے مہتر برق فرنگی تمہارے اُستاد
کے نعرے کی آواز آئی ہے یہان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیارون نے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوے ہین
نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ برق۔

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذیعلم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
زمانے کا مکار وغدار ہون
در مکر پر سوا بھرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور مین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھا لیا اُسکو جو گھما نا

اُسے بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آ بیٹھے اس عرصے مین سفیدہ سحر
ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز
قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر
ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہے کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین
خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جھپٹ کر قریب
شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم یا آپ پھر
گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز
نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے
شاہباز تجھکو اختیار ہے جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے
اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر
آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور
شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز
نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بجر کمان مین پیوست
ہوئے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیخطا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ
سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چہار طرف سے تیر پڑنے کہ چند تیر چہرہ پشت کو توڑ
کر پار گئے نوبت نقارے بجنے لگے چہار جانب غُلغلہ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے
اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر
مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے
کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھر آئی نعرہٴ
صاحبقران کی آواز آئی - نعرہٴ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام — بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آگئے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبرا کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان
خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول وحزین سر زنجیر پر سر
رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیاران در قید خانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیارون سے کہا اچھی طرح
حفاظت کرو جلتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا
کیونکہ آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اُٹھا بھیرو ین کے سُرون مین تانین مارنے لگا
عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہی
عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود غیب سے پیدا — کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا — کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے — مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین — بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
بھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے — اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
بلا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی — مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
شرسے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے — ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
زبان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی کے — ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے — کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
ہو ر میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی — کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
خموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل — ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
ہم اب شاکر کی جا ہی لحاظ انکار کا لوٹا — ملی ہمکو اجازت لطف پہلے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمرو نے باتین
کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہ کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیچلیے کوچ کرکے نکل چلیے ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہوجائیگا قنطورہ کو بھی یہ راے بہت پسند آئی اُسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طوطیان خیبری گھبرائے ہوے آئے عرض کی ای شہریار شب کو اُستاد گرفتار ہوگئے قنطورہ کوچ کرکے گیا لندھور کو لیگیا یہ سُنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی اگر قنطورہ بسر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سرداروں نے عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہو سرداروں کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطورہ لیے ہوے عمرو و لندھور کو جاتا ہی راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیے آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اُس عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطورہ نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جا قنطورہ کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحرون کو لیکر چلا قنطورہ قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اُترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطورہ کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا ای شاہباز تونے جہان عمرو کو

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے
آکر کہا اے جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
ملکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو
ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ
کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سُنکر
گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی جواب نہ دو یہان سے
بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے نے اسی لشکر کے تھے سمجھکر
قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے
آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا اُستاد آپ نے حرکات لات ومنات کے پیدا کیے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین
قید کر کے برائے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو و لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا اے لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون پیاک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے
پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطورہ کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریارہ اب عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے اپنے

گمان غلط ہی مقابلہ صحرا اٹھا دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون
مین آکے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے ہاہا کہا گون خواجہ نے کمند مین کھینچین
شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کودکر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب منھ پر عمرو کے مارڈیے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
کیون او ساربان زادے اب کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا اُستاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزارہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
بوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی بوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
اُستاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اُسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اُڑی ارے
کہکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اُسی وقت درخت مین باندھا اور آپ
رنگ و روغن عیاری کا لگاکر طرف لشکر قنطور کے چلے یہان لندھور جس قیدخانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین اُستاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جاکر دیکھون کہ وہ قید مین

کر لے شاہباز نے زفیل بجائی چارسو پیادے بجے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون
کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے
بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر
آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت
مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو اندوے بلوے گئے گرفتار کیا
اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار
ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے
لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی ای شہریار قنطور کے تیور بد ہین ایسا نہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تھا اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے
کہا وہ جو آپ دعویٰ کر کے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے
کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جراُت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہی جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہی کہ وہ کسی ساحر
کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی
لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن
لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خواجہ نے
اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون
کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے
مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہی خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے
کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا جو جاہ وادب یافتم

جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمن رون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را در مصاف
شہ از جنگ بیدین ذلیل و زبو

نعرہ کر کے صاحبقران آ بڑ

چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے شیر
بیشہ جرأت لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان
کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
ہومان نے کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر
کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اسکا زخمی بے زرہ و خود لڑ رہا ہی اسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے
گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران
وار کرنے لگے جنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ ماردیا اسکے دو ٹکڑے ہوے
چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تیغہ عقرب پر روکا روک کر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سردار
امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازار بر
تباہ کین عین گرمی جنگ ہی سب کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین حیلے ڈھونڈتے ہین
بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہو
دیکھا ایک پہلوان دور کا یہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل
کے دل سامنے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہی اسنے جو سنا
ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چہار طرف سے بیحیاؤن نے امیر پر بلوہ کیا
امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار
ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغہ دودمہ ہندی کا مارا قنطور
کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا
اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اس جوان کو کمندون مین گرفتار

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے
گردن پر کوئلے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت
صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے
گوپھن سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوئے جیسے ہی
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارون عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا ہلڑ ہوا
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ نکلا اوسکا
بھرا بھرا کے اپنے سر پر مار لی مر کر گرا عیارہ ہومان کا شہباز بلند پرواز اسنے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اوٹھا کے عمرو کو دیکھا
چاہا بہرام پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑ لو عمرو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے
پہونچا کہا ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خازنول
مین آکر قبضہ کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان
عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان
مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے عرض کی ای عالیوقار اصل
مین اوستاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج
کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اوٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر
ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ تھرائی
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آگئے نعرۂ امیر کی فوج نے
سب نے سنی ۔ نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجایب ملعون فراز

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان بے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار

ہوے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیکر
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
بارہ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اُترے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرلے دوڑا
ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو ہکہ مارا دونون پانون بہرام کے موشخانے مین
جاتے رہے کولہ بہرام کا اُتر گیا ہرچند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابوچی کیا کرتا ہی
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا
خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اُسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ
ہوے بہ صورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر دربار سمجھا جائیگا
یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین
ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام مین نے تمکو سر میدان
زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچو نگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے
پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کرلایا اُسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہین آتی ہم اہل اسلام
ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون
کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہی سر میدان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے
زور سے اُترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز
دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کردونگا
میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

صاحبقران کا سُنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان
نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند
پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے
امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت
سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقارخانۂ سکندری مین غاشیہ
اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھیں کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع
و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع
فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان
مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے کہ بہرام گرد بن خاقان چین
گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جاکر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقاے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان
سے آکر تگاور زن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا
نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جب تک
کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے لندھور
بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لنسترن مین پہونچ گئے تو تمھارا
در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرا
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرمارہے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہی صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ ہی
اُس مقام پہ برس رہا ہی کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
مُنھ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دُھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور آکے بیٹھے ہین
مگر تبش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا پتھر کو
مثل شعلہ جوالہ پایا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بہ مجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہی کہ ای شہریار
یہ صحرائے طلسمی ہی ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم کا ورد زبان کرین لیے
غور کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہی کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پردم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دناٹا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہی کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو مع
اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہی ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جونا

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر　　آزمائش تو کرون قالب بیجان ہوکر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگیِ جور و ستم　　مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہوکر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جوہر کوئی　　تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہوکر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم　　راہ بتلاے یہ دانائون کو نادان ہوکر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ　　پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہوکر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال　　دیکھیے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہوکر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و اگر
سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ
نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج دلاور الذکر
اس طلسم مین جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاءاللہ بعد دہان کے واپس ہونے
کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ
ملکہ جہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران
کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و جہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر
جہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت جہناز طرف دربند
کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سرحدارون کو
نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعویٰ کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کرلائین گے کہ اظلم
اکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہوگیا
ای کہکشان اُس نازنین مہ جبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر
نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا
نہین لیکن سحر اثر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہوگیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ
انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل
ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

قصہ پاک کیڑے اُسکے اُتار بے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان جا
ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے
ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
مہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوا
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر جہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اختر کے
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مرا
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی
چالیس ہزار ساحر و غیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی مہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گز و سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا
مہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان
چلین امیر نے مہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد ہونے طلسم ہفت پیکر کے
تمسے عقد کرینگے مہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہی کیونکہ ہجر
یہ زمانہ کٹے گا - **نظم**

جاذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
نوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے
دست وحشت سے کھو نگا مین اُسے بھی کرچاک
حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا
گریۂ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو
حسرتین خاک مین سب نکلین اپنے دل کی
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل

دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہوکر
آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر
مفتحکہ کر لے ذرا صبح تو خندان ہوکر
اب بلائین اُٹھین کیا بے سر و سامان ہوکر
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

نگاہ خلق مین کم ہوگئے بہت لیکن — تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو — کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتنے لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر بیکر حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسّی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے اے ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہوگئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان — مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا کام ہی گلشن قیل و قال — نشان تھا مری گرد پاپوش کا
عمرو ذیحشم مہتر مہتران — اُٹھاتا ہون کفار کے مین عوتین
مری چال سے ہی صبا پائمال — مرا افسر ذیحشم نامدار
مری نسل سے مکر پیدا ہوا — جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا — امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی — کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہوگیا سوار پامال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نے ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سر سے کھولا سنگ ڈلون پر پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیر ودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بذ بر رفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر برا ز عدل و انصاف
سمندون یاربخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا ای اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوے جسکو مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہین - قطعہ

سراغ درد نہان کا جو پا نہین سکتے
ہم آہ بنگئے اپنی کہ جا نہین سکتے
یہ رنگ ہجر مین یون اشک لا نہین سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ
کوئی بلائے جو قاصد ہمین تو کہہ دینا
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل
یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا
بس ایک دوست ملا عشق مین نصیحت گر
فراق یار مین اللہ رے شور نالون کا
یہ مدعائے دلی ہو کہ نقش سنگ کا
کسی کے پاؤن پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور
ہوئی جو حشر مین پرسش ہمارے قاتل کی
گلے سے ہم تو اُنھین ہر ادا پہ لپٹا لین

تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہین سکتے
وہ ہوش کھوئے ہماوے کہ آ نہین سکتے
جگر کا خون کیا ہو چھپا نہین سکتے
بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہین سکتے
کہ آپ ہی مین وہ مدت سے آ نہین سکتے
تڑپنے والے بہت دور جا نہین سکتے
جفاکشون کو تمھین آزما نہین سکتے
کسی طرح جسے دشمن بنا نہین سکتے
کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہین سکتے
بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے
کہ لاکھ سر کو جھکائین جھکا نہین سکتے
دہان زخم پکارے بتا نہین سکتے
دھرے ہین ہاتھ جگر پر اُٹھا نہین سکتے

یہ کون روتا ہی گلشن اُٹھی ہی کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہی کئی سو افسران فوج ہین ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے لڑیگا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جاکر آپ کے لشکر مین خبر کردون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھاکر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق کارساز واے رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و مہناز کو آفت سے بچالے نظم

بر فگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ نور آفتاب
لاشریک و بے مثال و لایزال	ذات پاک تست ای عالی جناب
گاہ ز آتش آب جاری میکنی	گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آزاد ست ہر پابند غم	از تو آباد ست ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہی وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی مہناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرۂ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی- نعرۂ صاحبقران - منم صاحب چتر و تیغ و علم +

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش
نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دو نارہ جہان گرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

جاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پانون تھام
لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا مہناز کا عجب حال ہو چاہتی ہو کہ دم نکلجائے یا زمین شق ہو مین
سما جاؤن اختر نے کہا اے اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور ہے اظلم
کو تو بیٹی سے محبت ہے طرف مہناز کے دیکھتا ہے اور خاموش بیٹھا ہے اختر نے بڑھکر مہناز کا ہا
تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین
اختر نے مہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہے اختر نے کہا اے شا
کیون دھوکا کھاتا ہے یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی مہناز و گلشن دونون گرفتار ہوئے اظلم
یہی چاہتا ہے کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہے ان دونون کو جلد ہی قتل کر د
اے اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہے ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہے کوئی عمر
کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ
اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہے اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہے سب اہل دربا
حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہے کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھ
ہے یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب یہ طلسم کو برباد کراؤنگی
حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہے مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہے ہمارے خداوند جولی
طلسم مین ہین بادشاہ طلسم یہ خوشامد پیش آرہا ہے دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے
ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہے مگر اختر نے مہناز و عمرو کو گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا کہ رہی ہے کہ
جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہے اظلم چاہتا ہے کہ بیٹی کو
بچالون یہان صاحبقران باغ مین مہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ اے گلشن نہین معلوم
وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند کہ عمرو بلائے روزگار ہے مگر یہ دربند طلسم ہین اُنکے عجائب و
غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا اے گلشن دیکھو

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُلٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ اے اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری
عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا اے اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہے یا میری صحبت مین آتی ہے یا اپنے باغ مین رہتی ہے شکار تک کو
نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود
ہے جو جو قدرت نے لکھا ہے وہی پیش آتا ہے عمرو یہ حال سُنکر بہت گھبرا رہا ہے دل مین کہتا ہے کہ
خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہے مہناز سے اشارے کر رہا ہے کہ ملکہ اب
نکل چلیے رنگ بگڑا جاتا ہے مین شراب محفل مین لا چکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہے
دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہے کہ خواجہ کیونکر اُٹھون
چلنے کے نام پر حال کھلجائیگا یہ ساحرہ زبردست ہے چلنے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول و حزین پایا
قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان
لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہے آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
صاف صاف لکھ دیا کہ بی مہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت مین لائینگی مگر یہ
نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا
جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ لنترن مین جائینگے لنترن جادو بڑی کوشش
کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اُنکا بخیر ہے مہناز نے گھبرا کر جواب دیا اے اختر جادو
ہوش مین آؤ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
بنے ہوے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری
کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا اے گلشن یہ
صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
اُٹھے کہا مین برائے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب
کہان جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہوگیا تمنے کن کاملون
سے یہ کمال سیکھا ہی کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی
قدردانی ہی کہ اپنی کنیزون کی آب آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا
کمال ہی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی
نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کہو
وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب میں
محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہی یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے
شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہی کنیزی سی گلابیان مرصع
سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع
کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آ کے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا
آراستہ ہی ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہی کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین
آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین
لکھا ہی کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت
مین یہ بات مشہور کردی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آج کل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ
اٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک
وزیرزادی ہی تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہی ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے
اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے
ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہی کہ اسکو زبان پر نہین لاسکتی ایک ورق الٹ کر آپ

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی
مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پہ قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو
کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو براے
استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن
جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی جواہر نگار
پر بیٹھین کہا اے والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنکر یہ
فرمائینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ
گاکر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اٹھے بیچ محفل مین آکر
بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین سازندے حاضر ہوے
ساز درست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست
افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن — رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی — رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر کہین — رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ — رکھتی ہی اور طرحکا چسکا زبان دوست
ہی سر فروشیون پہ بہاے جمال دوست — ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے — ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہی اور رنگ پہ چمن بیخزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم — پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلون کہا حضور سوا ے
میری کنیزون مین ملکر چلئے اور کوئی صورت نہین ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ
جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ بنونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو
نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بہ نہ جائین گے مگر
آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان
اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاو و اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج
شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہو حضور معلوم
ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کر اری سچ بتا
تو کون ہو اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو
نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعۂ طلسمی فروکش ہو اُسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہو بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان
مین قید کیا ہو اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹ کر
نہ آئین کوئی کہتا ہو اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہو یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ ایک

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے جہناز کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھسے کب اشارہ کیا مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا یوہی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اُٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی با وا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد کی کنیزین دیکھکر بھاگنے لگین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہو گئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین ناٹرسا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین سوچین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار دیسا نسمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طمّاع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا بتھر سے لوٹتا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے جہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو اُنکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پُر آشوب سے

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر
آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا
امیر فرمارہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کردیا یہان خواجہ بو سوکر
اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے
مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے
طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین
آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلومین ایکنازنین کے بیٹھے ہین اور پہلومین
اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے
عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سائے مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے
اُٹھی اُسی نخل کے سائے مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو
ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بتا بتا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے ‏ نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے
وہ مجھسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن ‏ بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے
روئے ہین ضد یار سے ناراض ہو گئے ہم ‏ جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی ‏ ٹھنڈا ہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے ‏ خم تیغ کا مٹاؤ نہ خنجر سے بل نجاے
شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی ‏ بیٹھا ہی بر حباب قضا کا دہل نجاے
کس آب و تاب پر رُخ شفاف ہی نسیم ‏ پاے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے

اسطرح بتا بتا کے یہ غزل گائی گلشن اُس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا ای نیرنگ
آج تو تونے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا بتایا ہی آج تونے رنگ واقف کارون کا
دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال
دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گاتے گاتے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز حضرت
صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کمرے کے اشارہ کررہے ہین مین ہرگز ان

انتظار مین در باغ پر کھڑی رہین کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری مین چلیے مین بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندین توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھین سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جوانی مین غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہوے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہون جیسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا　　　حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا
کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ مین بھی　　　جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہو گیا
صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا　　　چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہو گیا
بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل　　　کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا
مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو　　　اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہو گیا
ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا　　　اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا
وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجھکو اُس سے تھی　　　او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہو گیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا　　　پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا
بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے نہین　　　بارہا میرا تصور مجکو رہزن ہو گیا
سر اُٹھانے کی کہان طاقت لیس مردن نسیم　　　آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرون بہر دن رہے لشکر
مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ بزرگ
رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی
عیار ہی جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند باروُن عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکلگیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا
تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو برابر
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے
بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراچہ زمین مین
اُترتا جاتا ہی آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی نہ جلا
ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا ای مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اُٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا ای مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹین پڑ گئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نہ کی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلا جاتا
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

نہین کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کردن کہ عمر بھر رہائی نہ پائین
کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سب
باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہو کر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کر کے لائین
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بدحواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علٰحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدم سے
نہ چھپائیے ملکہ مہناز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے بہ منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین
کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو بیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باواجان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
ای گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اصلی داخل طلسم ہو چکا وہ ضرور
طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی تو ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر امیر کو
بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیونکر گلشن کوئی ایسی تدبیر ہی کہ امیر کو خبر پہونچ جائے یا اُنکو بلوالو
کیا تدبیر کرون جلالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری باپ آپکے دشمن ہو جائینگے
مہناز نے کہا ای گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی تھین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تمسے ہو سکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ چُرا لائے ملکہ نے خوش ہو کر کہا
ای گلشن اگر یہ تدبیر کرلی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا
کہ اگر ہو سکے تو امیر کو چُرا لا گل عیاری اُسی وقت باتہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سرداروں کے ساتھ

قمر مجھکو تحریر کی کہ ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ ہنسکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان یہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے مثل رنگ دہن
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہو رنگ سے عشق کے دل کبھی سیر

کہ آتی ہے گلشن مین میرے بہار
ہوا کھانے گلشن کی سمت مین
ہمین وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہو جائے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہے
کبھی غنچۂ دل نہ اسکا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شاد…
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کا…
کہ لالہ چراغ گلستان…
تو مضمون سب رشک گلشن…
کہ کھولی ہے غنچون نے اپنی…
کہ لیلی کا ناقہ سر نجد…
لکھون حال عشق آمیز…

چہرہ نیرنگ سازان جال عشق و الفت و سرائندگان… شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ دو… فلک کہ بمیہ ارست + اوگاہ خزان وگہ بہار ست + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد… دارد + ہم چہرہ دہد بدست ہم دُر + گہ شیشہ تہی کند گہے پُر + گہ بُرد فراز از نشیبت + ہشیار کہ میدہ… فریبت + صاحبقران زمان بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار… مین جاکر غائب ہوے سرداران رستم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار… طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم میرے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذ… آخر پلٹ کے بارگاہ مین آگئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخلہ کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین… حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہے عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ… ایسا نہو کسی بلاے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا فتاح ہے منازل… و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا… کئی دن اسی مقام پر گذرے قضاے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پر بیٹھا… اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعۂ فروکش ہین جسدن… کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہے جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا…

ساحرہ کے پڑا توڑ کر چہرۂ بہشت کو پار گئے اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی
شتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
وے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پہ سوار شہرت
خت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شریر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے
ہیم نے قریب آکر عرض کی ای شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف
یا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگون کا اسوقت حاضر
ونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہو جیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن
ین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کاربند ہو جیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف
وگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو
لسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و
علساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ
سترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ
نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا
میر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اوّل ہی یعنی جہاں زیری طلعت کا عاشق
ذکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

ساقیا ساغر خوش گوار	دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار	عجب ہی بہار ریاض سخن
سکا شگفتہ ہی ہر اک چمن	نہالان گلزار ہین سبز پوش	اڑاتی ہی بلبل ہر اک گل کے ہوش
اے فرحناک چلنے لگی	ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی	ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
لمہاے معشوق کا بھی نشان	کبھی پھول آویزۂ گوش ہین	کہ سجوار ہین جابجا ہوش ہین
ہم چمن لڑکھڑانے لگی	یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی	بہار مضامین کی آمد ہوئی

ای نور نظر تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران
لاش بدیع و قاسم برہین ایرج و نور الدہر بیکنگر اُس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونون
جوان بھی مارے گئے اُن چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماو ہی لقا
قریب خیمہ ہای ناموس صاحبقران کے پہونچا قضائے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زرلفت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا درخیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا اُن عورتون کو لقا
کب مانتا ہی کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا ضیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے
اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچا
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بد حواس ہوکر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے لیے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دھماکا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے بہ غور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز
کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپکو اس مقام پر پہونچایا اب کو
خیر ہی اُس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی اُسکے سایے مین بیٹھون اور اب
کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری
رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا قریب
آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان
جاؤگے کہان چھپوگے منم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخرکار اُس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلین اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ مین نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
فخر پائے یہ کہکے نیمچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلین پکارتی
ہوئین کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کرکے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہین
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ نمود بے بود طلسم ہی یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے مین سیاحران
نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائین جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر مُنھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے مین نکلے آپس مین نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا ڈو ڈو وار آپس مین چلے
تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے مین پلٹے اُس کوہی نے سر کو تاکر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم مین بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا مین اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہین

چیخین مارکر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ ارید مے نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ا
تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی
و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھا
پھرتا ہی عین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکورہ نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہو
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہی افسران فوج خیر خواہان دولت جم
بلوہ کر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہمشیا
دیکھکر تنکے چن رہا ہی کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کئی افسر اسنے اپنے ہا
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نظر
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غر
بن اہرمن ہو چند ساحر جو باقی رہے اُنھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہی وہان جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تا
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا مین آکر پہونچے اُس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا
برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آکر ملے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے
دیکھا بائین پر سے گرد اُڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب گھوڑا مار آتشین
ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا وہین سے
پکارتا آتا ہی اے طلسم کشا لیس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
ستم اژدر ان اژدر سوار اے طلسم کشا سر اُٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہی رستم نے سر اُٹھا کے

کرے اُسپر سوار ہوکر نکل چلیے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم والماس
سوار ہوئین آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا مین دیکھا جل گیا دہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحرون کو اشارہ
کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر
کرتے ہوئے اُترے چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کرلین مگر رستم
پیلتن تیغۂ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان مین اُن ساحرون کے لڑ رہے ہین جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چارسو ساحرون کے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کمندون مین رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیون اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر
شہاب کے بجری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھیں اُبل آئین بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے
جان جہان وای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چارسو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
کی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چارسو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چارسو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہو گئے زور کرنے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا - نعرۂ رستم - ارشاد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ جبر رستم لقب
دیگر - علمشاہ روحی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار
تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچ
جس پتلے پر عکس تیغہ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہی کہ
ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ
ہی مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم ترتراب
کے مرنگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی انھین
نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اُسنے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کرو گے بند سے بند جدا ہو گا محبت طلسم کشا دلبر
تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہی کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
پتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا لو صاحبو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور میں
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان
تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا ایک قریب سہیم کے پہونچے
جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم جو تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی مارِ سیاہ
مر کر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا ای شہریار باہر نکلیے سہیم نے لوح گلے مین
رستم کے پہنائی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری
طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہو یہ گنبد خزانۂ راز ہو سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچتاؤگے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم فدای شاہزادی والا حشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو یہ کے
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سیمین بر
مجھپر بدعت کرتی ہو خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جو پتلے پتھر
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آگے پہونچا اُسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہو پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی اے الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس مین کوشش
کی جھپٹ کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑ لون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہو کہ اے خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار دسحر سے کئی پتلے مارے ظاہر مین وہ مرکر

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا لیجاکر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہی الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے اُنھیں
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین جلد
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبراکر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب سہیم
گوہر پوش بھی اُسی گنبد مین ہی اُسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سُنا الماس سمجھ گئی کہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اُسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اُسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکے
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہربار دیکھا چاہا کہ درختون سے اُڑین غلغلہ کرین الماس نے
لکہ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیرکر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختون مین دبے طائرون کو مارکر الماس ابر سے اُتری
سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
سطح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پر شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو ابھی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی پُتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن پتلون نے مثل

بہ ہی مرکب نے سر اُٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہین مگر سر نگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای
آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہوگیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب سرکار
پر عاشق ہوکر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دارہ غراب کی بلا سے روزگار ہی کس
مکر سے سرکار کے سامنے ہوئیچی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کُلاہ اور
زرہ بھی دیدیتا ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے
اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کرلیا تخت اُڑاتا ہوا طرف باغ
سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی صاحبو مین نے بیٹی کا
پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ خداوند کہنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے
سامنے جائے فوراً فگار ہوجائے پتھر کے تھل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے
صاحب اقبال ہین جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئین کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہوسکا
دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا
کا بچنا دشوار ہی آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے
ہین کاہن طلسم ہی ضرور وہ گرفتار کرکے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہی کہ کلاہ و زرہ لے لیتا
پھر تو ایک غلام گرفتار کرلیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لی
اب کلاہ وزرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہی مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان
کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جاسکے اور سامنے گنبد کے ٹھہر سکے
ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کرآیا ساٹھ ہزار ساحر راہ
دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کرلین اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار
ہوجائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور
چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب
کے آکر پھٹا دیکھا ملکہ الماس پری رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزارہا طائر درختون پر خاموش بیٹھے ہین چہار جا
دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت
لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین
صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون
بٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوند لات و منات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص
زندہ بچ کے نہ جائے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہو گئے تیغہ
نگاہ ڈالے ہوے ٹہل رہے ہین یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین
نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظا
کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہو
اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آو
دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ قدرت
طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین چہار
طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب
نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سُرخ فام سُرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم
کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ سے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کیا
وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اُس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہون
میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے
کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

گذر نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہون اُسکو ایسے مقام پر قید کرون
کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر اے امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا
کرسکتا اہل قلعۂ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہرچند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر
ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائین گے مگر ابتدا ہی مین تمنے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہی صبح و شام مین گرفتار کرونگی
رنگ مین نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو بریدہ وا و شوخ دیدہ جاکر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی بیہوش ہوکے گری طلسم کشا نے سزا تو یہ رکھا میری دائی امان سب تماشا
دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرلینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اُٹھون
لڑبھڑ کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑلیا سہیم نے سحر کرکے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون معطل جادو
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہی لڑبھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی جھپٹ کے پہلو پر آئی حلقہ ہاے
کمند سحر ماردیے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہوکر گری
غراب نے گرفتار کرلیا زبان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر
سوار کیا معطل نے پوچھا اے نور نظر اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان
ہوا کا بھی گذر نہ ہو اے مادر مہربان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان
ہی ساٹھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہی مگر کسیکو خبر نہین ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سنسان ہی یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر بھر کامل رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ
ہی مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتاگئی لیـ
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم
صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہی دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہی معطل قریب آئی قریب آکر
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہی کوئی اُفتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہی بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھ
دیکھتے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفہ فرتوتہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہی چاہا کہ تیغ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دو
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اُسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغ
ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے
برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہی کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہی وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
کلاہ وزرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سُنکر جھلاگیا
غصے مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

نکالنا سی غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش
کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی
مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے مین اب خود بربادی ملک غراب یہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ
خیر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت
پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
سہیم نے گھبرا کر کہا کہ شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت
ہوتی ہون ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے
سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ
غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقا جب
سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوتہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر
شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
بنائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے
لوح ایسی شے دستیاب ہوئی تو ای معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
طائر بنکر آئی اوسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش
ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب
کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سُنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا
دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون لڑ سکیگا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پر آنکھون سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین
بڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھ
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھولدی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانو
محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا ای ش
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رستم سے باتین ہونے لگین فرمایا ای سرتا
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آ
اس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا ای شہریار آپ نے
جو شرخ فام سرخ بوغل کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ ا
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس ص
مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہی جب ساحر آپ کو دیکھکر
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور
بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جاکر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہان لگا
لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلین یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہان آکر ایسی گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہی اس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کرین ہرچند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے اپنے شعبدے دکھائین گے مگر آپ دھوکا نہ کھائین
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہی کہ اُن مکارون کے مکر سے بچین اور منزل مقصود
تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائینگے اب جو اس سرحد
مین آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجکو کچھ بن نہین پڑتا اگر
تامل کرون تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونون طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے بیاہ مین چھا گیا
اعجاز حسن وناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہوا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہو یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلفِ دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل رُبا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ مثل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین پنہان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
جادو ہو اُنکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہے چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آرا رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہو گئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا یہ تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہے قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اُٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا نار پستان کا اُبھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان مہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے
ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم
جاکر دیکھ آئین اُنکے بعد زنگ کشتی کیجائے یہ صلاحین کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین
طلسم کشا کے جلدین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہو کہ رہا ہی دختر میری سحر مین طا
شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزارہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شع
اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ
کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تو
موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ جائین طلسم کشا خد
والد مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر کھڑی صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرہ راہ گیر
قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور
دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا
آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا کیلیے اِس مقام پر پہونچے
رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کش
چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر
سر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے بو دو سے
کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چہ
صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک
پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمان ابرو
ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہرا رہے ہین جسکی مثا
شاعر کہتا ہی۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہی
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے
قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بُرے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے مین
نہین آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اور کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ
صحرا تاریک ہو گیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کُشتی مرا نام ہی سرخ فام سرخ پوش
بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہی سامنے مین پہاڑ کے مین کھڑا
ہون حیران ہوے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے
مین ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر
پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہی
بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی
کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام بر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور
دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو
فتح کر لین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے
آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہین سب غلام اپنی
آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہان ارادہ
جانے کا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و
لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہ ہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا ای
نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جا کر
گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے
مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی
بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا

ابر سوسنی آراستہ کیا بہ شکل ماہِ تابان بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون سا
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع
ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ
رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے مین جاکر اُترے زین پوش بچھاکر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اسی
تعداد سے وردِ زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیۂ لوح شروع کیا چند مرتبہ
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اسی
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین
نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگو نکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہو کر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاور زن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

سنسان نے دیکھا نیمچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہو اپنی تو خبر لے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑ کھڑا ئے سنسان نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیمچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے سنسان جو مرکر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون ساحرون کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جانورون کی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا — دم کاہیکو یون اے دل ناکام نکلتا
مین وہم سے مرتا ہون وہان عیب لگے اُسکے — قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا
کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم — کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا
ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام — تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا
ورنہ نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین — بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جو ان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہوکر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہواے سرد کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

سنسان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آرہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین انکو جاتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحرائے ویران ہمراہیان طلسم کشا اس
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے
آواز دی کیون سنسان ہمکو روکنے آئی ہو ہم تو مدت سے تمھارے مشتاق تھے ذرا
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُس
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم
مدت سے تمھارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آتے
لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی او راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہ بر نے پلٹ کے آواز دی ارے یہ تو
ہمارا یہی کام ہی اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغچہ کھینچکر پہلے راہبر کو تیغچہ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہوتا تھا کہ دونون نے
خون اپنے اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون کو
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ

و شہرت و جھلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑلون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دو پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑاکر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑاکر گرا جھلال نے بڑھکر سحر کیا جھلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا مُنھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمھارا مشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتھ سونے کب کسی تدبیر سے ۔ نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے ۔ اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے ۔ ملگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا ۔ تھا شگون ہی مدعا یان نامہ کی تحریر سے
جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا ہائے ہائے ۔ مُنھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا ۔ ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے
سر پٹکتا ہی قلق مین مومن خانہ خراب ۔ مسجدین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر وہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا آفتاب و جھلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چارون کو لیے چلے درۂ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان جہان پر طرفسے

زمین کو بوسہ دیا بارگیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہی تیر
اٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے ان سب پر جا پڑے - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
کتنی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوئے جاتے ہین جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازان
نے قرنائین بجائین اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازون نے آواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہین خندق پر آکے
رستم نے لوح کو چمکایا پانی مین غرش ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی صحرا مین جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
مین ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ مین مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئین مین فوراً پھاند پڑا
سمک یلدا قی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر مین آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین مین مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہین اُس راہ سے ہم تم نہین جا سکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہی آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون ای ملکۂ عالم کسطرح جائین کہ پاس طلسم کشا کے پہونچین الماس نے کہا مین
چلتی ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب و جلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی ای راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم مین لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بد انجام نمایان ہوا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم آیئے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہی پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روک کر
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر گرگئے ہوے نمایان ہوے اور لشکر عظیم پشت بر
ساحر و غیر ساحرون کے جماو امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر مالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوے
ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چار سو
دیوانے غل مچاتے ہوے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اُس
گرد سے رستم ظاہر ہوے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب
پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عرض کی ای شہریار پہلوان میدان مین ہی آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار
رہا ہی صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا مین
تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اُٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا تین
ٹھیکون مین مقابلۂ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہو گئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر ٹھہر رہے ہین اسمین بڑے
بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغۂ ہفت جوہر کا مارا اُسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ ہفت جوہر جو پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرایا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا زیر تنگ جا کر

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہر چند
قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران
واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہو اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے
کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر
خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز
وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا مین ضرور
آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خوا
ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہو لے تو
سرداروں سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے
کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کر
یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سن
بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو
مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون
آقاے نامدار مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا
یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے
کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر
ہوے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ
ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور — یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر به این زرین سپر — ہندی شب را به تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گرگدن سوار نے گینڈا اپنا
نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو جھکا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہے

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی مین صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اور
صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین اُس افسر پہلوان نے خود گینڈا حمیکا یا اور میدان
مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان
نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کرو مین خود اسکے مقابلے
مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلین گے امیر نے
اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے
سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھاے ہوے کھڑے ہین امیر جو
گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاورزن ہوے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار
اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی
یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ
نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین آکر
مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا
ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار
قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے
صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ہے
ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپ کر
نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین شام تک

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا
آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین
اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل
ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران
عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و لغمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سردارانِ
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت
نقارہ بجتا ہے لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب
گیہان کرگدن سوار ہے یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران ابتو شام ہو گئی کل آپسے سمجھ لونگا
کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی
استادہ ہوئی جملہ سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار
معلوم ہوتا ہے اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہے علامتین چند در چند ہین بادشاہ اسلام
اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوے
حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہے کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمۂ
طلسم ہے کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہو گی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی
ہے کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین
داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل
جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن
ہے کہ دشمن تو آمادۂ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی
اُسی طرح ہو گی مین خود نکلونگا اگر سحر ہے دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ
شہنشاہ زرین پوش بصد جوشش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

ایرج و نور الدہر ابھی جاکر قید ہوے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہین کہ جاکر قید ہو گئے امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا لندھور والاک داہنے بائین قاسم و بدیع الزمان قبضون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک غریو ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کر لیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا چمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون جمہور گھوڑا چمکا کر مقابلے مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے دونون زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکون لیکن نہین رک سکتا دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے بکہ مارا کہ دونون گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اُٹھا لیا جست کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائین بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُسنے دوسرے

میٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے وہ مقام خالی
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ روتے پیٹتے لپٹین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کرین
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نور الدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کرپاس فروش بازاری یون
طلسم مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہر چند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہین اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہان آتا ہو یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہی بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکرین کھا کے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازون نے
آواز دی کہ اے جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہو نور الدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نور الدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا چھیڑا دیکر یکہ مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نور الدہر
پر ہاتھ مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون
لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پھر بھر مین اُس مرصع پوش نے نور الدہر کو اُٹھا لیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائین بجانے لگے
ہر طرف یہی غلغلہ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز برجون مین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوے شاپور شیردل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہی بادشاہ آکر جانبر نہ ہوے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مرداں عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرین گے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہواخواہ جو تھے
وہ آ پہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار یعنی تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر
رکھکر سر بسجود ہوا اور سیاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے نہ جایئے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب کہ
میدان مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سیسنے دیکھا کہ نصف
میدان طی کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوے خندق پر
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور
گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہی ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہی اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بہ جبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جمکا کر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہی ای شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

بہ فرفرہ یدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دوکلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہوجا[نا]
طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داس[تان]
ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو مہجور ہی
سر راہ پر ایرج گرد ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے جہر سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین [ہون]
کیا مجھسے بنت العنب نے حج[اب]
مئے صاف ہی اور نہ یان دُرد [ہی]
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ بر ہر گھڑی د[ست]
بہ صد کر و فر کوچ کرتے ہین ا[ب]
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہی رزم کا

بہ چہرہ کہ رہروان منازل طلسمات وطی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت
بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین - شعر - مرصع خیالان رنگین ادا +
چنین مے نگارند این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج
نوجوان نے سُنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ
نشان بتا گیا تھا اُسی سمتے پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان
بعد از قطع منازل وطی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بجا تک بند بر جہاے قلعہ پر زنگیان آدم خوار قرنائین دہن سے

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا ابر مین کہانتک چھپوگی یہ کہکے گولہ مارا
ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر
نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھکایا اب میرے
مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ
مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ
ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے
ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین
سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار جھک کر سر پر الماس کے گری کہ سر سراسر
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا
کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن
مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین
الماس نے چاہا اِن دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر
چاہا ابر کو توڑون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جاکر ایک گولہ مارا وہ رعد
کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جاکر الماس کو سنبھالا الماس کے
ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو
گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین
اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے
ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے اُنکو
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہو
وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لڑنے فراغت کر کے

بشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرا بنی اپنی شوکت و
دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آ
ایک صحرای پُرفضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جہلال بعد انکے لشکر شہر
مرصع پوش و الماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گر
لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق و جاروق و شریر مردم در دیوا
سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استاد ہو شام کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین
و جہلال و شہرت و الماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے
بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت علیش و جیفر
تھی کہ لشکر آفتاب مین ہلڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آ
رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہی
بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہی یہ
آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھ
شیرون کو للکارا اور آواز دی ای سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہی یہ کہکے آفتاب نے
کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آ
جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت
شیر کی پارگند ہا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ا
ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا ای آفتاب
دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشـ
طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے
آیا تھا کہ جہانگیر و زہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے
نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہر
نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین
آگے کھڑی دیکھ رہی ہی کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاسازہی طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہوگیا طلسم کشا
نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر
طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے
ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور
ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے
چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے
شہر یار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا جیب کے
تیغہ مارون کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان سپیدہ ہو کر
نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے
نہ بڑھیے ہفت پیکر نکلگیا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر قوی
تن قوی سن پکار رہا ہی کہ اے رستم مین اب طلسم ہفت پیکر مین جاتا ہون اگر وہان آؤ گے
تو مزا اُٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا تھا
ہفت پیکر چیک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہوگیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا
اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے مین گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ ہین
قلعے مین جاکر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے
لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دُہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اُترے اہل
قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اُترا رئیسون مین یہی چرچا ہی کہ ہفت پیکر
بھاگ کر طلسم مین گیا الماس نے عرض کی اے شہر یار اب کیا قصد ہی رستم نے کہا خواہ جان
جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم مین جانا ضرور ہوگا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے
بادشاہ وہان قید ہین جسوقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر
مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی الماس نے
اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا | | کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کا

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہو
اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی دردیر سے آگے بڑھ
ایک دو تھپڑ زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رستم پر گر
آفتاب نے آواز دی اے شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکا
وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان
نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے ہبران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے
چند شیر دم اُٹھائے ہوے منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے
طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک د
مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا اے شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم
اشارہ کیا کہ لوح نے یہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین
وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب
نابود ہوے کوئی زخمی ہوکر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے
عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر
پکار کر آواز دی یاخداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر سے
آواز دی اے الوان قدرت گھبرائے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم
ہفت پیکر مین جائین وہان جاکر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون
سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ جات قبضے سے جب
طلسم کشا کے نکل جائین گے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین
سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے
وہ خود مکار و جعلساز ہے ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتین رستم
کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے اے ظالم تو نے مجھکو ذلیل و
کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی مین اگر یہ مصیبت جانتا راہ ہی مین اُ

کو دیکھو بار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو روکتے ہین رستم لوح کو جمکاتے ہوئے آتے ہین جب لوح جمکائی سو دو سو نا بینا ہوے سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوے چلے جاتے ہین گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُنکے روکے سے نہین رُکتے مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اِسنے سحر کر کے روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے جب الوان ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے سب گھنٹ نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پر دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح جمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوے دیکھا خود تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوے بڑھا رستم نے للکارا او الوان بے ایمان الوان نے یہ سُنکر گولہ مارا کئی سو کنیزین نازنینان مہ جبین و مہ جبینیان مہر تمکین آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین

نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی ۔۔۔ کہ تھمتی ہی نہین ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی

مدام اُس دلبر میکش کے منھ لگتا ہے اے ساقی ۔۔۔ بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی

سوا اے محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے ۔۔۔ سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی

اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی ۔۔۔ شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی

ہون اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ ۔۔۔ بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی

بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم ۔۔۔ وہ لے کیا سمجھے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

نہ چلی بالاے آسمان جاکر جمکی رستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کہ رہا ہو کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کریگی قدرت تجھکو پہلو نشین کرینگے سارے طلسم مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین چاہتی ہون کہ معشوقۂ طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سر کو بسہمین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے ہین اسیر الوان جادو جھلاتا ہی کلمات سخت و سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم ملقب + دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کاندار بھاگنے لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جہلال سرکش ان دونون کے سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بمثال دکھادیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور وناچار سحر آفتاب نے سیکڑون کے سر گرا ے دو کا نین و یران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اُترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جیسا چاہین الوان پہاڑ سے اُتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین اُنکو آفتاب قتل کر رہا ہی الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اُترنے لگا الماس اُسی مقام پر بیٹھی رہگئی شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد صرف گردہین اور ساحران زبردست گردسے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اُڑا دیے الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اُٹھو ہم سب تمھارے ممنون وشکرگذار ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی لوح ایسی شے تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

انگلیون مین نامہ جمکر رہ گیا / نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی پھرنا نگاہِ یار کا / الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشتِ چشم پری رو دیکھنا / پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہاے قبل / گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہون آخر کسطرح / مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا ہے کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت
بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی رستم کی بیقراری سبب ہی سردار ہرچند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے
قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اسنے جو یہ ہلڑ سُنا کہ الوان جادو جاکر الماس
کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر
ہو رہی ہی بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی
وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی
چونکہ اسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہی بیقرار ہوکر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم
سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب
قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہوسکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا
مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے
ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا
اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے
زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اُسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو
مین جاکر اُسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق آپ
خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو
پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے
سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکائے
چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب و گل ۔۔۔ شو یدا از رویش سیاہی چشم گو ہر بار رو
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر ۔۔۔ سیر ای بلبل مکن در گلشن بنجار رو
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ ۔۔۔ دور دار از ہندی آسیب تن و آزا

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے
ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لین
ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین
اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے
خداوند ہونے پر مرتا ہو یہ خداوند نہین ہو یارو یہ ایک ساحر ہو کیون اسکے دام مکر مین پھنسے
ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہے
کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہو مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینک دیتے
سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے
ڈرینگے یقین ہو مکر و حیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای
مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھے نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق
سب سردار آکر جمع ہو گئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمایئے خدا انکو بچا
باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی
مشکل یہ ہو کہ ہفت پیکر اسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کہون دل کو عجب عجب
خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین ۔ نظم

مشورہ کیا کیجیے چرخ پیر سے ۔۔۔ دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے ۔۔۔ دم رکے ہو نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرائے قیس ۔۔۔ تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو ۔۔۔ برق گنتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل ۔۔۔ گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا ۔۔۔ بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

یاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط
ادو بود راہ مین یہ آواز کان مین الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا اوگیسو بریدہ
یط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا گذرے الماس
اموش ہی الوان جھلایا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مرادمند بھی جمع ہین فریاد فریاد
رہے ہین مراد مانگ رہے ہین تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ای بندگان من مراد تمھاری
بول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہین
ے پکار رہے ہین غل مچار ہے ہین ہر ایک شجر و حجر سے آواز آرہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا مذہب
یا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہین ہے ہفت پیکر تصویر مین سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان
برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے مین لیے ہوے
محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب مشیر و وزیر حیران ہوگئے
بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی مین پہونچا یا اب الوان نے سامنے
تصویر کے آکر عرض کی یا خداوندا اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان
لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی ای الوان اسکو
چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند
ن نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر مین حاکمان مرحلہ ہین وہ سب
ل ہوگئے مین کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا نہ دیجائے ہرچند ہفت پیکر
ے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلاّدون کے سپرد کیا جلاّدون نے
کر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہونے لگین الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا
مان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت
سے بچالے

نظم

خدا جو ید دوا سے درد دل بیمار روح — شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
دگر باشد بہ جنبش نور ذات کردگار — جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
نقہ حاصل کنند ہر وقت مرد اہل حال — از صداے نغمۂ پر سوز موسیقار روح

کلائی پکڑ لی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ
لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے
رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیثال دیکھ
پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریب
آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آ
تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار — اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین
جو می پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سایے تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین — کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان ا
بہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت سیر اگ
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پر — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین — سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گ
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — بہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جسکی للکار
آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خودکمی کی جسے
مین نے لوح پہونچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا الماس
نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم
ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا
جوڑکر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
بڑا قلق ہو الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوندا اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون
یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کرون ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
قبضے مین کرینگے الوان نے کہا اتو مین جاتا ہون اگر بنتا ہو لوح بھی لاونگا نہین تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو
قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا
الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو
بھی چلی بیان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون
رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود
وہان موجود ہو شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے
جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کر کے آپ کی خدمت
مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق
پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا
یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ
جھکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح
کو جھکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغۂ ہفت جوہر
چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق جھکاتا ہو کبھی تلوارین گراتا ہو مگر کوئی سحر
رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی یہ تماشہ
دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہو برابر الماس
کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان نے

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جا کے
قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی
مین ایک کوہ بلا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارہ سحری آسمان
چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم ش
نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھا
مانتے شب کو کھلکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پی
خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان
ہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الو
بر سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک
جا کر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سو
طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا
کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونو
رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر
سو کر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پا
آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک
پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہان ہین کنی
کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اُسنے آکر پو
محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا
سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقہ
کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی
کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان
جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آ
برپا کی بر سر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہین
وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہین	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہو کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندون پر	مراد پر یہ ترا عالم شباب نہین
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی	ابو لہب ہین زمانے مین بو تراب نہین

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہ ستارۂ سحری
آسمان پر جھکا بے اختیار ہو کے پکار اُٹھی - **فرد** شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی
ب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے + رستم نے کہا ای ملکۂ عالم اسقدر بیقرار
ہو کہا ای شہریار نہین معلوم تقدیر مین کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ
منہ کو آتا ہو اب کنیز رخصت ہوتی ہو محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون
حضور کے خیال مین رہے ہفت پیکر نے مجھ بیدل پر توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے
اُٹھین باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہو کہ ہفت پیکر ساحر
زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو شل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی
خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو
خدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہی
اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنپر گذر طلسم کشا کا
دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر
تشریف رکھیے گا مین اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس
رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو آنے سے بیٹی
کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے
ہوے اُداس پریشان آ کے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہان

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی سمک نے نہ مانا تڑپ کر اُٹھا بیرونِ در آ
دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک
دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر سمک نے برابر آکے پوچھا نام نامی
گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب
عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم
جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف

فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤

رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا
سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا
کہا اے شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر
آپ کے آمد ہوئی اور مرتبۂ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین
بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر بہ سر کوہ الوان آیا ہی کیا کر
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قلعے
سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فرو کش
ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اُسکے جمع
جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اُسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے
یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین
لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ا
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار پوچھے
کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب
کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیسا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے

د دینا بوسہ یا گو فلک جھکتا زمین پر ہے — کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہے اُتنا زمین پر ہے
ڑپتا ہے پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین — گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہے
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم — زمین گرتی فلک پر ہے فلک گرتا زمین پر ہے
ہی دوری مین بھی کیا جاے جان ہی پاس جاتا ہے — کہ جیسے آسمان پر سے اسے ٹپکا زمین پر ہے
دید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین — کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جا زمین پر ہے
ری فریاد سے کہتا ہے اسرافیل حیرت سے — قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہے
ہوا تھر برات عفو نقش سجدہ مومن کو — قدم رکھتا فلک پر ہے کہ سر رکھتا زمین پر ہے

اس لطف سے سماک بلا اقی گا رہا ہے کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا
ہی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم جرخ مار رہے ہین شیران صحرا پہلوون مین
غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اُترے پہلو گنجشک
ہین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین
اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ باعث عشق سے ٹوٹا آخر بہار سے
بھی اُس زمین در بارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہے حسرت دامن کھینچ رہی ہے کہ بلا تکلف
اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون
ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون
خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش
دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون
نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین
آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے
تب اندر بلائے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اے برادر
زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہے حسن و جمال مین خوب ہے اے سماک
تمھارے گھانے کی مشتاق ہو کر آئی ہے سماک نے کہا حضور لوح کی جستجو مین نکلے ہین قریب
دہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین صر سچا جاگ

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ — آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون — غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے زیب مثال — مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی
کیون یار نوحہ زن ہی کہان مرگ مجکو تو — لب بستگی لفور بوس دہن سے ہی
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا — لو اب بھی دل درست اوسی دلشکن سے ہی
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو — مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہی

الماس یاقوت پوش حیران بڑہ بڑہ کر گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہی قصد یہ ہی کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرینگے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلینگے جمال بیمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اوترے اوسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اوسی صحرا مین اوتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہی کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑہ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کود دی رستم ہاتھ تھامے ہوے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اوسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھینگے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اوسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت مین ہی جی مین کہتی ہی کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اوسی خیمے مین آکے داخل ہوے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ صحراے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے فوراً بڑے سے نکال سامنے رستم کے مٹھکر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے
نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی باکھر ین انکی پشت پر موتیون کی پڑی
ہوئی تھلین سامنے سے گذر گئے انکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر وہلال سرکش۔ شہرت
مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و
جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ
بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے
گذر اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کا راکب ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر
پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی
اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو
گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد کرن سیتمق
رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و
رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے
رستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی
ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہے

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی
دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی

سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہی
دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی

روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب
وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی

کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس
سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی

انکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا
خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہی

مین کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو
وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ نواز
و ناقوس نوازون کو بھیجو کہ جاکر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر
گھنٹ نوازون کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہی شہر مین ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور آکر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے تبلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان براے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے
کوہ الوان مین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق
پہونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہی اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا
ہی سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے جو کچھ
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچا یا کمیل قتل ہوئی مگر مین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً
گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے کو وہ زنگار رنگ پر گئی کہ کئی مہینے
سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا ای محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کریین کہ اب لوح کو کہان رکھین تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھا کر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس
نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدۂ خوشخبری لائی ہے وہ
یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای الماس
یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب و غرائب
دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین
بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے
باتین عشق و محبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا ای سرتاج معشوقان
کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے
میرے مقام پر مانین گے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو جو یہ باتین کرتا ہی الماس کو ناگوار
ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کررہے
ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عقد و حیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوند ابتو آپ نے نیازمند کو سرفراز کیا بالائے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام
آپ کا جو تصویر سنگی مین ہو وہان تشریف رکھیے مرادمند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر دیے
مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر
کردون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھنے جاتی ہی
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے
دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھتے اُٹھتے غائب ہوگیا الوان نے

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ ادسپر
پر پڑی بیچین ہو گیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کرکے اُٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای بندی قدرت آؤ قدرت تمھارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑتی ہو ہاتھ پکڑکے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک زن
یہ جبین حسن مین بیمثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر
منھ کھول کر باتین کرنے لگا وہ بوے بد اسکے دہن سے آئی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر
تخت پر سر نگون بیٹھی ہو ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیتا ہو کبھی کہتا ہو کچھ باتین کرو
ای الماس کہان گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے مین نے سُنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ رنگار نگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو اسکو
صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کرون قدرت نے اُسکو بدا
کی وہ قلعۂ رنگار نگ پر آگیا رنگار نگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اُسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جاکر قید ہوے اس مصیبت مین
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
ہدست درست کہ رہی ہو الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہو مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھ
حیران ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو یہ کیسی بدعت ہو کہ بیٹی میری پر پوشش اور یہ ایسا دیکھیے
کیا ہوتا ہو اس تردد مین الوان بیٹھا ہو پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اُٹھنے نہیں
جب الماس ارادہ کرتی ہو ہفت پیکر لو دُبھا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگر نیان مگر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
حیران افتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائی
الماس نے درست کیکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا
یا خداوند وہ صدمے اُٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کر سکتی دختر کمیل

کے ہفت پیکر کوہ رنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہی الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہی اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر
چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہین الوان
جادو تخت سے اُٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آئیے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آ کے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپ کے
راز دان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آئیے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی در انداز نہین
ہی کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا
سر جھاڑ منھ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاے انداز بچھواتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین ہلڑ ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہی ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب قدیم ہی قدرت کو اسقدر پاس ہی کہ
بصورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارہ مین آیا اور ہفت پیکر
کے تخت پر بٹھا پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہی کہ یا خداوند بندے آپ کے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
ہو رہا ہی مین نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سب کے امتحان ہی کہ آسمان پر ایک ابر یاقوتی
اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جسدن سے اُسنے انقلاب
سُنا ہی پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہی دیکھیے وہ دورہ کیے ہوے آتی ہی آمد مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہی دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہی ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہی ہفت پیکر دیکھنے لگا
ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبون کی
[illegible] گرد کنیزین گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لپک
اُٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہی محیط نے لوح چمکانا شروع کی جسپر عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر کڑک کر محیط پر چلا کہ غضب
ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ طمانچہ مارون محیط نے لوح سامنے کی
آفتاب اُلٹ گیا جہلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ جبتلک نہ لوح لون جب قریب پہونچ
تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و جہلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سنج
دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین
محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہوکر ایک آواز دی کہ اے ساحرو جنگ
موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آ
پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون کے مارے گویون ستھراؤ کر دیا
اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر معلق
خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر
رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہریار جستجو ہماری آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے
اے آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچو
خواہ اسمین جان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہو
دشمن انکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا اے شہریار چلیے کوہ الوان
ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کو
کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر مین آئے افسران فو
کو تیار کیا قلعۂ فاروقیہ سے کوچ کر کے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف
جستجو ہی ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو آ
کوہ الوان پہونچاتی ہے جا کے دیکھون کہ لوح پہ کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی لمحہ

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہین سے سحر کیا کہ سمک کے پانون زمین نے تھام لیے کمیل تیغ لیکر دوڑی کہ دونون کے سر کاٹ لون اُس وقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری بیتابی بن وہ پکار رہے ہین اے خالق کون و مکان و اے رب دوجہان اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری — بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کر دیون گہرباری — بجار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس خدا کند یاری — ہمیشہ وقت غم و رنج و درد غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش — کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام — بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد — کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد — کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہون اسے دیکھ لو پھر تمھین اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہے کمیل دونون کو قتل کرتے کرتے رُک گئی اُس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ مین دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھوان نکلا کمیل کے دماغ مین پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کود کر کمیل کی خنجر مارا کہ کمیل کا شکم چاک تھا پاک مرنے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود شہرت اسے قصر لڑ رہی ہے دونون ہاتھون سے سحر کر رہی ہے اسکے کان مین جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا مقدمہ مان کا تھا ایک قلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت مین ساتھ طلسم کشا کے لڑے گئی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اُٹھایا محیط کے جو کان مین آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آب نکل کے بلند ہوئی بالاے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے
دیوانہ کردیا ہے اسطرح کا سحر کیا ہے کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہے چاہتی ہین قصر مین
جائین مگر نہین جاسکتین جہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہے کنیزین
سینہ سپر کررہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہے آفتاب اگر تمھاری صلاح
تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح
کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہوسکیگا جہلال
اور آفتاب نے قصد کیا ہے کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر
چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جہلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آپہونچی جہلال
و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اُڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ پر آپڑے ا
کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہا ے آتش گرے شعلہ ہاے آتش مین آفتاب
گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہے کہ شعلہ ہاے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری
جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہے نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اُس آتش
آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا
کہ شعلہ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے
پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی
و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہاے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
قتل کر رہا ہے ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے
سحر کو دفع کیا ماہی سحر اُلٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے
محیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے
اس طرح گرون کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن غم
و سنگ بلیداقی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
گرکے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑاپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہے

ہی دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے

کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرین گے
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی کرتین
اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے

کیا نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال
معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے

غیرون سے شکر لب سخن تلخ سے تیرا
ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے

جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے

دیوار کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے

گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے
کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
ای پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے

ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرین گے

اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کرین گے

گر ذکر وفا سے یہی غصہ ہے تو اب سے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے

مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس سے یہ مضمون
کھلجائے کہ ترک در بتخانہ نہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی ای ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہی یہان وہ رنگ ہی کہ طلسم کشا و شہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین چاہتی ہین بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ ہفت دھار ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے رنگ گئی جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرکے

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہین آسکتا کمیل نے جواب دیا اے نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج
میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود دھڑک رہا ہو ماہی سحر نے کمیل کو باتون مین لگایا
شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر مین لائی کہا اے شہر
بسم اللہ کر کے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہو رستم
جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے
بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ
چمک رہا ہو رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی لوح ہو وہ جو گل
شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے بالاے آسمان آکر آواز
دی دی کمیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتین کرتی ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہین
طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہوا اپنے تئین جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سُنی
ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہو جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور
نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہو کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چُھڑایا اور ماہی سحر کو
ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے
گلدستون کے کھڑی ہو اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہین کہ کمیل نے آواز دی
اے شہرت او گیسو بریدہ واو شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی اے طلسم کشا خبردار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلد
کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر
جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر مین غل
پڑ گیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو گرد قصر کے چرخ مار رہی تھین
اُنھون نے چاہا قصر پر جا پڑین آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا
چھا گیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچین مگر محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہے
آٹھ پہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
گا رہی ہے۔

لنظم

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہی کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لا سکے میری زندگی مین تو نا ممکن ہی کہ
لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہی کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہی وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز رہونگی جسوقت طلسم کشا قریب اُن گلدستون
کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کرلین گے
ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہی باتون سے مصاحبون کی مطمئن ہو کے بیٹھی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سُنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختۂ سنگ رکھا ہی جسپر اُنھی گلدستے رکھے ہین اُنھی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہی بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوے بالاے آسمان پہونچی بادل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پر آکے جھکی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہی آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون اے آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہی یہ تھوڑے عرصے کو ہٹتے تو مین طلسم کشا
کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سُنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جاکر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی
شہرت نے کہا بوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سُنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکۂ عالم آپنے انتظام

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوے ہین
ہمکو نہین معلوم کہ کِس گلدستے مین لوح ہے جہلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم
واسطے یہ فخر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجالاؤن آخر
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر
صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کیا تخت اُڑا کرے جلی سما
فیروزہ زیر قصر ہو بچے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو
قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع
محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے ک
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملے
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر
داخل ہوے وہان قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہو
بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب ولازم ہے مصاحبون نے عرض ک
ملکۂ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھ
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہ
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب ماہ دولت ان بہادرون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر اے کمیل جہانتک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہے اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض کرنا
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسی قصر مین ا

کہنے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم برہم
کردونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر منع کرونگا
اُسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جرائت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اُسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ
کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کر کے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سُنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہو طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہی
رستم بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کر لیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگرنیان لگا کر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نورالدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سُنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکۂ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سُنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہی کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجا لاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہرت ہر وقت کمیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اڑتے رہین گے جب رستم لوح حاصل
کر چکین اور کمیل پر بلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون لڑ بھڑ کے رستم
کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا مین لیجا کر اُسی مقام پر انکو اتار دونگی

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا نوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو مین بھی کس
بلا مین پھنس جاؤن ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرو فیروز
بن عمرو گریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہین بادشاہ کا نشان
اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ
کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہوگئے یہ دریافت کر کے فیروز
طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین نورالدہر کی آیا
نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ چیخین مار کر
رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک مین پہونچے
اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے
سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو
مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نمانا اکثر
ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایک ناز نین فریب و مکر سے معمور بادشاہ کو لگا کر لیگئی طلسم
ہفت پیکر مین جا کر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نورالدہر نے کہا
ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جا کر بادشاہ کو رہا کر دونگا فیروزہ نے کہا رستم
طلسم کشا ہین اُن سے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور بادشاہ کے
پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلا
فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہو کے نکلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا
پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

کہ اس سال طلسم نہ ٹوٹیگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رہگئین اس ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سُنا بلکہ جواب دیا
کہ اس ضعیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
لیجاکر جلاؤ بھیجو تکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہو اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگے مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نو بہار رو شکیبا
انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اُسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین بیٹھنے نہین دیتین تینون
اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوے اُسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگیون سے
کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار رو شکیبار تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرا دیا اگر
مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون
جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہی غلام الشر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہو کہ لوح لے کے
آئینگے میرا علم خبر دیتا ہو کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرینگے مین مذہب باطل پر لعنت کر چکا شکر ہی کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُسنے کہدیا خبردار کوئی
ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کہ بحکم شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمرو جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

میسماید پرتو نور خدا نزدیک و دور — مید ہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا — در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئنہ — عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین — رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طے کند راہ طلب طالب بپاے اشتیاق — شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان — میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر
جلاد نے کولے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اسکے
نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت
ہی آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہی اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد
ہو گا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا شیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب میں
کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہی کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے
دیکھا ایک ساحر تخت اڑاے ہوے آتا ہی ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہی اسکی آمد
دیکھکر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ہی اے ملعون
تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہاین سنی غور کر مین نے
اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی دربند فتح کر چکا اگر یہ شخص بہان
قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہی کہ اہالی طلسم ہفت پیکر یون غافل
بیٹھے ہین کہ عبادت خداوند بھی نہین کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی دربند فتح ہو
تین پہاڑ سے چوتھے پہاڑ سے مصاحبان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے تین جادوگرنیان بھی
ساتھ تھین انکو تو باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا مناسب
نہین چند دن مین خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر
مین اسکو لیجا کر اسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون
شاید اہالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جاے کل کتابون مین یہی لکھا ہے

دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے کود کر پائے پر محافے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھر دن مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دلھن کا سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای شخص تو نے دلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین جبیر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا مُنھ سے بوے بدآتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسلیے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہی کہ دولھا دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کر کے لاشہ ہمین دین کہ دولھا اور دلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہی مرنے کے بعد تو اُسکو چین ملے شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اسکو قتل کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زنگیان حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ بڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے یہ قیدی کوہ زنگار رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین ہی اس بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب وسوال کر لینگے جلاد خنجر کھینچ کر سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار کے رجوع کر کے بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

کہتی ہین صاحبو بنا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہا
نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہے
ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آ کر کہتا ہے ایسی خوبصورت دُلھن اُسکے وصل پر کچھ
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دُلھن کے نام سے
ظاہر ہے ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنیں
کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے حت
ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین پھنسو گے اب ودانہ تم پر بند
ضعیفۂ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہنچے
کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین در
پر پردۂ زنبوری کھنچا ہے قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگنون
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفۂ مردار خوار کو
کے لے گئے محلانے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے سا
شادی کر دین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولہا نے دُلھن کو گود مین لے کے اُتارا بٹھا
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہیں
کیا سوجھی دولہا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیز داران عروس لاشہ
آئی ہین اور میان دولہا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ
فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دُلھن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم
کوئی خوبصورت عورت نہین ہے کبھی ہم لوگون پر یہ باعث نہین ہوئی بادشاہ وہ اندر پہونچے
تخت آہن بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس
جسم مین بوسیدہ ویسے ہی رفیق ونگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر
ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع
کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عاد

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوے کہ رہی ہی کہ ای شہریار
آئیے مین بھی تشنۂ شربت وصل ہون بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہی کہ مجھسے وصل
کی خواہان ہوتی ہی مین تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کرون اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑا کہا ای شہریار میری شادی آپکے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیان ساتھ تھین آپ
بہ ناز و نغم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہین شاید کسی نے کچھ بہکا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ اری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اُس زنگن نے
چاہا گلے مین بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ جو کھولا بوے بدآئی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا
اُسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہی مین چاہتی ہون گلے مین ہاتھ ڈالون وہ
اپنے کو کھینچتا ہی کیون شامتین آئی ہین تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیان آگاہ ہوگئین
اپنے اپنے جلسون مین ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب مین اپنے میکے مین کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہوگیا مین ابھی تجکو
سب مین ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہین کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہی تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہرچند روکا وہ نہین مانتی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرکر گری ہزارون کنیزین سر پیٹتی ہوئی گھس آئین
غل مچاتی تھین کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہین سُنا ہی اس راز دنیا نے سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا کنیزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لین بادشاہ نے تلوار
کھینچی کنیزین ہنسنے لگین ایک سے ایک کہتی ہی ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہی بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی کیا آخر وہ سب
عورتین لپٹ گئین بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ آہنگر کو
بلاؤ آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنین سر زنجیر کو تھامے ہوے
اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئین مجھکو لیے جاتی ہین جو راہ مین ملتا ہی اُس سے

اس آواز کو بادشاہ جمجاہ سُنکر اُسطرف متوجہ ہوے دیکھا صدہا نازنینان مہجبین دف دوا
بجاتی ہوئین ایک محافہ آگے اُسکو ناظر بجلکا نے گھیرے ہوے آگے ایک چوبدار عصاے مرصع
ہاتھ مین آواز دیتا ہوا آتا ہی کہ اے دوکاندارو اے اہالی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہی جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس برج
مین ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا
کہ بو سے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہی عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ
ہوئی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پر پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار گذرے
بادشاہ نے جھپٹ کر پلے پر محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہی چوبدار نے جڑ
عرض کی حضور بیتاب نہ ہون یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہی گرد جو نازنینان مہجبین کھڑی
اُنھون نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا رآیا اُسپر بادشاہ کو بٹھا کر دولھا بنایا بجا
سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محا
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروا
پیماسے کئی سو کنیزین بطور استقبال کھڑی ہین جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا اُن
کنیزون نے پھول جو ہاتھون مین لیے تھین بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے
کی حضور تخت سے اُترین عروس کو لیکر داخل باغ ہون بادشاہ تخت سے اُترے محافہ ر
گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود مین اُٹھایا مالامال محبت مین لیکر عر
کو باغ مین آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش منقش بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپرکھٹ نہایت عمدہ درست ہی اُس چھپرکھٹ پر لیکر عروس کو آئے
نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے حیلے سے ہٹنے لگین تھوڑی دیر مین بادشاہ نے دیکھا کہ گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی رکھکر سب ہٹ گئین بادشاہ نے دیکھا اب سواے عروس کے
کوئی اُس مقام پر نہین ہی مقام جو خالی از غیر پایا چھپرکھٹ پر تشریف لائے پردہ ہاے زنبو
چہار جانب کھنچے ہوے بادشاہ نے جو پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید و
مین دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُلٹا تو اُس معشوق پر عجیب

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنا ئین دہن سے ملائین نقارچیون نے چوبین اُٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے اُسنے پکار کر آواز دی ای اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان جمیلہ نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بجے سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بالے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پہ بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال جوہریون کا بکواتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایکطرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش الحان بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے۔

نظم

کہتے ہین جسکو عرش بریں ہی وہ بام دوست
اعلی ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

ہی جی مین کوہ طور پر اک روز جائیے
مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تک مرے
ہرگز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین
بیواسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو مشتہر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلہ سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

ای رند مشک و عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

زنگی بڑے قدو قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے
آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین
زنگی نے دیکھکر آواز دی اے مقنا طلیس وسنگبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے
مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قدرے
ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نا
گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنین
کے آگے بڑھی ہوئی گاتی ہوئی آئی کہ اے مقنا طلیس وسنگبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمہارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چہار جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئی
نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے میں
داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہے اور پہلو مین اُسکے معشوق
مشغول ہے بوس وکنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکار کر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون جان د
آتا ہے مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ میرے
تینون رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ
ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ
مین اُسکے کرسی پکار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے کھڑے
جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن نسیم تن غنچہ دہن رشک جم
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

شاہ کو بتاؤ آپ اُسمین فوراً داخل ہو نگے جا کر فتح کر لینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سبزہ پھیلا ہوا ہی نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افسران فوج ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے ہین کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر مین آپ کا داخلہ ہو گا بادشاہ جس افسر سے صلاح کرتے ہین وہ یہی صلاح دیتا ہی کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کر لینگے بادشاہ کو تخت پہ سوار کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لا کر دیے بادشاہ مسلح ہوے اس صحراے سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت مین پہونچے کہ صحراے ویران کف دست میدان بالکل سنسان ہی ہواے گرم چل رہی ہو زاغ و زغن درخت ہاے خار پر اپنی آوازین لگا رہے ہین بادشاہ اُس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہواے گرم کا آتا ہو گل عارض مرجھا جاتے ہین چہرے پہ پریشانی اہل فوج فریاد گرمی کی کرتے ہوے مرکب سے گرے پڑتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خرد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہی برج کلان مین ایک زنگی بڑے قد و قامت کا کرسی پہ بیٹھا ہی پہلو مین اُسکے ایک معشوق خوبرو گلابیان شراب کی سامنے رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین دہن سے قرنائین ملائے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز وہین گنگا جمنی اُنکے ہاتھون مین نقارون کے غاشیے ہاتھ مین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشاہ کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگریان یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سخت ہی فتاحی حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار و مقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے مقناطیس وغیرہ یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

مجھسے میکش کیطرف محتسب آتا ہی تو آئیے
ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر مین نہین

جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے غذا آب
ہم نہ مانینگے کہ ایذا تری ٹھوکر مین نہین

ہم نفس کیونکہ مسخر وہ پری رو ہوگا
نام اہل ہوس اوراد فسونگر مین نہین

قطع اُمید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت
مجھ مین وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر مین نہین

دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول بہ
سچ کہا تمنے مزا حرف مکرر مین نہین

کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن
ہم طلب کرتے ہین وہ شی جو مقدر مین نہین

طائرون نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقنا طلیس آمادہ ہو گئین [illegible]
بادشاہ کو باغ کی سیر کراؤ بادشاہ ساتھ اُس زعفران پوش کے باغ مین سیر کر رہے [illegible]
زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی ای شہریار زنگار رنگ جادو کہ بادشاہ اس یہان [illegible]
تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگون نے بہت [illegible]
کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدین آپ کے
ان اشیاء کا رہنا مناسب نہین بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش [illegible]
کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان [illegible]
ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوے پوچھا کہ [illegible]
ای مقنا طلیس ہتھیار تو مین نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہین کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھارا [illegible]
کیا ارادہ ہی تینون نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھدین ہم نگہبان رہین گے بادشاہ [illegible]
جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران [illegible]
نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہین معلوم یہ طائر کون [illegible]
کنیز کو بڑا قلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ چلکر طلسم ہفت پیکر مین تشریف رکھین بادشاہ نے
فرمایا ای مہ جبین مین مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہون مقام فقط بتادو مین طلسم
ہفت پیکر مین خود چلا جاؤنگا مقنا طلیس و مشکبار و نوبہار بھی کہ رہی ہین کہ اگر طلسم
مین نہ چلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھادو پھر مین فتح کرونگا تینون
جادوگرنیان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئین کہا کہ ای ملکۂ عالم نشان طلسم ہفت پیکر [illegible]

جھپٹ کر سامنے مقناطلیس کے آئی کہا بوا کہان جاتی ہو مقناطلیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہو اُسی کو دیکھنے جاتے ہین آؤ بوا تم بھی چلو نوبہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آ کے روکین تو یہ لوگ نہ رکین گے نوبہار نے بھی مقناطلیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین اس نازنین کو کیا سمجھے ہین بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہین آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہین اور گلابی پوش نے مقناطلیس و نوبہار کو لیا یہ دونون اُنکے ساتھ جاتی ہین اور کوہان کوہ در گوشے مین بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دمبدم پکارتا ہو یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نوبہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُترین اُترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو صحرا مین پھیلی ہوئی تھین جمع ہو کے سامنے آئین پکارتی ہوئین کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو مین لاجواب ہو چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہو بادشاہ باغ مین داخل ہوے گلابی پوش نے مقناطلیس و نوبہار کو بھی باغ مین پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سائے مین جوش مار رہی ہین حوض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو موجین خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہاے شراب نایاب رکھے ہوے جھلک رہے ہین جیسے ہی بادشاہ نے باغ مین قدم رکھا ہزارہا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آئے اپنی آوازین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے۔

نظم

ہم و بیداد وستم کچھ دل مضطر مین نہین — یون ہون نالان کہ وہ گویا صف محشر مین نہین
خار بستر پہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر — دلمین تو ہو وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سر پٹکتا ہون کہ بس ہم بھی نہون گھر بھی نہو — دھیان جسوقت یہ آتا ہو کہ وہ گھر مین نہین

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہونچی کہا
سامنے ہمارا باغ ہی ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہی ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھو
ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے
انتظار مین چمک رہے ہین مقنا طلیس نے کہا ہوا کیا نقصان ہی تمھارا عارض انور
غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقنا طلیس سے آنکھ
اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی۔ نظم

خالی ہوا ہی فتنہ سے گا ہے جہان نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو

اعجاز سے زیادہ ہی سحر انکے ناز کا
آنکھین وہ کہہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو

یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین و لے
جو ہی سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو

لکھتا ہون اسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہ ہو

تر کر دیا ہی ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو

اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو

عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق
مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہ ہو

اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہی دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

مومن بہشت عشق حقیقی تمھین نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقنا طلیس کے گائے کہ مقنا طلیس کا
سرخ ہو گیا آنکھین ابل آئین اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ
جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنین
دونون کو لیکر چلین نو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا مین سمجھی
مقنا طلیس بادشاہ کو بچائیگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین
روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جاکر اول مقنا طلیس کو روکو

اب شور ہے مثال جو دیتی اُس خرام کو / یون کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے بہر قتل وہ دور اے ہجوم یاس / گھبرا نجائے دیکھ کہین ازدحام کو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا ولے / مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

یان وصل ہے تلافی ہجران مدعا ہے فلک / کیون سوچتا ہے تازہ ستم انتقام کو

تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتین / کرتی ہین آگ نالۂ اندیشہ کام کو

گریہ پہ میرے زندہ دلو ہنستے کیا ہو آہ / روتا ہون اپنے مین دل جنت مقام کو

سہہ سہہ کے نادرست تری خو بگاڑ دی / ہمنے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ / پھر کون وارثون کے سنے اذن عام کو

شاید کہ دن پھرے ہین کسی تیرہ روز کے / اب غیر اُس گلی مین نہین پھرتے شام کو

مدت سے نام سنتے تھے مومن کا بارے آج / دیکھا بھی ہمنے اُس شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی یہ ناز دکھاکے سر اُٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہرچند زرہ پہنے ہین تعویذ زیر زرہ ہے مگر اُس نازنین نے کہا مین دور سے حضور کی مشتاق ہوکے آئی ہون ذرا میرے ساتھ تشریف لائیے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہان تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہوگئی آپ کے سردار غالب آگئے بی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ اُسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تلوار نیام مین کرلی سیر گشت پر ڈالی گلچینی گلشن جمال کی اُسکے کر رہے ہین نوبہار نے بڑھکر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہان جاتے ہین مقناطیس آگے بڑھی چاہا جاکر بادشاہ کو روکے کہ وہان نے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہان جاکر پھٹا تھوڑی دیر تو اُس مقام پر اندھیرا رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوے نہایت طرار و فرّار ہنستی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا بوا کہان سے آتی ہو ہم تو خود تمھارے مشتاق

مقناطلیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقناطلیس بھی ق
کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر مقناطلیس کو سنبھالا کھا بوا کوہان کوہ در سحر کررہا
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے
کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی
جلوہ گر بار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کو
چند شیر ظاہر ہوے آہوؤن پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باند
آہون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا ا
شیر دھڑ دکے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہ
شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آ
لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیون کو طے کر کے بالاے
آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادش
لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگریان جنگ ج
کے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زا
کھلا ہی ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہی تصویر سنگی نے آواز آئی کہ اے کوہان اپنا سحر کیون نہیں
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کرینگے اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہی کوہا
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستا
سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین
زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان
آئینۂ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شے سے مثال
دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی
گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان وہی ہی ہمارے کلام کو	زندہ کیا ہی ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو	بندے کا بس سلام ہی ایسے سلام کو

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہو چکا ہی ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیّر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہی جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ رنگار رنگ پر اندھیر چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جایئے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین خود
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند
برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طی کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بہ شکل مہیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جسطرف
چلتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو بہ بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی اوگیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس پتھر پر کہ

چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلا ئے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آگئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہو قتل عام وہ اغیار کے لیے — دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے — عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے
دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون — رکھا ہو اسکو حسرت دیدار کے لیے
قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے — یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہو ترے بیمار کے لیے
آتا نہین ہو تو تو نشانی ہی بھیجدے — تسکین اضطراب دل زار کے لیے
چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم — طرز خرام شوخی رفتار کے لیے
جی مین ہو موتیون کی لڑی اسکو بھیجدون — اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال — بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے
جینا امید وصل یہ ہجران مین سہل تھا — مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے
مومن کو تو نہ لاے کہین دام مین وہ بت — ڈھونڈھے ہو تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار رنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائین مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اُڑا دیے رنگار رنگ جب سحر کرتا ہی ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین رنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہو کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو روکا جب ان سے نہ رُکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہو کبھی کہتا ہو ہاے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اُتارون کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی اے ساحر کہان سے آتا ہے مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بہت خفا ہین آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہے نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے بصورت
شعلہ رخسار گائی موجود ہے کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہے کہ یکایک دناٹا ہوا ابر سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صد ہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُنکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُنکے قتل کی
نشانی ہے کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہے
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے پتلہ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملا کے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقناطیس و نوبہار
و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا پہاڑ گرے مقناطیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدۂ شکریۂ پروردگار کرنے لگی مرکب بلور رفتار جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہے کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی اے شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہے
مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعۂ رنگا رنگ کو جو دیکھا اُسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا رنگا رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پڑے رنگا رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہے ساحر بلوہ کر رہے ہین

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر
شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرحبد
اُترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار
مسلمانون کا مددگار ہی جابجا اسنے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پر آ گئے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان
ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی افسران
گرد جمع ہین عیار طرار بلاسے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ بر
نقابدار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہی کہ صدا
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس
ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی جن
کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے
دیکھا سامنے کوہ ہی اُسپر سے لکّہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کر ملتے ہین ابر کو
دے رہے ہین جب یہ لکّہ ہاے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی
ہوتی ہی عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہی اے برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اس
قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادو
شکل بنا ایک نامہ تیار کر کے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر یہا
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی
نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آ
پانون قائم ہوے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے
گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن
خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہی سب کا سر		مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی
فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی
وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب وکباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر
نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے مین نے
صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر اُنکے نقش
بندھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب ودانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے
بی مقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار
کو ہمیشہ اس گھمنڈ مین رہتی ہین کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ذرا سے شعبدے مین
کیسی پھنسین اب اُس نخل کے نیچے سے اُٹھ نہین سکتین مین اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر
بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا
بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر لایا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین
پھنسے ہین فریاد فریاد کرکے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری
مین نثار ہو جاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے
آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی
کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا
نہین سکتا یہ میرے بازو پر پتلے بندھے ہین فوراً منع کرینگے اتو فیروزہ کے ہوش اُڑے جی مین
کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا یہی دعوی ہی کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم
سے قتل کریگی دل مین کہتا ہوا ای فیروزہ کیا تدبیر کرون میخانے سے جاکر شراب لایا سب کو
دی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو
وشبانہ روز بے آب ودانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائین دن کو کئی مرتبہ
سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیون کے
مقام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتون مین یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی مین لیجاوَن

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ
اپنے مقام سے اُٹھا چہار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا
کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کو
سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب
آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ا
درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا یہا
کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت با
کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گا تا ہو
ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ا
مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش
درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے
سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار
فیروزہ نے سنین دبے پانون دیوار پر سے اُترا زرغے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گا
اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو
مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسما
کے آیا بیٹھکر کھب کے یہ اشعار گائے۔ نظم

جلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا ۔ اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا ۔ دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق ۔ کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا
تا غیر سوز دل کرہ نار ہے مگر ۔ اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا
اشک فغان کی ہاے رقیب آفرینیان ۔ محشر نے خفتگان زمان کو جگا د
مٹی نہ دی مزار تلک آ کے اُسنے بھی ۔ کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا
اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی ۔ گل کھانے کو رقیب کا جھلا منگا

پھر دیل صنم قتیل ہوا | مقناطیس یہ صداے دردناک سُنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چارہ کوہ مین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکورہ زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جاکے نوبہار
سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پہ بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہرچند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اتر پڑے
پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی ای شہریار
یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر سکی
سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین رنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آکے رنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے رنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سیر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کردیا مین بادشاہ
کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان پر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

نوچکر پھینکا دیا دیکھو سب ساحر وغیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین
آبرو ڈبونے کو جھیل مین جاکر گرتے ہین آسمان سیر نے کہا یہ سب بلائین دفع ہو جائین
لشکر اہل اسلام اس رنگ مین پھنسے کہ نکل نسکے پھر قدرت کو اختیار ہو رنگار رنگ
آسمان سیر سمجھا کہ پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہین
سحر کرنے سے مجبور ہون سحر یاد نہین آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے مین بیٹھی رنگار
کے کان مین آواز آئی کہ دیکھ مین نے نوبہار کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے مین
ہو رنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہین اور ایک چھوٹا میدان اُس میدان
ایک نخل ہے اُسکے سائے مین سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ رہی ہو رنگار رنگ
نے پکار کر آواز دی اے آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہے جو تو نے کیا آواز آئی اے رنگار رنگ
دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہے رنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعۂ رنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے
لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان مین پہونچا فوج رنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اُس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحر
نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقنا طیس ایک جانب لڑ رہی
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ
پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے۔ نظم

گر مین کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خود کامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
اثر حسن و عشق تھا بے مثل
مین اگر بزم مین ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب مین جون جون

مجھکو چھیڑ آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہین آتا
غیر ہر کام مین دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہے سوے صنم
مین تر آنو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا

گر یہی بیخودی ہے صہبا
دعوی خضر بے دلیل
اب تغافل ہے وان مگر
نامہ بر میرا جبرئیل
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہائے مومن شہادت

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبۂ سپر پر تلوار جھکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بڑھتے قریب ملکہ نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبہ کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی ٹھٹھے لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہو کسیکا گریبان چاک کوئی منھ پر خاک مل رہا ہو لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہو آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہو زنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا کہ میلہ تباہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جم کے سحر کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں زنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہو دوکاندار بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں آواز آئی ای زنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جاکر تماشہ دیکھو زنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالاے آسمان پہونچا آواز آئی منم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقناطیس و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے نکلکر پہاڑ پر آئی پائوں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جاؤ تمکو قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر زنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا ای زنگار رنگ آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے زنگار رنگ نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوے اگر تمنے دیر کی تو سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور پھولونکا جو جسم پر آراستہ تھا سب اُسنے

اُدہر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر فوج دریا
دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہین کہ اُن ابرون سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہو
دونون وہ ابر سبک رواروی آتے ہین بادشاہ نے جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا یا حیدرا کہ
بیحیا و ای نابکاران بزہ و غاہر کہ داند داند و ہر کہ ندانداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلا

منم شاہ شاہان فریدون حشم　　بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران　　ہژبر قربان شاہ اسلامیان

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلوارین کھینچین بادشا
لڑتے ہوے چلے کہ وہ دونون ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیز
کو ہمراہ لیے ہوے اور بائین طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحرون کے آکر گرین د
نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوے دو کا ندار فریاد کرتے ہوے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل
فریاد کرتے پھرتے ہین کوئی پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو
مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کرون کہ گلز
سحر کرتا ہوا بڑھا پکارکر آواز دی اے بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جلنے دونگا یہ کہکے گلزار
گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلوارین برسنے لگین مگر کوئی شے بادشاہ پر نہین آتی تلوارین الگ
گر رہی ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہین میلے والے جل رہے ہین زمین
شعلے نکل رہے ہین گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ
نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُنپر گرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی اُنکے قریب نہین جا
گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین دم بھر مین کوہ سفید
انبار ہوگئے سب کا فر سردی سے مثل بید کانپ رہے ہین مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گر
گرد مرکب انبار ہی جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہی جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہین
برف پانی ہوکر بہ جاتی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار
نے سحر سے عاجز ہوچکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا باد
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت
جو سپر پھولون کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار بھی اُس مجمع مین پہونچا دو کا ندار اُٹھ اُٹھ کے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین اور پوچھتے ہین ای گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی زنگار رنگ جادو حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہی مراد مندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی خواہش کے تصویر سے آواز آتی ہی مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار ایک سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ زنگار رنگ جادو نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اُس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل کرو زنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اہل فوج وارین استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج ۔۔۔ تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل ۔۔۔ زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو دو گوش میکند یا رب ۔۔۔ کنند چو بر در بار تو فغان محتاج
رس۔ بکام دل خویش از عنایت تو ۔۔۔ غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور ۔۔۔ فرشتہ بندہ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہی دارین استادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین شلنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہی حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

رک گیا اُس پری سے جی ہی تو ہے
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہے
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہے
وقت بد مین کہان انیس و جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہے

نہ نبھی ہمسے دوستی ہی تو ہے
لعد الحمد کیا منو دہو ئی
ہم بھی آنکلین گے گلی ہی تو ہے
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہے
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی
بن پڑی ہمسے عاشقی
وجہ آزردگی بتاؤن
نہ کھلی اے صبا کلی ہی
دل ہمارا اُداس ہے
ہنس پڑا یار گدگدی ہی

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار
عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قی
ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارابے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ کے
چند کنیزون کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو تر
دیتی تھین کہ جلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہو ثبوت خطا
ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہ
قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اب
تا بہ کوہ رنگارنگ پہونچاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہو
مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ رنگارنگ عجائب وغرائب
معمور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا
بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہت
مین یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرونگا یا
جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنوا
اُسکی قید جاتی ہو اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہو سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُ
کہ ایک ناخن پاے حضور پر ہماری جان نثار ہو بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس و مشتا
نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہو بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہو
یہان گلزار قید لیے ہوے نوبہار کی دامنۂ کوہ رنگارنگ مین پہونچا زیر کوہ دو کا

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر براے استقبال گئین اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیجون کو بلایا
شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر بیٹھی
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
گرکر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعۂ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے سب
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور و ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہی اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ رنگارنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطعہ ہاے زربفتی سے آراستہ ہوکر براے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ارابے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدۂ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ
لے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
تھین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اُس
نازنین ومعشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

لیکر چلا سقنا طلیس نے راہ مین نوبہار سے مفصل حال سُنا سنا تا آگیا جی مین کہ
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو
بالاے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین انکو جا کے مسلمان کرون خدمت
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ زنگار رنگ پر جلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہت
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرف قلعۂ چمنستان کے چلی اس قلعے مین
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے
تمام در بند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام نور جگیدۂ خالص قدرت طلسم کشا پر
ہوئین لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر گمیل شہرت مرصع پوش سب حال اسنے
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن
طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملک
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کرکے انکو رخصت کر دونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برلے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی
نے جو بہن کو دیکھا جل گیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطر داری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر

کرتی ہوئی پیچھے ہٹکر ایک گولہ اسم سحر پڑھکر مارا کہ کئی سو ساحرون کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ حقیر جانکر سر آپڑا دو چار وار آپس مین دو وقع
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر تیغہ مارا کہ دونون پانون اجلال کے اُڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعد بن
قباد کو ملکہ نوبہار نے جاکر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہوکر آئے اُنکو لیکر چلا یہان مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ انکار کرتے ہین مگر
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اُسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پایۂ
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اُڑاتی ہوئی لے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اُسوقت پہونچا کہ اُسنے آکر
دیکھا لاشۂ میمون اور جیحون خاک و خون مین غلطان پڑا ہے قید خانہ لٹا پڑا ہے آگے قید خانے
کے لالہ زار کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر مین نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہین غل مچا رہے
ہین اغلال نے آکر اُنپر سے سحر اُتارا جب اُنکو افاقہ ہوا تو اُنسے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصے مین کانپنے لگا کہا یارو اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کردی نوبہار بھی اُنھین کے ساتھ گئین اغلال نے کہا مین ابھی اُسکے بھائی گلزار جادو
کو نامہ لکھتا ہون وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت
مین آکر اُسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتین کرکے یہ دھوکا دیا مین نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ کو
قتل سے کیون روکتی ہے مراد اُسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحرون مین یہ لیاقت نہ تھی کہ اُسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلاے
روزگار ہے یہ کہکے پلٹا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہین کرتا اُسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ اے گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اُسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کرا لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

شربتِ مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم — تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو[گیا]
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر — قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو[گیا]
ہو مشبک بسکہ روتے روتے چشم ای ماہرو — شب جو اشک آیا سو اک عقدِ ثریا [ہوگیا]
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی — آج باطل سارے اُستادونکا دعوا [ہوگیا]

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے
او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا
تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جا[ؤن]
یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش
آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچ[ا]
پکار کر آواز دی او نامبارک بندہ ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل
ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا
دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آ گئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمو[ن]
نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا چلّو مین لیا لشکر پر میمون کے پھ[ینکا]
کئی سو ساحر جلکر خاک ہوئے قضائے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ
کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آوا[ز]
سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت رستم شک[ن]
اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساح[رہ]
حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشا[ہ]
لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے
کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہی بادشاہ کو بنگاہ محبت
دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن او[ر]
صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا
معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

ہر ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُنھی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خواہ سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہر طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی وا ے نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا ٭ لو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہو گیا
گو جبا دے پر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا ٭ پر ہمارا بھی تو مر جانا تماشا ہو گیا
کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے ٭ جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا
مرگ سے بھی زندگی کی آس سو جاتی رہی ٭ کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہاے داغ ٭ بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا
چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے ٭ پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
روز محشر کیا ہوا پھر کیون شب دیجور ہی ٭ کیا ہمارا نامۂ اعمال کچھ وا ہو گیا
بیوفائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان ٭ ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا
جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی ٭ مفت ایس بلوے مین شبخون تمنا ہو گیا
ہٹ گیا ہو گا دو پٹہ منھ سے سوتے مین کہین ٭ شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا
لگ گئی چپ مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین ٭ کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

قدرت کو بلائیے میمون ناچتا ہوا چنہ قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے
اور سپاہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیر
خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی
کوتوال وغیرہ طلاے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کر
تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو چا
قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہو اور نہ کاٹے سے کٹتا ہوا تو فیروزہ حیرا
ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہر چند چاہتا ہو کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکال
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہو کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہو کہ ای فیروزہ
ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہو یہ قفل نہین کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیر
دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سُرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہو فیروزہ
کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو ان سب کو کسنے بیہوش
کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہو راہبر یا رہزن
ہو دل کو تھہر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس
شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا
مگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہہ
نوبہار طاؤس سے اُتریں آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے کچھ
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بیہوش کیا یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹیں
نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز ر
طلایہ دیتا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی ت
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ لنگلون سے بادشاہ کی خون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی پڑھ
عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھ
نگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

یا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے
تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے
بڑی آبادی ہی اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبیٰ ہی اسی کے
شوق مین شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی
دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور کھوب گاتا ہون
ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھایا اُسے اوندھا
کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔ نظم

اجل جان بلب تیرے شیون سے ہی — یہ نادم مرے زود کشتن سے ہی
وہ بدخواہ مجھسا تو سمجھا نہین — عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی
یہ پردہ نہ ہو نیش زنبور کا — مشبک مرا سینہ چلون سے ہی
مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر — کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی
جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین — گلہ نالۂ آتش زنگن سے ہی
شب غم موے شمع کو دیکھکر — ہمین خجلت اُس شوخ بدظن سے ہی
مرا خون کیا بار گردن ہوا — کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہی
کھلائے نہ کیون سرمہ گوسالہ کو — خجل سامری چشم پرفن سے ہی
جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے — کدورت عبث فکر مدفن سے ہی
نئی کچھ نہین اپنی جانبازیان — یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی
بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین — عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی
دل مومن آتشکدہ کیون بنے — لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے
باتین کر رہے ہین چھچھون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے
کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان
شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے بڑھکر کہا آپ

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہو اغلال نے ح
دیا کہ میخانے سے لیلو جیحون نے آکر میخانے سے تبلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدو
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا مگر بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہو جان تک بد دیتے ہین مگر آج دن کی رات ہوگئی دو داؤ
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہو اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناغہ نہین جا
جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہ
کہا حکم ہوتا ہو جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤن
اگر لڑ گئے تو سارے جوے کو ویران کر دینگے ہمسے کیا کوئی کھیل سکتا ہو جیحون نے
یہ تبلہ اٹھالو شہدے نے تبلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہو راہ مین ا
مقام پر ٹھوکر لی تبلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضو
اسے روشن کرلائیے اسی ہارنے کی جھجل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ
جوے والے میرے بدنے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میان شہدے صاحب تمھ
ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہو اسی مین ہمارا
ہوتی ہو جوے پر رہتے ہین جواریون سے تو جے کے داؤن بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ا
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جاکے لڑا دیتے ہین لمبا جگ بد
ہین جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنالین گے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حا
سے رہتے ہین جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے تبلہ کھولا اسمین بیہوشی ملائی ا
عرصے مین جیحون روشنی لیکر آیا تبلہ اٹھاکر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے سا
قیدخانے پر آیا شہدے نے تبلہ رکھدیا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا ان سب
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہو کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہو جیحون نے کہا میا
شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی
گن تو پیٹ مین بھرے ہین فقط منہ سے بو آنا چاہیے مجھکو تو ندی بھی آتی ہو آپ لوگون
خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جائینگے جو کچھ آپ لوگون سے

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا
نہال ہوگیا بحال ہوا کہا اے ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہے ایک دن ایک رات کیسا جبتک کہیے قید
رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے
صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا
مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بنادون کہ اگر
قریب دیوار کے آئین تو دب جائین مہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر
قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا اے شہریار اب نہ گھبرائیے گا مین نے آپکی رہائی
کی تدبیر تو کرلی ہے ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ
کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہے خوب باتین راز و نیاز کی کین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال
نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہے حکم دیا اے میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجاکر قید کرلیکن
بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین
آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھاکے
خود بیٹھا ہے حکم ہے کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور
سے انتظام کررہا ہے اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
آگے بڑھکر انتظام کردیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے
جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین
ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے
خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہے عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہر جنس
ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا اشتہار بھی چسپان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی
مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہے کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہین
مین کس نقرے سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی اے برادر جیحون دردولت
شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بمشقت ہمنے کاٹا اب رات کو
حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سُنکر چلا دردولت شاہی پر آیا

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا منتین کرنے لگا کہتا ہو کہ ملکہ عالم ایکی مرتبہ تو نوش
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہو یہ بیماری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہو
ای قمر شیر ژیان سے بھی خوف آئے مجھے

درد سے بھی نہین ہو سکتی ہو غمخواری دل
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
صف ماتم نہ بچھی پھر عزاداری دل
اسد اللہ رسا گر ہو مددگاری دل

نوبہار نے کہا ای اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ
نہ کرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہو مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی
اغلال منتین کرتا ہو کہ ای ملکہ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لا
سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہو دل نوبہار کا طرف شاہ
رجوع ہو دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نو
بھی مسکرا دیتی ہو سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا
ہو بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہو کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون
ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہو کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پانو
ہو تین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت مبہوت پایا کہا ای اغلال اب مین
اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک
نے فتح کیے مقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہو اغلال نے کہا ای ملکہ عالم اب آپ
بخوبی پہچانا مقناطیس دمشکبار اسیر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل
کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تا
کرو اسکو قتل کرکے بہت پچتاؤ گے کیونکر جان بچاؤ گے طلسم کشا اسکا چچا ہو وہ خبر سنتے
تمہارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید
مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمبر مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک
صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکے

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے
دیکھا ایک جوان رعنا غفغص گردن بلند بالا تنومند درشت جنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول وحزین کرتا شبخوابی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے
مسلسل ومطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر- فرد- اس ملگجی پوشاک
بسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی اوالا کہ بناوٹ کے برا ہی نوبہار جمال بیتال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی
کہا کہ کیون سیان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا
ار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے
کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ
ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے
اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین
کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین
کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی
کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت
مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اُسیر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلمین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پر جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے
مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے
لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود
اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے
نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت
منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ
اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت
نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

گاہ از حق زبان نمی بندد | ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت | ہر کہ پابند بر شریعت نیست
با دگر کس نمی کند الفت | ہر کہ وابستۂ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد | ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق | ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید را ز ہر صورت | پیش دیدہ ظہور صورت نیست
ہر مین و زبان ندارد کار | ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد | ہم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلاک بلاک کر دعائین مانگ رہے ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذر
ہی اغلال نشے مین بیٹھا جھوم رہا ہی کہ ایک ٹکڑہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول
ہوے ہوا ٹھنڈھی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے
اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوے دیکھا یا تو غم میں نہ وجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر
دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا ملکہ نو بہار رنگین پوش آتی ہین شاید شب ماہ مین برا
سیر نکل آئین گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز
ای ملکۂ عالم و دو شہنشاہ خوبی و ای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی ا
مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آ کے پھٹا بیچ مین سے شق ہوا باد
نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریائین پھولون کے غوطہ مارے جوڑا گلبد
زیب جسم ابروے خمدار کھینچے ہوے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھ
رشک دیدۂ غزال دونون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین بد
رشک چمن سروقد خورشید رخسار چند کنیزین گرد گھیرے ہوے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہو
وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیون خ
ہی ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہان گئین تُنے ہمکو کیون بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک
ہوتا ہی اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خدا و ند ہفت پیکر نے اُنکو بلا

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نوجوان اور ایسی ہوشیار کہ سقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھانسا یا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ مین آیا کنیزون سے کہا یہین لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اُسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گائیون کو لاؤ گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اُٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا
رحم اُسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا

اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین
لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

ناکامیون مین تمنے جو تشبیہ مجھسے دی
شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا

ہم چارہ گر کو یون ہی پنہائینگے بیڑیان
قابو مین اپنے گروہ پریزاد آگیا

دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا

وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے
ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا

تھے بیگناہ جرائت پابوس تھی ضرور
کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا

جب ہو چکا یقین کہ نہین طاقت وصال
دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا

ذکر شراب و حور کلام خدا مین دیکھ
مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دُردِ شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی فرماتے ہین کیون اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر مین نہین ہے کیا ساغر عمر میرا لبریز ہو! اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے نظم

گاہ در دل خیال وحدت نشست
گاہ در دیدہ نور کثرت نشست

بر رہِ حق قدم نہد ثابت
ہر کہ او رہرو طریقت نشست

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے در
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خا
نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار رہی پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے اجلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشا
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب
جو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پہ آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھ
بیترہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یار
ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقنا طیس یہ خبر سنکر آئی کہا
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید اُنکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جا
ہفت پیکر تو اُنکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ بانہا سے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آ
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑ
پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای شہریار اتنا
شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چھپان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضہ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو
کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قتل
اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پٹے کل
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈھورا
اشتہار چھپان ہو گئے ہر شخص کو خبر ہو گئی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو کے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین ہین وہی پیٹتی خاک
اڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو واسطے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت
خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے
ہوے آئے عرض کی اے شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین
اسوقت قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے کہتا ہوا
اٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہے یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہے کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین اے ملکۂ عالم اٹھیے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہے وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی
اے نسترن وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہے تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین
کہتی ہین اے شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجا یہ سنکر اغلال نے اپنے کو
گرادیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہے کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس
نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اے حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین
کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہ ہاے کوہ مین تھے آواز سنکر
جب نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا چاہا تھا عیار کو قتل کرین سقناطیس ایسی ساحرہ
اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین
آیا عیار اسکا اجلال تیزرو دربار مین بیٹھا تھا کہا اے اجلال سُنتا تو ہے کہ مین برباد ہو گیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے باندھے عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پایگاہ

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد | بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسو
بکن براہ خدا خرچ مال و زر ہندی | بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسو

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی
ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہی کو
منھ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا
زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہی مگر جس حجرے مین سب
سردار بند تھے مہنے سے زلزلہ کے اُسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیا
ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون
بیچ مین ہی کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال
کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اُتار کر
پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مرکر گرین چند کنیزوان
بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اُٹھا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ
کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردا
کو ساتھ لیا پہاڑ سے اُتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے
کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہی بادشاہ خوش ہوکر بار
نکل آئے اپنے سردارون کو جو آتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردار
کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہی حضور نے بڑ
جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے اد
کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ تو ای
تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی
سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہلکا
یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی کمیدان سالار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور
خود بخود دل مین ہوا ے اُلفت ہفت پیکر پیدا ہوگئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا اے آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہو قلب خود بخود ناصبور ہی اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلوے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پانوٗن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہو مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اسنے کیونکر جان بچتی ہو بلبلا کر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہو نظم

نکرد بندگی این بندهٔ خدا افسوس — ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی — بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
برای بندگی آمد درین جہان لیکن — نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین یا بہ اکارے — نماند بار از رہ غفلت بانہا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش — قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم — برآستان خداوند کبریا افسوس
برنج و درد و الم ماند در جہان تاماند — چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد — چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہی ایسا نہو یہ سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کرین
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر
جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہی مگر
کیونکر جاؤن ایسا نہ ہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد مین پھر کر آخر سامنے کوہ
ایک نخل ہی اُسکے سائے مین بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین
جاکے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوے ایک ہاتھ مین
دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہی سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا
تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہی اُس ساحر نے جواب
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جاکر تین دن
لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم
تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور باتون
لگا با حباب مار کر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جاے اُسے
ایک گوشے مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار
شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالاے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہی ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی
ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکہ
راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی لے رہی تھی
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیون دل جو دھڑکا رُک
دل مین کہتی ہی راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین ہین
نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین مرادمند لوگ جمع ہوتے ہین
کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت
دختر کمیل جاکر شریک ہوگئین مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فار و قیر
فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہی کہ بالاے کوہ آئین قدرت تدبیر

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آگے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہو مقناطیس جاکر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین
سلام مگر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹائے پُشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
ماروں کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ
پانون مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے بلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرا دین گے ورنہ خراب رہوگی یہ سُنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین
لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے
مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلائے بلا ہوئین
کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اُسنے کہا کہ اب مین آپ سے
رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف
پہاڑ کے جاتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
کمال کر رہا ہی یہ لوگ پیرے روکے سے نہ رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
کہ رہے ہیں کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی مزہ نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو	یہ دندان ہین یا گوہر آبدار
کہ ہو جان عاشق کی جنبش	
شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے	نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہروان منازل جرأت وشوکت وطی کنندگان راہ پرہول صحرائے مشقت اس داستان
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین یشعر مصنف۔ مرصع نگار فصاحت مقال + چنین می نگارد وزکلک
خیال + لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہو یہی خیال ہو کہ مین بادشاہ لشکر ہون یشوکت
تمام جاکر صاحبقران سے ملون قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ
جسکو قلعہ جھلیل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلہ سحر سازہ ہو ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس
جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین اُسنے عرضی اُسنے ہفت
کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجالاؤن وہان سے جواب آیا کہ اے زلزلہ
جاکر زمین کو ہلادے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہوکر آوارہ ہو جائے زلزلہ
یہ جواب پاکر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا
کرنے لگی بہ جوش وخروش سحر کر رہی ہو بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک
جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت
کہاں ہو مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پہ ہو اور میلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ
کہ رہی ہو کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی
نے پوچھا کہاں چلین کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہو
بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس
نہ روکیں ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہو زبان مین لکنت
اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہو بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہمنے تمھے
آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی جھولی سحر کی دہین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکل طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار اُ
سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جاکے غائب ہوئی مشکبار حیران
وپریشان کہ یہ کیا ماجرا ہو اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اُسی کے سحر نے مقناطیس

تی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب صدا
وقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی
ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خبر گت کرے اُسی وقت
ک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتین ہوئین دونون آپس
صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اُترے ہین عیوق
بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

و کلمۂ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام
زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقیا ساغر زر فشان
منظور ہی ہو وے جلسے مین تو
ے جمع رندان میکش یہان
ی دل کا مطلب یہی مدعا
تھا ابر ہی زور سے شور سے
ے آج آنے کا ہو انتظار
تے ہین میخوار تیرے لیے
عا آج میکش کو جلسے مین جوش
کوئی دم ساغر اے دلربا
ی آمد آمد کی حسرت مین ہون
اہی کو ظلمات سے دون مثال
ستر سے مشابہ کرون
کلک قدرت سے دیکھے مثا

کہ منظور ہے طبع کا امتحان
پلا اپنے ہاتھون سے ہمکو شراب
مرے ساقی بادہ کش مہربان
کہ جلسے مین تو اور میخوار ہون
تری مہر سے آج جلسے ہوے
نہالان گلزار کو وجد ہی
اسی شوق مین ہمنے جلسے کیے
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہین یا سنبل پیچدار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہون قد کو مین سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع پھر دل کا یہ پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد ہی
مرے ساقی مہروش بادہ نوش
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رُخ خوب کو ماہ تابان لکھون
کہ ہی قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہون غنچۂ آرزو

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکلگئی کنیزین جو سا
اُنکو گھبر کر جہلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی مر
کنیز زہرہ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہی
بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہونچے جب کلاہ ہفت گ
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پانون زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک
نکلگئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر چلے گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رست
لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتا
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار زہرہ مکر کر کے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کو وہ زنگا
پر ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے
عرض کرتی ہو کہ خداوندا مین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا
سے آواز آئی کہ ای زہرہ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے
اُسکو ممکن ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحرائے محیط مین پہونچائیں یہ تو انکو ثابت ہ
لوح قصر معلق مین ہو وہان کوئی جا نہین سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلوادیگی عیار طلسم کشا کا مقام
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بمقدمہ تباہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت
ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہان جا کر
کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہے تو بھی وہان چلنا زہر
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشاں
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندا مین نے اپنی آنکھون سے د
طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدا سے

جہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آوازین سوز و گداز ہی کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہی وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے
ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر نہین
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلوہاے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہی ساعت
دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہی سرداران رستم
بیتاب ہوکر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ اِن نازنینان مہ جبین کو آپ قتل
فرمایئے لیکن جہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ اِن مکارون کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے
کہہ رہی ہے کیا ہین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہی آسم
پڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے اِن
تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو موجود ہون مگر اِن تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا اب سحر تاثیر نہین کرتا اب تو اپنے کو بچا یہ سُنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ ہے
پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچایا اے شہریار بانی اِن آفتون کی
اُڑا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارہ سحری
ٹوٹتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جا کر

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقا
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا یا یہ گل ہی اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی
رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سمک نیچہ پکڑ کر قر
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھ
چلی تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیے
اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر
دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بہاری پہنے ہوے پشت
سکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین سبھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن مین کون آتا ہی
میری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کر لے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہی
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہین سماتا ہی
دل دیا تو ایک کا فر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہی
کو بکو دربدر پھراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے
قافلہ روز یان سے جاتا ہی

دیکھون طالع کی اب رسائی
دیکھیے کیا خدا دکھاتا
رو کے کرتا ہون عرض حال
خضر رستا کسے بتاتا
شاہ راہِ عدم کا حال
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا
تم بھی سوے عدم چلو ای

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا تھر تھر کانپنے لگی
قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی اے شہرت ہوش
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ
سُرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو سحر اسے پیدا ہوئی تھین او
غزلین گا رہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھین اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین
کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہی وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہی بیکار ہو

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہو کہ مین نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہو اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہو
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہو گیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہو کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہو از ہوش ربا تا نورافشان
عیاریان کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہو برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہو اور قتل ہونے سے بچا تو بادا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس ناعیار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرینگے مین سمک کو گرفتار کرلاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دوسی جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہو پکارتا ہو اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی یہ
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار ہلاک ہوے ہین دعائین پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا با شیدائی کا فران بیحیا واے نابکاران بد غانم رستم
پیل تن نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم نقیب + دیگر - علمشاہ روی
شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم ذکیشم نامور پہلوان + نہال گلستان
صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑائے ہوے آتا ہو اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر
دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑا کر لشکر کفار پر آپڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر نہال ہو گئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہو سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کر کے
نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا پا بہ گل ہوا رستم نے اول سو زن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب وجھلال

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بہ
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم مہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آ
کہ ای برق ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہوجائین دماغ پر اُسکے
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ در وغن عیاری کا لگاکر زہرہ کی شکل بنا پردہ اُٹھا
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی با
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون ای گیسو
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالو
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی مہلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھپٹ کے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پو
ای سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوگ
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے پٹی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا مارد یا کہ زہ
کی آنکھ کھُلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہی ای ملکہ عا
جلد اُٹھیے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار ا
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اُڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو پھنسا رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے لعنت اللہ

گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای لولی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی صحرای ویران سے کئی ہزار کوس ہی رہروی کر کے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جا اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہین اُس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز و بندہ نواز ہی اگر اُسکی نظر رحمت ہو جاے تو کیا بڑی بات ہی

نظم

بہر ہر بیکس بعالم نیست کس	جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا	راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہرچہ ہست اندر جہان گردد فنا	جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش	یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست	بگذرد چون وقت ناید باز بس
تارک دنیای دون یابد خلاص	از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلای نفس ہندی مبتلاست	یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہی وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مُہر کو آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علٰحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہی ای زہرہ تو نے بڑا کار نمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہی پہونچتا ہی جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہی ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا ای زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

خبر دریافت ہوئی شکر ہی کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ ای شہریار یہ اُسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جا کے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیاری
میدان خونی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہی کہ وقت پر پہونچیے اور اگر عرصہ
کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پائیے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی سب سے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اُسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جس وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حائل کر
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اُٹھی پہلے صبح کو بھیرویں گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیوں کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ
کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ
جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے باندھے ہین یہ اس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ ہم
کا سامنا ہی سمجھے تھے ساز ندون مین ملکر خراب بناؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہی جب
اسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لاڈلے نام ہے میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سمک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار
تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائن سے سامنا ہی دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سمک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور
باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا
کیا بیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سمک کا بلٹے کے نہ آنا باعث خرابی
ہی دلکو بیتابی ہی سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرائے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا اے شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کردیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اُڑایا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پانون اُکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اُٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادکرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہے اے شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

رستم نے جلدی کرکے نیزہ کبود اژدر چشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان
بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی
تلوار بار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارابے نکل گئے خبردار خبرد
کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھادی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست
رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑادیے سر پر گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا
بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی سانڈ والے جو قتل
ہو رہے ہین رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارابے نکل گئے نہین معلوم
سردار ہمارے کہان پہونچے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لائق اعزاز و سربلندی هست — بخاک عجز بسر انکسار دارد پست
هر آنکه دل بخدا از همه تعلق بست — بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست
نمود ترک تعلق هر آنکه در دنیا — خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گره کشاد بعالم ز کار سر بسته — هر آنکه رشتهٔ بسر رشتهٔ محبت بست
ببرد هرکه بزندان حرص دنیا ماند — ببرد جان بسلامت هر آنکه بیرون جست
چه نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز — مده تو این همه سرمایه رایگان از دست
بلوح دهر همان نقش میشود تحریر — نوشت خامهٔ قدرت هر آنچه روز الست
کمر برای سفر بند زین سرا برخیز — که نیست بهر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظهور ذات خداست — وجود نیستی و هستی از وجودش هست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد — خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود هنگامی — که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے
افسر اعلیٰ کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہو
ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آ رہے ہین رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین سمکو
بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارون کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانبا

ان بھی قسمت نے لبِ خشک ہونے دیے تر
آ کے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
س ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہے بنا
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساقی بادۂ اُلفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

س رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے
سان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے
ھا سمجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے
ھارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہے اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو
دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہے ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا
قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے
س کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما
برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اتو محفل مین ظاہر ہوا کہ عیار طلسم کشا ہے دیکھیے کسطور سے
ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر
دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جاکر گرفتار
رین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس
سازندے کو لیے ہوے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ
ئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درندہ کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہے حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش
ہا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہے عیاری انکی مثل کرامات ہے
باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ
ے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صبا جو حکم خداوند آگیا کہ
ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجاے قدرت کو عیار کے
گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہے کہ یہ فرزند عمرو ہے ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے
زہرہ مسند پہ بیٹھی ہے کنیزین داربن استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین گنج باغ سے
لشکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر رستم کبود اژدر حشیم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہے

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ بٹھرا سمک نے قریب جاکر اُسکو حباب مار کھینچکر کنارے
ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ ہولیا اُس کوہ کو طی کر کے سامنے
باغ دکھائی دیا چند کنیزین در باغ پر کھڑی تھین پکار کر آواز دی ای شاہد نوعروس تو نے
بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آتی
اُن کنیزون سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیون کو
کنیزون نے قیدیون کو ارابے سے اتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سرزنجیر
قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سمک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ
ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناور
کر رہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہو تلوارین چل رہی ہین ایک جانب چمنہاے طرح
گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی
ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے جبوترے پر فرش
بچھا ہو وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سمک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین
آ بیٹھا کنیزون نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندون کو
اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے
سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے۔ نظم

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم	پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان	صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے	غم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے	مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم
چلین سے واہمن دایہ مین کبھی سوئے نہ کبھی	روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم
بے قضا کے نہین ہوتا کوئی بیونا۔ زمین +	روکین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم
عاشقوان ہین ترے ہم بھی ہین ازل سے اک دوست	تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین بر نام سے ہم

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سماک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سماک پلاراقی نکلا یہان زہرۂ فلک نے اُن سب سردارون کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم جب ارابے آئے اُن ارابون پر سب سردارون کو سوار کیا آپ ڈولیون مین
سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوے ہین ارا
گڑ اتے ہوے جاتے ہین سماک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون
مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اُٹھ گئین اب وہ مقامات خالی ہین سماک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہین سماک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارون کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار
ہوے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیر خواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہین
آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرین کہ پہلوے صحرا سے گرد
اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہین سے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکلجاؤن کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
رکیبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ مین گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود کو چھوڑ کر فوج والون
کے پاؤن جنگ مغلوبہ مین جا کر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہے سماک پلداقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالتے ہوے جاتے ہین ایک سازندے
سماک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ مین لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون گا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو چھینٹے — جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذبِ الفت تمھین کھینچ لایا — اثر کچھ ہوا دل مین بارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون — نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
ق
ہوا اب تو بے پردہ رازِ محبت — چھپا کب چھپائے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسّم تکلّم — سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون — نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
مہِ حسن کی کیا ہوئین وہ نگین — نگینے رنار نے سب اُتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل
کہا اے نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بےچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائین اُس نا
نے کہا اے شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہے آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے
اُسکی ملاقات کراؤ یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا بوا مین ضرور اُن سب کے د
کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربارِ طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی ا
مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا
یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آ
آفتاب و مہلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گ
کہا اے شہرت تمسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت
جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹا
دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین
شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا اے شہرت تمھاری زبان
سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے زبان مین سوزن دی مہلال وغیرہ نے
ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار

طلسم کشا مین آئی عرض کی ای شہریار لوہی فلک یا زہرۂ فلک کہیے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر مین
اق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہی اُسمین قید ہین یہ جانتی ہون
سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر جانتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوے
ومین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کرلیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو ای سماک اسکا
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہی یہ سردار
قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سپر ایسا ساحر
لال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین
پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی اہل بازار نے
ن کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو
سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آگے دیکھا ایک خیمہ زربفتی استادہ ہی
ور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہی شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت
ے آنکھ ملاکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہی ایک چیز پینے اسوقت تک شہرت کے
ش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنا یا کرتے ہین
طے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
ست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے
ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے — بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے — نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے حور و پری کو — جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے — مری زندگی ہے سہارے تمھارے
تو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق — خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے
چلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو + — سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

سُنکر گھبرائی جواب دیا اس قید خانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام سے
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جا کے دیکھ لینگے
اسطرح جلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون
کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قید خانہ کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جا
سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھپا کے
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر
اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر
ہوا جو کہو وہ بجالاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال
آفتاب وغیرہ مجلس سردار مسلسل مطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم
اُنکے پاس جا کے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر حشیم سے کہا بہت
رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے حبت کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے
یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا تو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کمی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا
سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آ
ہو مخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے
ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جا
دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سُنکے غائب
نے دونون بازوُن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز
دی ای غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا ویکھکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید
ہون ورنہ بُرے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی اول

نامی اور چند کمیدان ورسالدار غائب ہوے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے مین آئے ہین نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کررہی ہین آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گارہا ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہین آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال مین ہی کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کرون پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لون یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجارہے
ہین ایک مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگارہی ہی
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤن مگر صداے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہین آپ جو دم بھر بیٹھین گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے مین آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار مین جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
ورسالدار یہی نہین آئے فرمایا ای شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس نہ آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہی خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر مین آئی ہین جو کمیدان ورسالدار اُنکے خیمے مین جاتا ہی پھر
واپس نہین آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ
حضور تامل کرین مین بخوبی دریافت کرکے آتی ہون شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزون سے کہا تم اپنے اپنے خیمون مین جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ مین اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان مین آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلون لیکن
سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای ماہی سحر یہ قیدخانۂ زہرۂ فلک ہی یہان نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدموں کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان مہ جبین با[illegible]
کوہ آئین خاک پاے تصویر لیکر زبان پر رکھی سب اٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون
مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہ[illegible]
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے سرخیل جو جائیگی فتن[illegible]
برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اُسی مقام پر اُترا ہوا ہے یہ طوائفین لشکر مین آ ترین [illegible]
اُٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالہ دار صدر [illegible]
لشکر جو آئے بلا تکلف اسکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا [illegible]
ہے یہان تو بھیروین گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہی
گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہے خدمتگارون نے
عرض کی کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی
اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے
مین چلا گیا خیمے مین جاکر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین
بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی
خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے اے آفتاب ذرا جاکر دریافت
کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہے جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین
نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین
آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو
نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکۂ عالم دیکھا تمنے
آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ اے شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہے آفتاب و جہلال [illegible]

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہو آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہو اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہو کوئی خیمہ استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آ کر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہو خزان کی — عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوش آئی ہو اُنھین اب وضع بانکی — کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا — یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے — کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تنِ خاکی سے نکلے بھی کہین روح — پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا — نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے — عبث تقلید کی زلفِ بتان کی
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے — چھٹی ہو سیر مجھسے لامکان کی
اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری — لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شب فرقت مین نیند آتی ہو کسکو — شکایت تا سحر ہو آسمان کی
نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی — اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر اسمین جھولے — ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
دماغ جان کیا تازہ صبا نے — جو وا دہ کاکل عنبر فشان کی
ہر اک بوسے نے جانِ تازہ بخشی — کرون کس منھ سے تعریف اُس دہان کی
جو کیفیت اُٹھایا چاہو اے رند — تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی اے ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ جسطرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ ملیگا آج سے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو
کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہو ا
انقلاب ہو تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کر
بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار رہے ہین
دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آ
ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے
اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کا
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چباچبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے
اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھایا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی
برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر کمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیقباد نے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیدا
عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اُسکے بیداد سرکش کو موت آ
یہان آکر کیقباد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول ہنسے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سے
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

ا ای بیداد جاؤ سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا
ہا گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
ہ ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آوازہ آ رہی ہی کشتی مرا نام من
اد سرکش بود کیاد جھپٹ کر چمن مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد
ش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی ای سرخیل یہ کیا کیا تونے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل
ہار گلے سے اُتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا
ان بھاگا جاتا ہی تونے مکر کرکے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیاد
اگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش مین آنکھیں اُبلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن مین
اخدمت مین قدرت کی جاؤن شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کو
گار رنگ بہ تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزین سیر صحرا کر رہا ہی کہ
بھا سنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند اپنے بندے
ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کوہ پر آکر کیاد اُترا چاہتا ہی
اکر پاس ہفت پیکر کے جاؤن کہ بوے خوش دماغ مین آئی سب مست ہوگئے کنیزین ہفت پیکر
جھومنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
ن نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا
ک کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤن زمین نے
ام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک سٹرا کا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
ی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا
ر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین
ب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لینا لینا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی ای اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا
دی بدعت پر کمر باندھی ہی میرے سامنے آ کر کیاد کو مارا کچھ ما بدولت کا خیال نہ کیا ارے

سرخیل نے کہا او مکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اٹھا سرخیل نے
کا مالا گلے سے اتارا ایک سترا کا ہار موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر
پھٹ گیا کیاد بدباطن کہ اسم بامسمے ہے شیون کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر
اسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہے ایسا نہ ہو مین اسپر سحر کرون الٹا میرے گلے پڑ
مشکل کی بات ہے خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان
دمرغان ہوا اسکے حال پر روئین او مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اڑ گئی کیاد نے ہاتھ
لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چہار طرف سے حلقہ ہاے کمند مارے کہ سرخیل
بے بس ہوگئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور
گلے سے اتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہے کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جاکر عرض کرونگا پھر جیسا حکم
وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین
باغ ویران مین لیکر آیا کیاد کا سپہ سالار بیداد سرکش اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اسنے قفس کو اسمین لٹکا دیا رات کو کیاد نے بیداد
کہا اسکو جاکر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا اے سرخیل اگر تو مجھکو قبول
کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کردون سرخیل نے کہا اے بیداد تجھکو معلوم ہے کہ وہ ہار کیاد نے
کہان رکھا ہے اسی پر ہار جیت ہے بیداد نے کہا اسکی جھولی مین ہے اگر کہیے تو مین نکال لاؤن
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرہانے
کیاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین
پہنادیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش

ر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار اسرخیل کے گلے مین
الدیا ہتو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُنکے قبضے مین ہی کہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و
مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
ین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو برائے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا اِی شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بہ صورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے
کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اِی سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین
بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اِی سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے
وہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصے
ن طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر
سکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی
ا سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو
الیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف وکرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے
ین تمنے قدرت کو کیون بُرا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹھا
عوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشت کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر
کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیاد جادو بھائی
میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون
ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی

یہان تک یہ غزل سمک نے گائی سپارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہے
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گھما گھمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوے انتظام کرتا پھرتا ہو اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لاکر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اٹھا ہو کہ اتنے مین سرخیل
نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھککر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آپ
تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن مین لائی بیہوش
کر کے اسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی
ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سب نے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین
کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سمک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچانا یہ بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہو عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر چہرہ سے اترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا
کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہو قدرت نے برائے
گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کر کے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ زنگار رنگ پر تہلکہ ڈالدے

ہو گا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی بی مغرور کو اُٹھائے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمائیے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سمک کو گوائیے ملکہ مغرور نے کہا ای سمک کچھ گاؤ سب تمہارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اُسسے یہ بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

ای زنار شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اُس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا

ٹھنڈائی دی نسیم نے میرے مزار پر
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا

کہین عاشقون سے اتنی ترش روئیان بھلا
شیرین لبون کے جھروں سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

برباد کرکے خاک مین مجھکو ملا چکا
اب تو غبار دل سے ترے ای فلک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو زندہ دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جبدم چٹک گیا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش میٹھا ہو کہتا ہو میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو گیا خولبعورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرار ہو
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پیما جہانگیر آ کے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جاکر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا
کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اسنے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا کیسا
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا
طرف صحرای محیط کے جانے کا ارادہ ہو کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارے
کہا کیون جہانگیر نور چکیدۂ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر
کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہین تیار
تا بہ صحرای محیط پہونچا ئینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہو سکتا ہو کہ مغرور شیرین کلام
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا عیار یا سردار
پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہو کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ
نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کیسے
سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آلبس مین ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا کبھی
طرف صحرای محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند
لنے آواز دی تُو اسرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھر تھرا
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یا
فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور چکیدۂ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ خبر یک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہو کمیل جادو اُسکو بہت
مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچا دے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور
اُٹھالا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

کرینگے ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتیں ہجر کی کیسا ستائینگی نیند
کاہے کو آئیگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکۂ عالم اس فکر میں کئی سال مجھکو
گذر چکے ہیں اب اس صحرا میں پہونچا تھا جہاں سے لوح قریب ہے مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارا جاتا فاروق کا بہت نگوڑا
ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازے پر باغ کے بلوہ ہوا محلدار
دوڑتی ہوئی آئی عرض کی اے شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہے کہ آقا پاس ترزرک کے گئے تو وہ کہتا ہوا
آتا ہے کہ میں بھی ترزرک لونگا کئی کنیزوں کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رُکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہے ایک کنیز کو بغل میں دبائے ہوئے
اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہے اور کنیزیں بھاگی ہوئی آتی ہیں اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیوں آقاے سرخ تو فرزرک کو پکڑ بیٹھا ہے اور ہم اکیلے
اپنے مقام پر رہیں رستم نے دوڑ کر ہاتھ تھاما دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ منتیں کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگیں کہتی ہیں کہ حضور
اسکو نکالدیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہاں ہے ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنوں کو مار ڈالے
ایسا بیخوف لڑتا ہے کہ بالکل پاس نہیں کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوئے ملکہ شہرت
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلیں بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب
تامل بہتر نہیں سرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہے کہ طرف صحراے محیط کے جائیں اور لوح کو
حصول کریں لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر میں آنا دشوار ہے ہفت پیکر خوشی کر رہا
ہے کہتا ہے اے بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر میں نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ میں نے سنا ہے لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

تمہارا موجود ہو اتبو شریر مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا جو بد
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق جو بدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شریر مردم در
جو بدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھا ے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فارو
لڑ ٹین دوسری جو بدست اُس شریر نے ماری کہ جو بدست سر پر فاروق کے پڑی
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لاخون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مار کر
فوج پر جا پڑا وہ چوبیتین مارین کہ فوج سے فریاد والغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز د
اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل وجان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈ اطرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کو
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے
تھاما ایک ہکہ مارا کہ مع نرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر گرا اور پہاڑ بن
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کر
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو زور
اُنسے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اژد
سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آجکی جنگ
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ نام
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی لو ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئیں رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب
چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاؤنگا برلے شکار آیا تھا ان
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق
جاروق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملا

ر آکے دیکھا عیوق و جاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین
ر آفتاب و ہلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت باک باک گئے
ہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب
ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین
نے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مرکر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق و جاروق کے مصروف
ے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو منھ مین لیلون
نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا
وق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ
ب کے مرجاتے رستم ان چھون کو ساتھ لیکر بیرون درۂ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم
پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر چاہا پڑا تلوار کے سائے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس
ھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے
کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغے لیے گرد
ے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اُسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق
لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہو یہ ریل کرکے دوڑتے ہین فاروق جان لڑائے
رہا ہو سب لشکر والے ساکت ہوکر تماشائے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمع ہوے
شہ دیکھ رہے ہین قضائے کار شریر مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو بدست
تا ہوا بیچ مین بچا ند پڑا کہا آقا آپ چھوڑ دین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہرچند کہتے ہین
برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہو آقا ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نہ مانا تو ناچار ہوا منھ پھیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے
روق یہ وہی دیوانہ ہو جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا
نے اسکی چوبدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
ن سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون روتے ہو یہ حریف

کہ زرہ وغیرہ نوچ لون رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا بھ
گئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرون کو مار کر رستم گھوڑے سے
تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب
عجیب وغریب سر نکالے ہوئے کبھی سر کے بال نوچکر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہ
ہنستی ہی یہ قینن رستم پر گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درۂ کوہ مین گھس گئے ہاتھ
کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کرلیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ
زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر
رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھین تو میری آنکے صیاد کے

بلند وپست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گو

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
یہ چلی آئی امامت جسطرح آل پیمب

پری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چننے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگ

بجائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو
یہ قدرت کیا نہین واعظ تسیم حوض ک

خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک

شہادت کے لیے کافی ہی خون دامن قاتل
نہین حاجت گواہون کی ہمارے خون

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض ک

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی
زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خ

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چ

مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور می مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرنے ہی سا

پھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے رشک
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دا

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازے کا

چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ
زہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اُسکی اُف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
رسے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی اے فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق سے
عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی اے
اق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہے بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
نے دیکھا گئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
روق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیں ان نے آواز دی اے جاروق کہان جاتا ہے مجھسے مقابلہ
کھکے جاروق پر لٹھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کمند ان
ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھالون ایک برق چمکی سب کی آنکھیں بند
ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سماک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
ن جارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق
سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہے یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار
گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا
م نے للکارا کہا او نامردان غربا نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہے فاروق کو تو
ی گھمنڈ ہے للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم
جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جو ہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے
روق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی جا بچتے ہین کلائی پر
روق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درہ کوہ سے
ب شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو تو پشت
ہا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم ٹیری جماتے ہین آسن اکھڑے
لتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر کود ڈالی پشت مرکب
امرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونوں پنجے مارے اس گمان کہ

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو بلیٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے
کی میرے پہلو مین کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق پہ ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا حیل
فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالدون اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو
غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار
بلا رہا ہو جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ
اُسمین سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے
سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوے جھک کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی اے دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی
درۂ کوہ مین تجھکو تیری ساتھ والیاں بلاتی ہین شہرت اِن فقرون کو کب مانتی ہی کڑک کر
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کرون جب گری زمین پر آگے دیکھا مین نے ایک ساحرہ
کے دو ٹکڑے جیسے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہو درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی اے شہرت کمال سحر
حاصل کرو منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہو اُسمین
ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درۂ
کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی
درۂ کوہ مین روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لو
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر
جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی سو
ساحر و غیر ساحر کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی اے فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ
ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانۂ عبوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عبوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہو اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عبوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہو اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو مجھسے کد ہو یا خداوندا اِن تین اژدہون سے بچائیے اگر
ین نے عبوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک
طائر نے آواز دی یا خداوندا ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز
دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کردیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی اے فاروق کیون
بیتاب ہوتا ہو اِس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کردیگی
فاروق یہ صدا اُسنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی اے جہانگیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی اے فاروق کیا ہو
کیون اسقدر بیتاب ہو اُسنے پکار کر کہا اے جہانگیر آفتاب فلک سیر و جہلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے
تباہ کردیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین
سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

شہرت نے للکارا کہ او سامان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت
سُنکر بھاگی شہرت نے سمجھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار
ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون سامان کو گرفتار کرکے لاتی ہون رستم
نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہی شہرت اُسکے تعاقب مین ہی فاروق
کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو سامان کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہی کہا حضور
مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہی فاروق
نے کہا لاؤ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق
کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوے فاروق
تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان
سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چہار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا
شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی
ہی خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغ
ہاتھ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے لگین گو
دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہی شہرت
نے عرض کی کہ حضور عیوق کو توڑ ہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہی کنیزون نے
خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آ
مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا
کہ آفتاب و مہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہی آگ آسمان سے برس رہی ہے
فاروق بدحواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہی سامان نے سامان
جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے
ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہی دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

شہرت دختر نوصدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط و کمیل نے
صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا اِن خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے
بڑی جفائین اُٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چیدۂ طلسم
ہفت پیکر ہے رستم کو سب سامان ممکن ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کوشش
بیکار ہے اب ہماری خبر اُنکو پہونچگئی اب وہ تدبیر کر لینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو میرا
سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت مین
اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ
رستم مین آئے ہوش و حواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب و کباب
پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین
ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سمک یلداقی طلائے پر ہے لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو
رات کو اُٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہے اُسی
نخل کے قریب سمک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سمک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سمک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے
اُتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے
سمک کو کنارے ڈال دیا آپ سمک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو
سمک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہے
کہ سامان فکر مین آقا کے آئی ہے مین قریب پلنگ کے جا کر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم مین سامان نے کلاہ و تیغہ
اُٹھا لیا منظور ہوا کہ چلون شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اُٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اُسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو — تل ڈھاک لو اور ابروے خم...
ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار — پھر ایک نظر جلوۂ دیدار د...
فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون — ایجان زیادہ نہین دو چار د...
مین قبر سے بھی رنا یہی کہتا اُٹھونگا — مشتاق ہون مشتاق ہون دیدا...

اسطرح بلک بلک کر دونون نے یہ اشعار پڑھے اور روئین کہ رستم بیتاب ہوگئے فرمایا
کو آئے تھے اتنے فتور پڑے کہ آجتک مبتلا ہین کوئی ساحرہ ہی سامان جادو بر اسے
فاروق آئی ہی بیٹا اُسکا میرا رفیق ہی لیکن اُسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دور فیقو
کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہی کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا وہ بھیجا مقابلے مین
اس فکر مین ہی کہ تحفہ جات جدا کرکے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئین تدبیر ہو
شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزون کے ہی کان پکڑکے اُسکو بلا
اُن دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و جہلال
گھوڑون پر سوار مگر چہرے اُترے ہوے دو دو سو جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے
سامنے دیکھا ادھر شہرت باتون مین شرمائی ہوئی دمبدم کہتی ہی حضور بارگاہ مین چلیے
کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ جہلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوے اپنی اپنی مصیب
بیان کین کہ حضور کبھی صحراے ویران مین کبھی کانٹونکا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہوگے
غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر
کھینچا اُس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر
ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر مین اُٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ
بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوے بارگاہ
شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان مین آئیگا تو بی سامان کا
نہ چلنے دونگی مین اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ
دماہی سحر و آفتاب فلک سیر کاہن و جہلال سرکش یہ چارون سردار بڑی تباہی اُٹھا
آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعویٰ کیا ہی سامان نام شہرت سنکر

ئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور ساماں جادو
ب ساحرہ ہو وہ آئی ہو وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے
ون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا اب مجھے اپنے سرداروں کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا
ہ خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے
ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے
ک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین ساماں جادو کی جاؤن ساماں کو قتل کرون کہ ہرکارے
رے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر لوحدار جادو و ملکہ
ی سحر تشنہ و گرسنہ جبسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر
ل ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی
خبر پائی زیر نخل تھیں آتی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم
گاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس
م پاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ
گئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہو دو قدم چلین اور گر پڑین رستم نے جاکر دونون کے
و تھامے جیسے ہی رستم کے سائے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب
وت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے
ا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان
ب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین
آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہی **نظم**

آیا ہو احوال دل زار دکھاؤ — عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
جاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ — مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
اے قیامت کا نہ اقرار کرو جان — محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
شق ہین بہت ایک تو جنگر کوئی مجھسا — بشتے کی طرح پشت بہ دیوار دکھاؤ
لم نظر آجاے بہار اور خزان کا — ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

ہرچند دیوانہ زور کرتا ہو مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چوبدست چھین لی کمر مین
ڈال کے دیوانے کو اُٹھالیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید
رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا ا
نکالا اور کہا ای آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہرچند روکا
نے نہ مانا گینڈا بڑھاکر بابب کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم
حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹگیا عیوق حیران جسم
دیکھ رہا ہو کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اُٹھالیا رستم
کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق
مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اُٹھادیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فا
رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہ
و تیغۂ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ
بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم
کے سراسر خلاف ہو مین دو پہلوانون سے مقابلہ کرچکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر
ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عا
کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہو اب تم پلٹ جاؤ کل
مین ہمین نکلینگے فاروق سے وعدہ کرکے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق
مین آیا ساماں جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان
مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اُسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا
رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ
اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سُنکر ساماں خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر
کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی
ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار

نہال ہوگیا کہ اس باغ مین میرا آنا ہوا باغ باغ ہوگیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ مین آیا
ابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا ای جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے مین رہو
سے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
یع گرد کو زخمی کر کے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
فزور شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کر کے لیگئین اور باغ مین ملکہ کے
اروق موجود ہی سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر مین نے کوئی
ت اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقدیر کردین تو مجھکو
ہی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ ملکہ سامان جادو وہانکی حاکم و ناظم ہی اُسکو نامہ لکھا
او سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہی سامان بڑے ساز و سامان سے
ے مدد فاروق چلی دربار مین فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان
سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جو تمھارا مقابلہ کریگا بیشک مارا جائیگا
کا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کہ
ہاں نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق
رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ معزور شیرین کلام نقابدار بنکے
ین اور جاروق کو رہا کر کے لیگئین اور نہین معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہون
ایک ساحرہ کو بُلایا ہی اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہی کل حضور اس مکار سے سمجھکر مقابلہ کرین
م نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکرون مین بج چکے تیاریان ہو رہی ہین صبح کو دونون
لکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین سامان جادو ایک طائر بنکر میدان مین ایک نخل تھا
بر آکے بیٹھی فاروق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی ای رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہی اُسکو
ے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آقا اتنو
یرا نام لیکر پکارتا ہی اب تو مجھکو جانا ضرور ہی یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
اروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلی
اک دن نہ پائی اُسمین ہوا کوے یار کی
قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے
افسوس رنارہ نام سے وہ آشنا نہین

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اُس بحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اُڑکر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہم گردسان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
اُلفت مین جسکی مٹگیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگ کی جائین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسو کنیزین جب اسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ نکلین سریع گرد چارسو جوانون سے نگہبانی کررہا ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد آتے ہوے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہی نقابدار برس رہا ہی اتنے میں چھارے سر وشانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اُٹھاکر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیز سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آیا دل مین حیران ہی کہ یہ نقابدار کون ہی جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہنچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

بجایئے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے
رد سے یہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہو سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے
عدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت
ماری نہ کرے تو اسیر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ نہین ہونگا دریاے خون بہادونگا
اروق نے کہا مین اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپ سے
یصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش
ھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اس سے
یصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق
وف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجا یہ خبر کنیزون
نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت
کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہین کنیزون سے کہا
سے ہوسکتا ہو کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہو
آئندہ پروردگار کو اختیار ہو ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہو شگوفہ
نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہو ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے
رہائی ہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون میرا تو
عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم وملال ہو کیا کہون کہ جو گذرتی ہو ۔ نظم

الے شرر فشان رہے تاب و توان تلک ۔ اور ابتو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگئے تو تھی لامکان تلک ۔ دشوار اُڑکے جانا ہو اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک ۔ وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک
سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ ۔ سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک
رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ ۔ بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم ۔ پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا ۔ جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا
سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زدر رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے
کو دا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے
فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خدا
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی
کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اُس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرے
فاروق نے کہا ای جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرے
تو اُسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسی
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود ے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا ای شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کر لیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کر لاؤ یہ سنکر عیوق
گینڈا اُٹھکر اکر سامنے فاروق کے آیا کہا ای بابا تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمہاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بند ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمہاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہی رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ
چلونگا ایسا ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے طرف دیوانے شریر مردم در کو مع چار سو
دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ
عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہی ای فرزند اب مین تلوار
کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی کھینچنے کی دیوانون
کی آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شریر مردم در کو اپنا رفیق کیا ہی
کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شریر مردم در سا آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خُرد مُنڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانہ ملیگا
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کر کے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست
کو چرخ دیا وہ سنّاٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ
ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات
ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے نیونا زمین ہو یہ باتین
آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر
مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہی کہ یا خداوند
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون
اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے
کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے
دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے سا
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملی
رو کو ہم جابجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو ہ
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھا
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آئیے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کو فتہ
مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پا
لیجلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جہانگ ستم دیکھکر بدحواس ہوگیا آپ ہی
آتا ہی آخر ناچار ہوکر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر بھولا ہی یہ سامنے دیکھ تو کھنگ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ
مقابلہ پڑا انکی بھی جرائت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار چرا لایا تھا سلاح
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جھلا یا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا ا
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے
لیجلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیا
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر لشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان
سو کے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ دربخیبہ
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہوکے آتے
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیا
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جان بری چاہتا
ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کے نیچے پر روکا سرکو
اکر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اول سمک کو چالاک نے
کیا حباب واقع دار و بیہوشی مار دیا سمک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا
کہا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا مین برائے خبر رستم آتا ہون اسوقت آکے
پہونچا شکر ہو کہ تمکو رہا کیا سمک بھی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ
نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے نیمچہ چلنے لگا سمک نے بڑھکر کئی پیک بچون کو مارا
شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا ارے
دوت پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی
کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے جمکر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ
سے لڑ رہا ہو اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردون نے
چاہا کہ اُستاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک
اور کہنگ مین نیمچہ چل رہا ہو کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پر
حلقہ ہاے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر
حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہاے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا
میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کہنگ زخمی
ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہو زخمی ہوا تو بھاگا
کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا
عیوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سمک و چالاک مع شاگردان چلے
چاہتے ہین کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہاے سرخ و
سفید نمایان ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جوان
تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوے نیزے چمکاتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے
عیوق نے جو اُس جوان کو آتے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہو جاروق کمند گیر

کہ جاکر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہو اپنے
کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جو
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہو پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون
نیمچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہو سماک نے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جہتر سماک یلداقی کہنگ نے جو سماک کو آ
گھبرا گیا معلوم ہوا بالون مین زنجیرین پڑ گئیں سماک قریب پہونچا چاہا نیمچہ مارون کہنگ
زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہائے کمند لیے ہو
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کر کے حلقہ ہاے کمند
نکلا مگر چالیس پیک بچے نیمچے مار رہے ہین ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہو مگر کس کس سے
زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفۂ کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ
سماک کو متوجہ کرو عیارون نے نیمچے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سرہنگ نے پشت
حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازروے بلو
سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم
رستمی کو رونق ہو اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے کیونکے عیوق و سماک کو لیے
عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہو تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ کہنگ نے دیکھا
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانہاے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس
دور سے جو کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہو لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے
لینا لینا کہکے بڑھا پندرہ کو پچیس نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہو مین نکلجاؤن ایک عیار
نامے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اُسپر یہ افسر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک۔
من آنم جست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نیاید باد گرد تیز گامم + خلیفہ
چالاک نامم + انکو صاحبقران نے براے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

م نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے ہین
ان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
کھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون پلٹ چلون
ب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہو
ب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی
نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
کے فاروق پلٹتا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح
لی لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
ب بڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجواکر نعمان کو شفاخانے
بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق
سنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
وق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان
میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا
م ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرائے لاتا ہو یہ کہکے کہنگ بانہاے عیاری سے آراستہ
ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جابجا پھرنے لگا جب زلف لیلاے شب کمر سے
ری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جاکے جھرہ بارگاہ عیوق مین توڑا دیکھا
وق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم چپی پر ہین کہنگ نے پروانے
وشنی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہو سے
ٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہوچکا حلقہ ہاے
مند سے ہاتھ پانون باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
کہنگ نے میدان پکڑا اسمک بلداقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

یعنی شریر مردم در دیوانے کو خبر کرد سمک نے کہا آقاے نامدار ایسی صفین بندھی
ہین کہ نکلنا دشوار ہوا سوجہ سے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا مین اپنے کو قریب
پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے
جہنم ہوے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پر بھی نازر
گینڈا اٹھکر اکرطرف رستم کے جلا اور پکار کر آواز دی ای رستم مین تمسے مقابلے کا بہت شائق
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوے قریب گیہان
گیہان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے جو تھے حربے پر باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے زور کیا قاش
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر مارین گیہان پکار اٹھا ای شہریار الامان رستم نے
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے
کو پھر گینڈے پر بٹھادیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے
ہو فاروق پر للکار کے جا پڑو ان کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین
جدید رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار کہہ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہو
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہین سے للکارا کہ ای فار
ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ ما
کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اُ
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے
دیکھا سب نے کہ شریر مردم در چارسو دیوانے ہمراہ جو بازوئین ہلاتے ہوے آگے
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منھ پر پہنچ
جو قریب دیوانے کے آیا اُسنے جو بدست ماری مع گینڈے کے نکالا خون کا بنادیا جا
غل مچاتے پھرتے ہین جس صف پر جا پڑے اُس صف کو پامال کیا صفین توڑین
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا

ے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی
اروق گینڈے پر سوار کل فوج لشبت پر چارسو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرکے آگئے
واز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے
ج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہر چند کہ عیوق زخمی تھی
مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
ے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
ل نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو
و نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چہار طرف
ے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی
کے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا ہاتھ پر تولا طرف
سمان کے پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے
ر کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
وقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ
ور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
ہار جانب سے عیوق کو گھیر لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ چھ لاکھ فوج
بلوہ چارسو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے
ھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرّاٹے اڑ رہے ہین
ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چہار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر
دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا
نبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب
ن آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

لڑنے لگا دوسری گرد اُڑی سہر آب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد ہو
ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پ
عیوق گھرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ
تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب
اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدر شنا
اساس اُسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

نمود حضرت وحدت در دوئی مسدود — بجارہ سوے جہان باب اتحاد کشو
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود — کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود
چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود — چیانہ بندہ کند حاصل از عبادت سو
ز ہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرار حق — ز ہر مشاہدہ مشہود راز ہاے شہو
مجوس تابع فرمان و بندہ علیائی — غلام زار مسلمان مطیع حکم جہو
مطیع حکم تو اندر عرب مسلمان اند — ترا کنند عبادت بملک ہند ہنو
خدا است آنکہ نماید لطور شعلۂ نار — خدا است آنکہ کند سرد آتش نمر
بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز — بحکم حضرت دادار در کف داؤ
نکرد عذر بجا تان سپرد جان عزیز — رسید بر سر انسان چو وعدۂ موعو
نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی — نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنو
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی — کہ دارد ت بہمہ حال ذات حق خوشنو

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلا
کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑ کے جگایا رستم کی آ
کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عیار تین لشکر
نے آکر عیوق کو روکا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر با
اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جاکر میخوار جنگ آ
کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اُٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے

ـب زنی کرتے ہین قید خانے مین اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزین اس کام پر مقرر کین جب جشنون و
ـزدون نے کہ نقب زنی مین تیز دست تھین ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی اسی
ـین آیا ہی رستم نے حکم دیا ہی کہ جسطرح بنے عیوق کو رہا کر کے لاؤ سماک آیا ہی قید خانے کے سا
ـرا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے مین قید ہی اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بچاس
ـون کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ قیدی بیٹھا ہی
ـنیزین نقب کھود کر قید خانے مین پہونچین ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
ـے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی نہنگ دیکھ رہا ہے
ـیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اُسنے دیکھا
ـعیار آتے ہین ایک جنبش جست و چالاک جست کر کے نکلی جھپٹ کر نیمچہ عیوق پر مارا کہا او
ـان ہاتھ اُٹھا دے عیوق نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خانۂ زور مین آکر قید کو
ـرا اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو نیمچہ مارون عیوق نے ہاتھ
ـھا دیا ہتھکڑی پر نیمچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماردی نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چرخ کھا کر گرا
ـرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑے کہی عیار
ـے کھینچکر عیوق پر آپڑے کنیزین تو اُسی طرح نقب مین کود کر بھاگین سب عیارون نے عیوق
ـلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا نیمچہ
ـین لیا اُسی نیمچے سے اُسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ
ـرکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے مین مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہین چند عیار
ـلے کہ جا کر فاروق کو خبر کرین سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
ـراہ مین ملا اُسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیارون نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ اے شہریار بڑی خرابی
ـی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
ـروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک مین پہونچا تھ
ـاہاے سرخ و سفید نمایان ہوے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
ـون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

آیا بد عتین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گرادیا کہ ہم کافر کے جھنڈے
سے نہ جائینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صدہا خیمے گرادیے جھنڈے قلم کیے فار
کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صاحب
سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربار گاہ تک پہونچا تھا کہ سردا
استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب
تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے
نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غ
آئے تو مجھپر غصہ کیجیے پرچہ کاغذ پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق
کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے
ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جواب نامے کا جنگ
یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منھ سے نکلا کہ اے فاروق
بیٹا تمھارا کل فنون ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک
اُنکا شریر مردم در اگر پھر پھر آپکے پاس رہے تو آپ نہ سنبھال سکیے اسی کے حرکات دیکھکر
صاحبزادے عاشق رستم ہوے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے اے فاروق تمنے اچھا نہ کیا
ذلیل ہو گے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو یہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہے
جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند کی میرے کیا حقیقت
اب بھی اسکو دو پکڑ مین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سن زیادہ ہی مقابلہ
آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کد و کوشش کرونگا آ
جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر
مقابلے مین رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جو سنا
عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو رہا
میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہو گا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اُسی طرح

قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جو مین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلون رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر نہ دونگا عیوق نے کہا ای باپ سمجھکر کلام کیجیے مین آپ کو گردن
باندھکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ کبھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ لو
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی ای باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شریر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پہر دو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر ہٹ مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور
ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفاخانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہی بچھیا کا موت
پلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہناوین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون ہی اُسپر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جا کے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو کبھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کر کے بھیجدے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریائے خون بہادونگا یہ نامہ اس مضمون کا
لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے بہ اسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو بٹھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہو عیوق نے کہا
آقاے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہو سکیگا سامنے باغ ہو وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا
دیوان کبھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ
بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سدراہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نرزک جسطرح ناچتی ہو مین اگر
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوا
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکرے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہو اے آقا اپنے کو
بچائیے روبرو کہتا ہو مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھیگا مین کسی وقت اس سے غافل نہ
ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو
واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باب کے سمجھا
جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہ اے برادر اب تم مسلمان ہو
باب تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہین کوئی میرے
نہ چڑھے گا یا تو بہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اگر
رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جا
دین اگر باب نے مانا تو بہتر ہو یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا
باب نے بیٹے کی سب خبرین سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہو کہ فرزند میرا دل سے مسلمان
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہو فاروق نے کہا د
اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے
کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا
باب کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باب تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند مین سمجھا
تو رستم کو دم دیکر آیا ہو اب کیا مجال ہو کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا اے

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اُتر لیے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے
صلاح کرا دونگا اگر انکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استادہ کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اُسپر جو بدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو چرا تا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی جو بدستین
مین نے لگائین مگر نا شیر ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر سایے مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منھ سے نہین بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو ماری کہا اسنے
میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اُسکے ہاتھ سے چھینا
الٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
تمھارے گھر گیا دمبدم دیوانہ خوشی کرتا ہی یہی کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے
باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانیین آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ پھیلاتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھدیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اُٹھایا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیے

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چو
چرخ دیگر ماردی عیوق گھبراکر گینڈے سے کو دپڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش
عیوق نے چاہا لپٹ پڑون سر پر مردم درنے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک
جنگل مارا کہ زندہ فوج لیگیا منہ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مارکر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ
مجھے کہا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیان چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین جا بہتری دیکھی کہ طبل
بجوادون ناچار ہوکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت
سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین
چوبدست پکڑکے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین ا
ڈالڑین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے
چھوڑ دی چاہا ایک جنگل مارون رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہو
پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہیں بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رُک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سا
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھ
دیوانے کو رفیق کرے جسطرح اُنکو چوبدست ماردی اور اُنھون نے چوبدست روک لی اُٹھا کر د
یہ ہمسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے
ڈالے ہوے سامنے رستم کے آیا کہا ای شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فسا
کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ
لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک
پہلو مین ہے فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحراے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ پرائے ملک

درکشتی مین جمنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا
میدان مین آکر آواز دی کہ اے رستم پیل تن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اے رستم یہ آخر کا
...ہی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا اے عیوق اب تو میدان مین آگئے اب
مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہے تم بھی بدنام ہوگے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
...ے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا اے رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہے رستم نے کہا اے
عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہے وہی مالک و مختار ہے اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گینڈے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
تم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہے کہتا ہے اے رستم تم اپنا بانک پن مجھے دکھاتے
...یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کرسکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے دوڑے
...س بارہ قدم پر آکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بزمین ہوئے رستم پکڑ کر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھستہ دون کہ تین لاکھ سوار
پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہے اور رستم گھستہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین
صحرا سے گرد اڑی جھناٹے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شیر پر مردم در
...سو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلواے عام دیکھا وہین سے چوب دستین
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوبدستین پکڑ کر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شیر پر مردم در نے جسکو وہ چوب بست
...ری خون کا تھالا ہوکر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ نہ کرنے پر راضی نہین ہوتا
ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ای سمک ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون
مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ جادو
ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ
کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کرتا
کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا
مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو
تھا طلاے پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب
مین اُنکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میر طلایہ کون ہی رستم نے جواب دیا
سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے
کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو
ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب
معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور اشہب
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ ای
حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح کا
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغہ ہفت
لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمع کر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے
اُڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چارسو پہلوان مثل
و کمیدان ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھو نگا اول تو نیزہ
مین ایسا داؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر

..ارشاد فرمایئے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے
..پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر یہ منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی با..
..سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو مہم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
..شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح
..کے برائے ملاقات رستم چلا ہی شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
..رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے ہین عیوق
..نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا ای رستم عجب معاملہ ہی مجھے اسقدر تمسے محبت ہی کہ جی چاہتا ہی
..عمر بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
..پکڑلیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
..وہ جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مرارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
..ہوئی رستم نے کہا ای عیوق ایکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی عیوق نے کہا مین کیا عرض
..کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہی کہ ایسا
..ہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بروقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہی
..اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
..اب اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہی
..اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہی مگر بعد غا..لب
..و مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپ کی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجھکو خیال
..رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کا ہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین
..رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہی عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
..دون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہی دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور پھر کلام
..سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر چارہ پھر ہمارے تمھارے کشتی
..ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے
..یا جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اُٹھا

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش بھی شیر تھا عجب رنگ سے مبرور مارا گیا
اُسکو اُٹھا لیا گینڈے کو چرخ دیکر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باب بڑی خوشی
بات ہی اگر وہ قلعہ تک آ گئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک ر
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے سا
بلکہ تمھارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چار سی پہلوان
اور نام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین
فوج اور چار سی پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہی کل آگے جو
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین در
ہو گئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہی لاف
کر رہا ہی کہتا ہی اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ استادان فن نے مقرر نہین
سوائے میرے اور کوئی اُنکا توڑ نہین جانتا جا رہیر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے با
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن لشت مرکب پر سوار سمک یلدا قی ہمراہ لشت پر سی
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کروفر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوا
اسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہو گا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر
اُتر پڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی میخوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افس
ساتھ لیکے ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہی آپس مین کہا
سنجا ہیے بروقت جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیکے
کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون
کہا صاحبو تمنے سُنا اتبو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین
پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سُنکر ملکہ نے بیتابی
شگوفہ نامے کنیز کے قدمون پہ سر رکھ دیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ واصل جہنم
ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اوسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانگ بن
کھاتا ہی ایک دن اسکو پھر روکونگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہی آپ لوگون کی ملاقات
کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر اعظم ترنج
خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیر دن نے بہ تعجیل
ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار مین انتظام کرکے باغ مین آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کردیا انشاء اللہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہی قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچائین ملکہ
نے کہا ای شہریار فراق حضور مین کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم
ہفت پیکر کی کدوکاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر
رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر نمکخوار جنگ آزما
کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
اپنے بیٹھا ہی عیوق دربار مین آنے لگا گولے کے درد سے اوسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین رونہ
آتا ہی باپ سے کہرہا ہی کہ کیا عرض کرون گولہ اوترنا مجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کرلیتا فاروق کہتا ہی ای فرزند مین نے جو خیال کرکے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہی ای باپ
ہرچند کہ رستم پہلوان بےمثل ہی لیکن زور مین ہی غالب آتا باپ بیٹے باتین کررہے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جاکر قلعہ مہر و ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا
پہلوان اونکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق
نے کہا ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور مہردر کے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے
گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیار کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خو
تیاری کرو اُسی وقت دارین استاده ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سُنکر گھبرائی
نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بلک بلک کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آ
کہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بیدم بلبلین
نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یار د
کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اُس شوخ دیدہ نے حیر د
انکا خاتمہ کرون تو باغ پر جاؤن اُس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل
تب دل خوش ہوگا کہ اُس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جا
بے نصیب ہو جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک د
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد - از د
دشت کوہ ادرنگ + گردے برخاست طوطیا رنگ + سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہ
ہوا نون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان بیچاؤن کو مار لو جلاد ہمرا
نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہی یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا ک
آتا ہی غیرت سے پسینے پسینے ہو گئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پر آ
ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
حقہ ہاے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بڑھتے د
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ما
نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آکے سد راہ ہوے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوا
تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی نقابدار نے بڑی کوشش کر کے قریب علمدار کے پہونچ
کو مع علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب ا

ور جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم
آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران جمال محو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک اوجھڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکالا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرلے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا
ایک مقام پر رستم ریل کرلے دوڑے دس بارہ قدم ریل کرلائے وہان پر لاکر یکہ مارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنائے زمین ہوے یقین ہوا کہ چینیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہر یار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا
کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہی ماہتاب بخوشامد و منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھکر سامنے
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
وہ جام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے
بھی جام نوش کیا اس بنت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ بن نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہی سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہی کہ شکار میرے
ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر کھینچتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہی کہ مجھکو طرہ بیغم
باغ مین تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی گائن بھی گا رہی ہی صنوبر رستم سے سفارش کرا کے
اشعار سمک سے گوا لیتی ہی کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین
حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہی بڑے زور وشور سے گانا ہو رہا ہی اسوقت
گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہی آواز مین بڑا سوز
کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل
دلمین کہتا ہی اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دو کا
سے نقب لگائی کئی جلسنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے
ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ
محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آپکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ
انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی
آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین آمد
آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہی کہ حال حضور کا کھل گیا
بادشاہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہ
اول تو بادشاہ خود پہلوان ہی دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما لڑنے بھڑنے ہوئی آپ
تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی
حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہی ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے
اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین
مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در
سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو
غراب کے ماہتاب خاراشکن گینڈے پر سوار جیسے افسر ساتھ کہتا ہی مین جاتے ہی
کاٹ لونگا اور اُس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

لے کہ نیا آدمی جس مکان مین نکلے گا تم لوگ گنہگار ہو گے جلد بنہ لگا ؤ غراب کہتا ہو مجھے ایک مقدمہ مین
ڑی حیرت ہو کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہان رہتا مگر سمک یلداقی پھرتا پھراتا قریب ایک در باغ
کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہی۔ نظم

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا	صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی	اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند	کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہو گیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین
مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار مسیحا لب چاہ غبغب جسمین صد ہا یوسف دل غرق
جنکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ایک گائن نہایت شوخ و شنگ
چل بجل کے گا رہی ہی سمک خوش ہو گیا جی مین کہتا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین کہ
ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اُترا اور پہلو مین اُس نازنین کے مثل ستارہ
پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہی تال سم پر
تعریفین کر رہی ہی اتفاقاً گائن بولا کر اُٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے
سے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے
بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علامۂ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہی اور صنوبر سہی قد
پریزادی پریسان سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا
کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اُٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی
ہو کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہی معاف فرمایئے کنیز حضور کی ہون قدمبوسی
چاہتی ہون امیدوار ہون کہ قدمبوسی کرون صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہو گیا
ہی باتین کرتی ہی سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپکا غلام سمک یلداقی اب تو
رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہی تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہی
اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو ہی صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک
نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

مگر مین نے گنوارون مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہو وہ عیار
مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا
مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمند ہاے ریشمی مین بندھا ہی
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل
کرا کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دارو بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا ہا تھ
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی ای رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان بھیج
مین بھی ایک ادنیٰ خراج گزار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تمسے بیزار ہو تم گرفتار ہو کے
مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہی رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہو ہمین کو
کر سکتا ہو جو تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر چند باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم
ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجا کر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہ
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈھورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران
کیا تدبیر کرے پھرتا پھرتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہی کیا مجال
کوئی اُدھر سے رستہ چل سکے سمک نے کدوکاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد
پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُس
پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار ہی استادہ مین جلاد جست و خیز کررہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان کٹی پڑی
مُہرہ نقب کا لگا ہوا ہی رستم ندارد ا تو غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا مُہرہ ایک دوکان مین
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا ا تو ہاڑ ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال
سمک یہ ذکر سُنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ سکا عیار بڑا تیز و طرار ہی اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مہترانیون سے بلا کو اقرار

رکھکر جُڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کو تو ال سے تاکید کی ہو یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہو اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا گولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہو ہم پہلوان و ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو چرا لا غراب بصورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کی نقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار سمک ملاقی
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو اسنے سُنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پاکر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہو سمک نے بتعجیل رنگ و روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جانیوالے
کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہو گے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہو غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہو تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا یہ کہکے چاہا بڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہو اب تو تاب نہ باقی رہی نیمچہ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک
کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہو اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا
اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم پلٹے عیوق سے
نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانون آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون
ہی دونون پانون آگے بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پانون عیوق کے گھٹنون
زمین مین اتر گئے رستم نے ہتّہ مارا کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق بھر بھرکا
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا
عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صیاد زبون ہی اسپر ہاتھ ڈالنا ہم
مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگرد دوڑے عیوق کو گود مین لیا ہوا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق مین
اکبر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب یہ صحت پائیگا
مقابلہ ہوگا اب مقدمۂ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی بہ قول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کر
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے
اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق
پائیگا اُس دن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سو
مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے
سوئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے
ارے کیا ہوا کہا حضور جھرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھربار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرارداد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے
بابا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا ہنو دشمن لوگ کہین

دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے مین سپر
پشت پر لگائے ہوئے آتے ہین رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈھالے ہوئے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
ت شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھکر اکر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
سیاہ پوش نے مع گینڈے اُنکو اُٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
ے مین غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اُٹھکر فاروق سے
حضور الکریم اذا وعد وفا جس اشتیاق مین سب لوگ جمع ہوے ہین اُسمین تامل نہو فاروق
طرف بیٹھ گئے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے مین اُتر آ ڈنڑ پیلنے لگا مٹی
لیکر بازوؤن پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہین معلوم ہوتا فاروق سے
عیوق ہاتھ پاؤن توڑ کر رکھدیگا رستم بھی اکھاڑے مین کودے سب مشتاقون کا جماو
لو یہی خیال ہو کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
نم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اُسکا دیکھا دل سے باتین کر رہے ہین کہ ای دل کمی
نا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤن پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای
م اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہین رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
بل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اُچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے
نا یہ نٹ بازی ہم نہین جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھون رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن
ہاتھ رکھ کے ایک ہکہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ عیوق
بمشکل سر اُٹھایا جی مین کہتا ہو ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی مین بھر دیا ہے
ی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہو رستم تڑپ کے نکل جاتے ہین اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہین تو
وق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہین عیوق بمشکل نکلتا ہو سب دیکھ رہے ہین حیران ہین کہ یہ جوان
لا دبلا پتلا ہو عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہو تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوتی
رہی ہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہین ایک زور

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعویٰ ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بہ
و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کمند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات
مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون
سے بچانا غربت مین اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آ
ہنگامے برپا مین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہ
طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو
عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکا
ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی
پوچھا بیٹیا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا
آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اُسے اختیار ہی نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام — مستغرق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد یکے در بندگی — مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست — ہست بر وے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند — وز صفاے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیاے فانی اعتبار — ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب اراد
میلے مین پہونچے بود باش وہ کہا یا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہی ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کو
آئین دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھین ہین زیر قد
اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول
غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیرزن مسلح و مکمل کئی
پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برا
بٹھایا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا
مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہی کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے مین زمین تھرا

ب بیقراری مین میٹھی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم وردزبان حیران و پریشان کبھی
ندان کبھی گریبان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر
نے اب تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صدہا کوس کا راستہ طی کرکے آئے مگر
ایسے بد نصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکتے رستم نے جو یہ
سنین بیقرار ہو گئے کنیزین سو گئی تھین پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے
یہ عاشق صادق راہ طی کرکے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست
ستقلال سے چھوٹا چاہتا ہی شیشۂ دل سنگ باعث فراق سے ٹوٹا چاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سنی
بزار ہو کر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک
پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بلاک کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم
دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو مکر سے
ل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تمنے اُس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیسا کھا کھا کے بھولا ہی اب مین آپکے
فے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل
نہین ہی رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ چورون کا کام تو ہمسے نہوگا انشاء اللہ کل عیوق کو سر میدان
بر کر لینگے اور تمکو بحکومت لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے
ور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین
ستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہی تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پہ آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت
ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار
عیوق بلاے روزگار ہی اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہی اُسکا نام لشکر
ال گبراتا ہی رستم کہتے ہین ابتو وعدہ ہوچکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس پر صدقا رو قیہ گئین
ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اسمین تشریف رکھیے چند خادم
خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اُس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمت
کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ اے رستم ایسی
وصعب طے کرکے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہے کہ اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجہ
کیا حال ہوگا چلو چلکر اُس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہے
طبل کشتی بجواکر جو محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا اے فاروق
ہے وہ یکہ وتنہا ہے شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سا
ہے لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھد
بہت مناسب ہے فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگزارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے ار
اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے مبرور تیغ زن طلائے پر
دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہے اپنی جرأت سے تو اسکو بڑ
گینڈا دوڑا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہے جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر
دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اُسکی خالی دی اور سر جھکاکر زیر شکم
جھکاکر آئے مبرور کو مع گینڈے اُٹھالیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوئے نصف
اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کر گردن یکایک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو
اُس سیاہ پوش نے مارا لینا لینا کرتے اُلٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹ
جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کرکے بالائے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مغرور شیر
فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین **نظم**

صبا سے یہ دیتا ہے عاشق پیام	کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہے یان اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
نِزار ہیجان کیو نکر جیے	جگر مین نہو خون تو کیا پیے

فیقی نے ہمکو بچایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شریر مردم درکو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے
وے بیرون شہر اُترا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریر مردم درکا سُنکر لوگون کے ہوش
ڑگئے کہا حضور اُس لیسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اُسکو جانتے
ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدۂ رفاقت آیا ہم
بابکو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوب دست ماردی باپ اُسکا بیرا اُٹھا
ولیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو زمین ہلجاتی اتنی ہی دیر مین نہیں معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہوجاتے
ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان یہ جاہل مزاج دیکھیے اُنکے اُنکے کیا
ذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا اے رستم تمنے غضب کیا کہ تابدولت
کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اجی اُسپر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا دنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے
یادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان
باتون کو سُنکر عیوق دنگ ہوگیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا اے رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی کہ
اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب
بہادر رہتے ہین بس لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی
ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کردون ایسے بہادر
ے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد
کہا اے رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت
دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا اے برادر اسقدر
مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت خداداد الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور مردان شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا
بل کشتی بجوائیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک و پاکیزہ صاف

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جو
لا دو و کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگی وہان بندھا ہی کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ شہر سو
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سبدھا راستہ بتا دین رستم نے کہا
کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کرو یہ ہی
ورنہ محافہ کو لا کر بیچ مین رکھدو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہو گا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا ہمسے مقابل
اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اُس عورت کو گھر
نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی وہ جگہ خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خدا
بلوائیے خداوند آکے روکین ہم جواب دے لینگے جیسا کچھ ہو گا سمجھ لینگے مگر وہ کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان
جو نکلا وہی ہو گا اس بات کا جو ہلڑ ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار بیٹی کے دیوانے ہونے
پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو ہات کی در
کلام وحشیانہ مان نے قریب آکر کہا ای نور نظر تمنے سنا رستم بیلتن صحیح و سالم آئے ہین اور فاروق
تمھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیرزن کہ فنون سپاہ گری مین طاق
ہی اپنے رفیقون مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ای شہریار رستم آئے ہین ہمرور تو جب
سے اُٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای ہمرور تمکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہو تمسے اور اُس سے
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور ہمرور تو جا کر الگ قصر مین چھپا
کے سامنے نہین آتا آپکے دنگل پر آکر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہر چند آپکے
نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جا کر رستم کو سزا دونگا
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا بنجون کے بل اکڑتا ہوا اُس وقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے اُٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اُٹھو ہمارے
تمھارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اُٹھے ہمان ہمرور کہان ہین سنا ہی کہ اُنھون نے مشہور
کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا مگر ہمارے

سکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمہارے ہاتھ
سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہو تو صاف صاف کہدیگا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے
ڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بندھا ہوا ہو
سکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مار کر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے
ک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو
تو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ ای مرکب اصیل ہم تیری جدائی
ین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا
ور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے
سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل
نے کہا بھیجے وہ جوان آپہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق
نے کہا ای مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی
مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا ای شہریار آپنے میرا
کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجیے گا مرکب ہتھیار نے
لیجیے بخیر و خوبی چلے جائیے رستم نے کہا ای مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مار کر ہمارا
جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے
ہم نہ نکلینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل
ل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی برکسے باد کہ بداناد و بشناسد کہ خدا یکے
است و دین پیغمبر خدا برحق است ۔ کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو
ردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکار اُٹھا ای رستم آئیے تخت جو
بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہی رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق
خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین
مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہو کہ
ستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کرین رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا ای پہلوان دوران و دیگر گرشاسپ جہان

جانے مسلسل کے رسم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہو
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہی کہ مبرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے
چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لا
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا
مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای مسلسل
ہی کہ مضحکہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوا
آجاتا تو وہ بہادر انکے ٹکڑے اُڑا دیتا انکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل
کل نہ رُکے گا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کر اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے
کر دو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُتر
جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ
میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر مین نے
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہی آج دوسرے پہلو
سمجھاؤنگا جہان تک ہو سکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مبرور کی
نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو
کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل تو سچ کہتا ہی مبرور نے شرمندہ ہو کر کہا ای شہریار اب
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منہ
بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہٹ چھُٹ ہی مبرور نے کہا ہونے دو

نکار کرنے ہین فرماتے ہین مسافر کا مقام سرا ہی بازار مین کھڑے ہوے یہ فرماتے ہین گرد بازار ہوگا
ہجوم ہی قضاے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اُٹھا ہی طرف
اپنے مکان کے جاتا ہی بازار مین مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی
لوگ گھیرے کھڑے ہین مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہوگیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے مین خدمت
بجا لاؤنگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہوگئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری
قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری مین لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل مین فرزند صاحبقران
ہون باغ عشرت مین مسرور نے مجھکو پکڑ زخمی کرکے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا
کی اب آیا ہون کہ اُس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے
ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اُسکو طلب
کرینگے جسطرح دیگا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر دمبدم
عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی مین اُسکے مصاحبون مین سب سے حقیر ہون وہ
پہلوان باتون کو سُنے گا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب
برابر ہین کیا مجال ہی کہ بے ادبی کرسکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہوگیا کہتا ہی اے شہریار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہین مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی یہ جملہ کافی ہی کہ فاروق
وہ شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اُسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس
ارادے مین آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہین اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا
بہجائینگے فاروقیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے آکر یکہ و تنہا دربار مین فاروق کے شمشیرزنی کی
مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم یہی کہتے ہین یہ فرماتے ہین کہ مین
ضرور دربار فاروق مین جاؤنگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور
شب میرے مکان مین رہیے کل آپ کو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل
سوار ہوگیا دربار فاروق مین آیا چپکا دنگل پر بیٹھا ہی دربار مین سب پہلوان جمع ہین یہان بعد

طائفے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو اسی جنگل مین بچھونا بچھوایا چند کوٹھریان بند تھین اُن کوٹھریون کو کھلوایا
کسبیان بند تھین مع سازوساز ندے روتی ہوئین نکلین کہتی تھین اے شہریار ہم کو پکڑکے بند کیا ہو کہا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہو دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہین آتے ایک مرتبہ جو آگیا
کرر کہا کہ پھر خواہش ہوگی تو کہان سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی
لاکر بیچ مین بٹھایا کسبیان ناچنے لگین جو اچھا ناچتی ہو اُسکو دیوانہ گود مین اُٹھا لیتا ہو جب وہ غل مچاتی
رستم چھڑاتے ہین دیوانے کا کان پکڑکے ایک طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ گال سہلاکر ریجھاتا ہو کہتا ہو
سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست مار بیٹھتا ہو رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہین دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہو کہتا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے مین عجب غلغلہ ہو دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا
جب رستم کسبیون کو رخصت کرنے لگے دیوانہ چوبدست کو پکڑکر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانون مین جا
رہتی ہین انکو نہ جانے دونگا رستم نے اُنسے اقرار کرالیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا اُنھون نے اقرار کیا
بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا اُنمین جان آگئی اپنے اپنے مکانون پر گئین دیوانہ دوڑا ہوا ان باپ کے
پہونچا اُنسے کہا مجھے جانے دو مین آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو
طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑکر کھینچ
سامنے رستم کے لایا کہا اے شہریار مین نے آپکی محبت مین اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوئے
اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ یہان سے کتنی دور ہو زمیندار نے کہا اے شہریار فاروقیہ سے آپکو کیا
رستم نے کہا مہرورتیغ زن سے بدلہ لینا ہو ہماری معشوق وہان ہو اُسکو لینا منظور ہو سعدان نے
نے سمجھایا کہ اے شہریار وہان کے لوگ بڑے زبردست ہین رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغہ ہفت جوہر
مہرورران اُٹھا کو لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمین جانا ضرور ہو دیوانہ جابجا دیوانہ
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانون تمکو معافی مین دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتا دیا جب رستم کئی منزلین طے
کرکے قریب فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر مین جائینگے دو چار روز
بعد آئینگے دیوانہ جنگل مین اُترا رستم اکیلے شہر مین آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال ہو
ہوگیا رستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہین دوکاندار دوکانون سے اُترکر کہتے ہین ہمارے مکان پر چلیے

اؤن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کررہے ہین سعدان نے پاسیون سے کہا ارے کم بختو
سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہی جسکے گھر مین چاہتا ہی گھس جاتا ہی مال
لوٹ لیجاتا ہی رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کہ کیا گذرتی ہی رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
اٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھائیے رات کو
آپ آقاے سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچانتا ہون کہ آپ وہی ہین
طریقے سے معلوم ہوتا ہی آپ چھوٹے آقاے سُرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا
پھر دلمین سوچا ہی کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ جو مین زمین پر گر پڑا دوڑکر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چارون پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہوکر کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہی آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چارسو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانے
ہین اگر تجھسے لڑینگے تو تجھکو لڑنا پڑیگا مین دخل نہ دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا ای شہریار ایسا نہو وہان جاکر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہی نیک نہین سمجھا رستم کہتے
ہین اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چارسو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوئے آکر
جمع ہوے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمھارا جی چاہے اس سے لڑ لو
یا امتحان کر لو چارسو دیوانے چوباشین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا
آخر سب ناچار ہوے کہا ای آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوے
گروہ سب کا افسر شریر مردم درنام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شریر کی جو زوجہ ہی وہ حاملہ تھی دردزہ سے
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر جو بدست پکڑکے کھڑا ہوگیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہی
آقاے سُرخ آیا ہی وہ ہاتھ جوڑتی ہی کہ سامنے سے ہٹ جا یکایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود مین لیکر
چلا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہی ہوا لگنے سے مرجائیگا دیوانہ کہتا ہے
آقا کو دکھا لاؤن تم سب جاکر بیٹھو ابھی پھیر کرلے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نزدیک کے
بیت سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے جھلین کے اُن عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

منتظر رہا زخموں مین ٹانکے بو لگے اور آرام جو ملا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھین کھو
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین
کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعادان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم
ارادہ کیا کہ اٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی
جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا انھون نے مردہ جا
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہو
موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کیا
جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان کے مہاجن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ
اٹھنے لگے بیرونی مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل
صبح کا وقت ہی زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہی یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی
رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندا
عورتون کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت
نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوا
نہ سنا چاہتا ہی دروازہ کھولے رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی
کہا اے آقاے سرخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار
چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلوتہی کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی
پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہاے آ
سرخ نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا لے قضا مارا گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی او دیوانے
حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھا
پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے غصہ
کلائی اسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتین کرتا ہی
ہی کئی مرتبہ چور رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہگیا ہلڑ جو ہوا زمیندار

سر تکرار ہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوسے آتا ہی جیسے ہی فاروق سا
آیا ملکہ نے کہا ای فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کردونگا قدرت کو جواب دیدونگا
غدار نے کہا ای فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب
کا و قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا
سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین، ای کریم و رحیم مین نے
مذہب کا اعتقاد کیا ہی اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی
مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری
کاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صد ہا پہلوان
ے کسی سے بن نہین ہوا اُسکو مہرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
کار خانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ
کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے ساتھ کریگا
ن تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ مہرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
ہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رمقے جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش
ے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
عت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رنا لے مین کچھ مال ڈال گئے
ٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اُٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا
مزدورون سے اشارہ کیا اُٹھا لو مزدور گٹھا اُٹھاکر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
ین گٹھا رکھوایا مزدورون کو مزدوری دیکر نکالا آپ خود کرسی بچھاکر بیٹھا ایستادہ کھولا خون کے دھبے معلوم
لگے حیران تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک
حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
منگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار
لیجے جوقت آنکھین کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کرلیا ہوشیار ہونے کا

کھینچے ہوے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا منظور
تیغہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا دو پارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ
کو لپٹ جاؤن مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور پر بس چلا
تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہو
تک بہو بجتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھ
مبرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجلو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے
دریا خون کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھایا
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کردیا ملکہ کو گرفتہ
ایک محافے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو
نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر وہ بند کسو کے آپ لیکے
ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ پہلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس
نے سبکو بدنام کیا محل مین جاکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر
بڑھ گیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آ
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مبرور لیے ہوے محافے کو آتا ہی مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جیب
مین مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر نہ لینے پایا اب محل مین جاکر اُس گیسو
کریگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار مان مغرورہ کی یہ حال سنکر دوڑی
مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جابجا مبرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہ ای
اس جلاد نے اُس شیر بیشہ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے
اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہاے کس بیکسی سے اُنکو
منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ
ہین ای مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین
معلوم ہوتی مان نے مغرورہ کو ایک کوٹھری مین بند کردیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کو

بجا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
وہان جاکر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا
روق نے ایک کمرے مین لاکر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی
ن وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہی وزیرزادی نے
بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
ے کی پشت پر جو کمرہ ہی اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلائے لاتی ہون حضور
بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون
بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہی رستم فوراً اپنے
ام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم
آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدا یکدیگر مصروف میخواری ہوے
ن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپر کھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنہ
ابیدہ بیدار رہا فاروق کوہ تن نے مبرور تیغزن سے کہا جاکر دیکھ تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو
ی جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
کہ دختر خداوندا نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوپر عرش اعلی
پہونچاؤن مبرور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مبرور نے پوچھا تم سب
ن کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین
کے دیکھو نیا گل پھولا ہی دیکھکر بہت خوش ہو گئے دوسری نے کہا بوا تمھین صاف صاف کہنے
کیا نفع ہوا ان باتون کو سُنکر مبرور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہی
معلوم نہین ہوتا مبرور پہلوان زبردست ہی دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مبرور بیتاب ہو گیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مبرور مجھکو چھپر کھٹ کے نیچے
ا چکا مبرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ بیٹھی ہین کہ او بیحیا کیا کرتا ہی مگر مبرور نے
تھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مبرور کو تیغہ

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری مین تشریف لیچلیے ہرچند رستم نے انکار کیا فاروق بہت
سے پیش آیا رستم کو بمنت وخوشامد بارہ دری مین لایا سب تاجدار جمع تھے براے استقبال اُٹھے
بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین اُسپر رستم کو جگہ دی ناچ ہور
ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر
ملکہ مغرور شیرین کلام براے شکار آئی تھین ذکر شادی کا سُنکر یہان تشریف لاتی ہین وقت
آپ بھی براے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھپر سراسر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبدارنیان انتظام کرتی ہوئین کئی ہزار کنیزان ماہرو
تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین وجمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھین
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو مین وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ مین اس کروفر سے سواری نمایان
ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہان تشریف لائے ہین وہ سامنے
کھڑے ہین ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر
بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت وشوکت مین بےمثال رعب وداب وسطوت وصولت
جاکران ہمراہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے
دل پر لب معشوق ہوے ادھر رستم تھرائے اُدھر مغرور ہرچند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آ
وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہین فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام مین مصروف ہوا ایک
سے کہتا ہی مین نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف
لائین آج وہ جلسہ ہی کہ اس سرحد مین کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا یہان ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار مین تھے تھکے ماندے یہان آئے ہین ہم جا کر کہین تنہائی مین
کمرے جو بنے ہوے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے مین فاروق نے ملکۂ عالم کو

ہاک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے قزاق پتھر برسا رہے ہین
تمنے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقون کی لڑائی کچی جھڑ دا دیتے ہین اس زور و شور سے
بالاے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چہار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھانس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اور
سوزن قبول سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے زخم کو باندھا
خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دو چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اُسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش
باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریار زادون کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا ہے
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جابجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان
صف شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث بے ملول ہوکر جواب دیا بھائی میرا سامنے کہ
دیکھ رہا ہی مین مسلمان نہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پانُون دونون پانُون سے د
اور ایک پانُون دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سُرین سے تا بہ ناف دو
جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تو تیرا ابھی یہی حال کردن مفتون کے قزاقون نے صد
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانُون رکاب مین
ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا بیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا د
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکار
اور تیغۂ ہفت جوہر چمکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر چم
ہو کر اسپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا ابرو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا ا
دامستانہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا ا
ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فوج چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے ر
تیغہ چمکا کر تین لاکھ کا فوج پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آ گرا سلیم و سالم
فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر
کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پائے جما ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُس
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بباعث زخم سر سے ا
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا ای مرکب اصیل مجھ
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قر
نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلند
کر کے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانۂ
زرہ مین رکھدیتے ہین جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھر آتا ہی سیکڑون زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیوش
کے لگائے لوگ پھبتیان کہہ رہے ہین تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دیوش عاجز ہو رہا
ہی ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوش کے نکل گیا لشکر سے
تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوش نے دیکھکر آواز دی ای رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مردان عالم کا یہ تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہون اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اُسکے بھی دو ٹکڑے
کرون اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹو رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے مُنہہ پھیرتے ہین تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سہینگے بعد اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوش نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا دیوش نے بجرأت تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس مین ہکے چلنے لگے آخر دونون جوان گھوڑون سے کودے دیوش کہتا ہی ای رستم زور مین
کیا کروگے ہاتھ پیر توڑ کے رکھدونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوش کہتا ہی ای رستم
کیون فساد بڑھاؤ مفتون سے کہکر خزانہ دلوا دو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جشن مین صرف ہوا
اب ملنا دشوار ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوش لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارا کہ
سر دیوش کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوش بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ رستم نے دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کر لے دوڑے
دیوش چاہتا ہی اپنے کو روکون مگر وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر دیوش کو لائے کیوس اپنے مقام پر کہہ رہا ہی آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ ہٹے
چلے جاتے ہین اکیسوین قدم پر رستم نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوش کے آشنا بزمین ہوگئے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوش کو زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اگر اپنی جان بری کو تو

دیکھہ رہی ہی کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے
گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوش دیو ہی دیکھو تو کیا غریو ہی میرا
دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے	رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے	آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے	نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو	کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین ای رند بقول غافل	تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوش نے پکار
کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان
جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرلون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا
ابتو خزانہ دینا خلاف ہی دیوش نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو
کو بھیجو جیسے دیوش نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آئے فرمایا
اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون
لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور
مقابلہ کرینگے کیومرس کا بھائی دیوش ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس
گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال
کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے
سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادپیما کلائیان مارتا ہوا دم سے جنو
میدان کارزار مین آیا دیوش نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز سپر کا لیکر برابر آئے نگاہ
کو ٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھہ رہی ہین کہ آپس کی نگاہ ورمین نیا مضمون ہوا سات قدم
دیوش کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم
ہی گنبد اُسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین
طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ
سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین
کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا مین سلیم و سالم کو بھی بخیر و عافیت
دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی
الغرض باہر مردان مین عورتون مین ہر خرد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھئین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر بالائے چرخ زبرجدی آیا
تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریا بے فوج کیوس
موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے ایک ایک سیاہ سالار پہلوان زبردست
ایک ایک بادۂ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب
سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے
بڑے رنج و ملال دیے اس کر و فر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ
ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی
کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی
مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم
فرماتے ہین ای سفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جواب دون
تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ
مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا اچمکایا بھائی سے
اجازت لی کیوس نے کہا ای دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفتون کس
زور سے بڑھا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے
تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث
نے کہا مین سمجھاؤنگا دیوث گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای سفتون تو
دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھیرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال تم نہ کرسکے

فوج کو کیسا لڑائینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان
اور نامآور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار پکڑ کے جم جائیگا رستم و
تھرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون
جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر بہار ہمنے پکڑ لیا
بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہمارے
رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی
رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جرأت
و شوکت پر بڑا دعویٰ ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی مفتون کی
اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے
آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب و پیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اُس
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین
ہی اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا تقاضاے جرأت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پر
خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو
عظیم ہمسے پہونچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم
شہرہ ہی اب کو قزاق جاتکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا
میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم
سالم کے نام کا دشمن ہی نہاین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جا
کہا عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون — ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے — میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب بڑا ہوا اختر بخت سیاہ کا — اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک — ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہی کیا — سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مرجاینگا رستم نے کہا ای مفتون ہم
وقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قدو قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و
بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین
رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین
فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جا کر
خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان
اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار
انتظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے
خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہہ دی
خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ
اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو
مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہہ پہرے بٹھا دیے
ہین یہان مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے
گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف
سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی
مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے قزاق دشمن کو گھبرا دینا مگر سے
کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار
مقابلے مین کیوس کے نجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرات کے
خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار
انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر او جواب چارسو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال
بارگاہ مین لایا ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے ۔ یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے ۔ تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا ۔ سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا ۔ اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا قسم ۔ الطاف وعنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیز ملازم
دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین
رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگا
رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدمے
بلند ہوئی رستم نے کہا ای سفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرائین تم اپنے یہان
رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام جو جتنا
جیحہ آتش ذرہ بمقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا
مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب
جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ کین بھیر دین اور رہی ہی مفتون مصروف خدمت ہی کہ ایک قزاق
ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای مفتون
اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بلاد
کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بندکر دیا کیومرث تاجدار
بادشاہ زبردست ہی اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک
برابر وہ اُترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بلا سے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین
جشن کیا ہی تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے راستے روک رہا ہی کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن
شہریار سب راستے تو روک گئے پھرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی رہ گئی ہو باقی ہی کہ ایک

[ز]ار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے ہین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو
[ل]باس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر
[طر]ف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
[لا]یا بالائے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے
[ک]ہا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ
[خداون]د صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے
[م]ین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم
[پُش]ت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اُسکے کہ رہے ہین
[ح]کم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے
[ط]بل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون
[ـ]سے سر جادہ طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
[رس]تم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان
[ہ]ونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزۂ
[خ]طوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان
[م]ین آئے مفتون میدان مین غربو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمہارا مشتاق ہون
[م]یری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب بادرفتار چمکایا قضائے کار
[بالا]ے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے
[لیج]او کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
[گھ]وڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
[ما]نند نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا
[رع]ب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اُترا جھکا کر سلام کیا کہا ای شہریار
[مد]ت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میرے بعد ا[س]
[ک]ی دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور پہاڑ پر
چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لو تمین بادشاہون
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر
ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسکا
عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادپوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زمین ہاتھ کی معلوم
مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکہ ابر ہٹا اور چاند نکل
اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھ
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا
عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی وہی قزاق یکایک شکا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کر کے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ کی
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کر کے باپ نے فوراً لشکر تیار
جا کر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب
کہ فلان صحرا مین جا کر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آ
او یار رستم نے سر سینے سے لگایا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق
پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی
کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھکر گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا
سلیم نے کہا ای باب آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خدا نے پہونچایا معشوق

سعدہ ہی رستم نے اُس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہین رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب مین آہو کے چلے اور سوار اور آہوون پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوے آہو کے پیچھے جاتے ہین آہو نے پھر بھر کال جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو پکڑی بولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ گرا حیران ہوکر اسی مقام پر ٹھہرے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایے مین ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

کام آخر ہوا اپنا صفِ مژگان سے — حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے — نہین ہوتی ہی مکافات عمل انسان سے
حیف ہی خاک کا پتلا نکرے یاد اُسکو — الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے
باغ مین زلف وخط یار ہی یاد آجاتا — کبھی سنبل سے اُلجھتا ہون کبھی ریحان سے
گردشِ بخت ہی یا گردش پرکار آتش — پانون اُٹھتا نہین اس دائرۂ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہی کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اُٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمین برگ وشاخ کا پتہ نہین اُسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوشنما تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن وگریبان چاک چاک درد کے اشعار ندکور پڑھ رہا ہی رستم حال زار اُس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اُترکر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کرین وہ جوان اور رونے لگا کہا کہ شہریار میرا درد علاج پذیر نہین رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہین سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہی تو بیدل نہو ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا مین فتاح طلسم ہفت پیکر ہون وہ جوان قدمون پر گر پڑا کہا کیا عجب ہی کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب مین آئے تھے اُنھون نے یہ نشان بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعاے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی ای شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہی غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہین ایک دن براے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک مضطرب رہا ہون حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہین

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو سا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہ رہا ہی کہ اہ ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بُلایا ہی ساتھ
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد
بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیز
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار نامہ لیکر
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب
بڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ اہ آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمار
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دوسو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم
چلا جہلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی اہ جہلال درواز
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جہلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جہلال کے ساتھ ہوے یہ
ایک سمت روانہ ہوے جہلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمار
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول
جو صحرا مین آئے نماز ظہرین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر کر کامل شکار طائران ہو
کر کے فرمایا اہ سمک کوئی آہو دستیاب نہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر ش

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آو کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوئے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تقلین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تنہائی
موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل
و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح
پہونچا دینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت
نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی کہ
جا کر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں مجھے کوئی سامان
بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط
سے بخوبی وعدہ کرکے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شبکو جشن کیا صبح کو اُٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر ٹکڑے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے
شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جا کر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے پہلے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک
مجبور ہو کر خاموش ہوا دو پہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین
خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد
کیا ہی اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی سب سردار سمک کی تعریفین کر رہے ہین اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے
مقام پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نمایان ہوئی
آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور د
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہی کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آ
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا ہاتھی پشتین اُنکی سوارون سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش مین لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین محیط نے کنیزون کو
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہی لاش کسکی لیے جاتے ہین کنیزین گئین ا
لیکر کے آئین عرض کی لاشۂ فیلگوش فیلسوار بمقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہین آپکے پا
فریادی آئے ہین اور حضور تین دن تین راتین ہمکو بھاگتے گذرین محیط نے پوچھا آ
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزون نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر فیلگو
اڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے ملینوش کی پیدا ہوا کہ سینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر
ملینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑ
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بند نہ پہلوانون سے اُسنے آکر سامنے فیل
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والون نے قصد کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردا
ہوشیار کیا اسی بلوہ مین فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہی اب طلسم
جو کوچ کیے ہوے آتا ہی ساحر اُسکے ساتھ موجود ہین قصر لوح کو بی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئین
طلسم کشا کو لے آئینگی بالاے قصر لوح پہونچائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اگر طلسم
حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہی اب اُسکو روانہ کرتی ہون کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کر
کہ ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہی
اس انتشار مین طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہین بہتر سے بہتر ہین آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہی آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکیگا
حصول لوح جو جاتا ہی شکست کھاتا ہی فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحراے فیلگو

جہلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان ای ملکہ عالم سحر نکرنا جہلال اور آفتاب تو مرگئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اڑگیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جہلال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی ای شہریار گھوڑے پر سوار ہوجیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سُنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون مکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرأت کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جبدن مسرا جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اُسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران نامور کے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرأت مین کب بند ہی اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای مہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا
شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا

اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی
آخر کار نظر سے مری دریا اُترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل کے جن مجھسے نہ ای آتش سودا اُترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہی جب نشہ صہبا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہر سیر
خون تری آنکھو نمین ای بلبل شیدا اُترا

رستم کے ہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا اسمک نے آواز دی آقا بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ دیا کو
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے ہوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار جھکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپیٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ہاتھ
کالٹھ گرا اسمک تو گرد پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایک ہکہ مارا
کو سامنے فیلگوش کے شل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا
جوڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہہ رہا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہہ رہے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا رکھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منھ کے بھل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون
جو حلے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ
بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے
حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے رہین بعد
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم
دونون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ایک مارا مع زنجیر
گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم
جو بمردی مارے کافرون کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی مگر چالیس ہزار نامرد ہین لپنا لپنا کر رہے ہین
بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے سناٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت نیچہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر ادر ایک طرف

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے جہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ جہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور نقد میر
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کود انیمچہ چمکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین بھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کہدیا اُسی نقب مین چلا جہرے سے آکر نکلا صحرا کا رستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
بشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
بشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار شیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر رہتے ہین
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اپنے آقا
کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ
دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر بشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور
بشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چار سمت سے ملازم دوڑے جہتر سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہرا بشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھکر حباب
دافع داروے بیہوشی رستم پہ مار دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کر کے اُٹھے نعرۂ رستم
ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جبر رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل بند ر + کہ بر تخت مرزوق
افگندہ شور + سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹا یا الغرض جو ہوا لینوش
اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا ہلڑ سُنکر جھومتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا قریب

دیکھیے رستم نے جو دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونون ہاتھون سے
تھاما دونون پاؤن پاؤن مین ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر لیکے ہکّا مارا مع نرخرے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑ گئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کود
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہو جان بچاؤن مگر خیال ہو کہ
نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا ای طلسم کشا مین شب کو مقابلہ نہین
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے پر سوار
ہو کے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا مینوش
کانپنے لگا کہا ای برادر سارا نشۂ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہو کسی فن مین
کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑ دونگا مگر کشتی مین کبھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر مین نے
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا ای سیاہ رو تو نے سُنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے
ہین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہنچاؤ
اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جا کے پکڑے لاتا ہون ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہو مگر میرے سامنے کیا مجال ہو کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار کر لاتا
یہ کہکے سیاہ رو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے
کر کے لشکر طلسم کشا مین پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہر
پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اُسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ
پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آکے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار آکے
جو دیکھا تو مُہرہ نقب کا ہو اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا
اسی مقام پر ٹھہرون بشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کر لونگا سمک تو حلقہ ہاے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا یہ قاعدہ مقرری رستم
بیہوش کیا بشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کود انصف نقب مین آکر سوچا کہ ا

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اور کسیکو نہ بھیجا
تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ بھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا
مینوش نے غواصی سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلا دون
انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزون سے کہا
صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ
نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق زور
انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
مینوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو آکر گرز رستم پر
پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک یلدائی
نے دیکھا کہ تتق گرد مین رستم چھپے چھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش غریو کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی
نہ ملیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین الجھی ہوئی معلوم ہوتی
ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو
بڑھاؤن سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے لوٹ کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہوکر فرمایا ای
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

تخت جمشید دخط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بر پا

ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو کردکیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھ بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار انکی جرائت دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب قدمون پر گرتا ہی رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ وکعبہ کا قانون ہی نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سرداروں سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیو کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھر آیا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا زور جو بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود فرنگی آج کل ہمارا ہی اور مرکب عربی پر سوار ہین گئے طرارے بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دُم سے جنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

قتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال
ر چالیس افسر بیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچین
تم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادۂ
شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیر خواہ ایسی خبر
حشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سُنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
ستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ
وارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
اہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
یکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین
یلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب بڑے سو رہے ہونگے
یار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ن اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سُنا کہ افسر ہمارا گیا اُٹھا اور چلا فوجین سب تیار
ئین ہر غول مین یہ ہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو اُن بیچارون کو بھاگنے راستہ
لیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کر رہے ہین کہ آپ لوگون
ے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ
یکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہی کیا کہین کہ کیسی تیاری ہی
پ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر
ن طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سُنکر فیلگوش فیلسوار نے
کم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اُترو کل میدان مین مقابلہ کرکے پس سردا
بھاجائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
ر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکر
ے اُدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب

نقابت کہکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے ۔ نظم

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کا غذ نگاہ سے طلسم کشا
کی گذرا جس سے مراد یہ ہی کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہی رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیار
آفتاب و جہلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے
ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایہ
آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر
ہوئے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین
نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جا
مسلمانون کو مارینگے سمک عیار اقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت
کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور قبضہ
تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کردون رستم مانع
فرمایا ای سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہی قضائے کار ملکہ
لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلائے پر کیا کر رہے ہین۔ کنیزین آئین
آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے
سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہی وہ لوگ تیاریان کر رہے
کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوئے باہر نکلین
سرداران ساحر اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے جہلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت
حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کر جواب
دیا ای آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہی اُس
آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ
ہی یا کوہ ہائے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلائے ناگہانی کے رو کنے کو خود
کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کر کے فوج دشمن کو روکینگے

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار
نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا اے افسر کیا حکم ہے فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ سخت پیش
آئیں گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہے اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہے یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپٹی بعض کی سونڈ
مین پٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس دھوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا ہے
شہرت نے عرض کی اے شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہے چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاءاللہ اگر وہ
بھی آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و مہلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کرسکے رستم نے کہا اے
آفتاب و مہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکرکشی کرے اور آگے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
دے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جہانگرد
کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون اے سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
سیاہ رو نے کہا اے شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہے کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر
ہی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار نشستہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے
بلکہ فیلسوار نیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کیون اے کلید عقل من کیا صلاح ہے سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہی کہ شہرت نکل گئی میرے قید
یہ صدمہ ہی اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہی لوح کے مقام سے ماہر ہی اگر تمکا
کرتی تو مجھکو کیا نقع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہی کہ اس قصر کی حفاظت کرو آ
گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہی جسوقت پکارو گے فوراً آموجود ہوگا جو کام کہو گے وہ کرے
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی یہان ہوا بھی نہ آئے
یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ
و سمک ملاقی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہو گئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا
انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جہلال وغیرہ برا
استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری
ہمراہ ہی سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ
ملکہ پر سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر کیجیے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھا
اُس تخت پر شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہو گی شہرت نے کہا اے شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہی کہ کمیل کو قتل کر سکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا ا
آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت
کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہو گیا سرخیل جو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہی سرخیل کو خیال جانبازی ہی چاہتا ہو کہ ہوا کا جھونکا
ادہر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے
کیا صحرائے نشاط آباد سے گذر کر صحرائے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہی اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا یا
سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لیکے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف	خود بخود شمشیر قاتل صورتِ اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد	خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ایذا دے پی تیغ ہلال عید نے	آج شبابہ یز شب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب مین ناسخ جناب درد سے	سُن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے کمیل حکم ہی بلکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچلونگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا اے سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہو بیٹھ جا مین تجھکو سمجھا دونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر بلکہ گھبراتی ہونگی مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طے کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا اے حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا کیا مین تجھ سے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا آب کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے ہمارا کفیل ہی ہم اُسکا سحر اُتارینگے یہ ہوش مین نہین ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس مین بند کرکے چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہی کمیل کو ہزارون گالیان دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین جو ٹوٹین سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بچیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منھ کے بل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی ہر چند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا اُسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

وہی ایک ہی نور شاید جلا یا
یہ بت سب تراشے ہین سنگ حرم سے

چراغ صنم خانہ شمع حرم سے
خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زند

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو
کہ ہی رونق شاعری اسکے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھکر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی مین اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھین اور عبرت کرین غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سر لیکر کہان آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم مین ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہان کمیل اپنی صحبت مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت مین تینون کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہین یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اٹھکر قصر مین آئی دیکھا قفس ٹوٹے مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہین کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے مین سوچ مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال برا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ مین چند ملازمون نے روکا انپر جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچا اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اسی طرح آنے دو خبردار روکو نہین کنیزون نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے
یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے

بعد مردن دوست جب ہمکو لحد مین دھر چلے
پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے

دور کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب
آفتاب ای میکشو آیا تو بس اختر چلے

ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا +
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے

مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے

بام گردون سے چلا تحت الثری کو آفتاب
اٹھ کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے

رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد مین
اڑ کے گلشن کو سرے کترے ہوے جب پر چلے

کو نیچے مین دبالے نہنگ نے سماک کو نیچے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری
ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آجاؤن
سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا
ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کرکے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک بہار...
آکے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان و اے مرہم زخم
خون چکان و اے فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگالون سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین
تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے
مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمک حرام تجھکو شرم
نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی
...ھ پیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور جسم انکی ملکیت
ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی چلکر خدمت مین رستم کی مشرف
اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو انکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم
تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ
سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے مسکرا کر للکاری او
حرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹو...
شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو بچایا
...رت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا
...رت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل
...ن مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

تھا ہستی مین ملک عدم سے
...سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
...ریاے رحمت ترا موج زن ہو
...مدر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دم سے
گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
مُحِق عفو کے ہون گنہگار ہمسے
ترو تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے ہوا لنڈھے کے شمسے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

ارے تار بندھ گیا کیون اے یاسمن تو اسکو پہچان کرلائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی
نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہی یاسمن کو
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین خواجہ
محیط کے پاس جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سمک تمھارا قید
شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آ
جاکر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہی بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو لے نکلون قید سے بھاگ جاؤن روز آب
پہونچاتا ہی مگر خوف سے کچھ کہہ نہین سکتا مگر بیقرار ہی ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا
پر شہرت کے گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت
بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس پلٹا سمک نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
یہ محبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جاکر
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اے سمک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کہی جا
سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا اے سرخیل
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہی اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ
مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون
ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہی وہ اُسکو بتا
ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اُتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زلفون سے سوزن نکالی کہا کہ

آباد رہین اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائین دین کہ کمیل خوش ہوگئی پہلو مین اپنے جگہ دی
شاہ صاحب نے کہا مین دو دن مین سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے مین شاہ صاحب بیٹھے
رہے شام کو کمیل نے کنیزون کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب
سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہی شاہ صاحب نے کہا بابا ہم
درویش صحرا گرد ہمین گانے بجانے سے کیا کام ہی البتہ شباب مین مرشد کے سامنے کچھ قوالی
گاتے تھے کہ چیلون کو حال آتے تھے وہی چیزین یاد ہین یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا ثنا ہی نہین اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم	بھر بھر دیا ہی موتیون سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے	ثابت ہی جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی مین کہتی
ہی درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے
جاے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جا کر
سمجھائیے کہ جو دل مین اسکے آگیا ہی وہ دل سے نکل جاے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان مین
پھنسی ہی ایک فقرے مین دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر مین جائیے اس کمبخت کو
سمجھائیے سمک جو قصر مین آیا نہنگ بحری کو قفس مین دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑکر قفس سے
لپٹ گیا کہتا تھا کیون ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی جفا
اٹھائی مین بھی جانبازی کرکے آہو تتار رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمھین رہا کرکے لے نکلونگا
یہ سب باتین کمیل نے ایک گوشے سے سنکر کنیزون سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑ لو یاسمن
کو کنیزون نے پکڑ لیا سمک یلدا تی جب باتین کرکے نکلا کمیل نے پکارکر آواز دی ای عیار مکار
ابے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر جا پڑا
کہ خنجر مارون اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مارکر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ گیا زمین نے
پاؤن تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منھ پیٹ کر کہا

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا مین آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پے گا
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل مین اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش و شاہ صاحب سے رخصت
ہوئی قصر معلق مین آئی آکر کمیل سے ذکر کیا کہا حضور حبیبدن سے مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا اس
مین آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہون بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نذرت
ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہی خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنون پر زوال آئے
آپکی ذات سے اس قصر مین رہتے ہین ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہین کہ جنگل مین ان
ہین نہین معلوم آب و دانہ کیونکر پہونچتا ہی وہ کہتے ہین اگر ہم اُس مکان مین آئین موکل اپنا
کردین غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا مین تجھکو جی
سے زیادہ عزیز رکھتی ہون تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل پڑھین موکل مقرر کرین کہنا اگر یہ دو دن
گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے
ساحرون پر بڑے سخت ہین قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائین تو گویا حیات تازہ پائین
یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہی یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا
سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس مین عیار کہان جنگل کے رہنے
شیران صحرا و غزالان دشت برائے قدمبوسی اُنکی آتے ہین مین نے بھی دیکھا العجز اُسنے ملی
اُنھون نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہی ہر جگہ مسلمان
بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہی کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دو
یاسمن جنگل مین آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آکے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیون بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہی کہ دیکھا
یاسمن آتی ہی شاہ صاحب ہمراہ ہین داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کہ انکو سطور
کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ مین الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانون کے بچے سامری و جمشید
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہین ہفت پیکر پر

یہ تو دونون اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی
ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونون اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذرے
رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے دیکھا شہرت
مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے
روکر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب باہر نکلی
کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آٹھ پہر دردمند ہی اب کوئی رہائی
کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی مُنھ کے
بل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین
پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال
کھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی ای سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا
اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے اُنکی سوزن
نکلجائے تڑپ کے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر مین جاتا ہی سمک با نہایت
عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جا کر ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ
یاسمن خوشخرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال مین دیکھا جا با کمیل سے کہون مگر نہ کہ اسکی خائف ہوئی کہ
ایسا ہو مجھپر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی
یاسمن خوشخرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا
درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوشخرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے
جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اُسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام
بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام
تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپکو لیچلو نگی پہلے کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا جا
مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہین اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہ طلسم
عمل بند کر دین چہار جانب موکل بٹھائین کہ غیر اس مکان مین نہ آسکے جب وہ اسپر راضی ہو تو مجھکو
لیچلو مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون چلے مین کمیل کے حاضر رہون شاید

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے
نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت
کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے
کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے آ
حال مجھ سے کہدیا تعریف خدا وند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھارے
عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کیکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہرت
نہنگ بحری کے بس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس ہے
سماک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب
سے پہونچا تا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہی ای نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور
سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاے کب ہمارا شجر مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور وستم اب سہا نہین جاتا | زمین کاش پھٹتی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا | حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر | مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین | بچا کے سا لٹے کو سر پر سے ہی ہما جاتا
ترے مقام کا ای دوست گر نشان ملتا | ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ کرہ تون کا بدلنا تھا تا بہ طاقت تک | ترے مریض سے ابتو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی | مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا | نکالنے مین کدھر دل کا حوصلا جاتا
نہین ہی کوئی بس از مرگ گاڑنیوالا | مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا
نکر تو گریبان ای برق مثل نخل چنار | مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ | بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب | غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند | چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

کہا ای نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ
مصیبت بھی نکلجائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر غنچۂ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ
ہو دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے
انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے
کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے ہو بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے
دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن
ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ
جنکا مثل نہ تھا یہین اُنکو یہان تک پہونچاؤ نگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
اور شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہتی ہو دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جاکر
شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہو اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہو کہ جو اُسکے دلمین خیال
طرف سے طلسم کشا کے ہو نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہو دروازے
پر سر ٹکرا رہا ہو کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ
کہتا ہو کنیزین نہین سمجھتین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہو گیا طائر تو اُڑ گیا
جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہو محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہو اب نہنگ
بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہے
نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا
ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرتے آئی تھی طرف سے
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کمیل سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا یہی سحر
وزیرزادی ہو عیار بر عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا
کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارون نہنگ بحری نے کہا ای کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق مہتر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تو قدم اقدس پر نثار کرون حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے اے نہنگ بحری
کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہو وہیں
بیٹھے بیٹھے اُسنے انتظام کر لیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی
اُسکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہو سمک نے ایک نامہ
محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہو وہ نامہ
بحری لے جھولی میں رکھا پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزون سے
کہ میری بیٹی بچھڑا ہو موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے
لفظون نے اُسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزون نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا
خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کسقدر بیقرار ہو کہ قفس مین تڑپ رہی ہو مثل
نو گرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا
نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرا ے محیط کے آئی ہو
حکم دیا بلالو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ مین دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جو
کہ ملکہ عالم کو جواب دینا مین نے انتظام کے لالچ مین بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤن
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہو کہا یہ سامنے جو قصر ہو اس مین قفس لٹک
جی چاہے جا کے دیکھ آ مگر سمجھا نا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہو
معلوم کیا آفت برپا ہو گی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت
یا جانور بنا دین یا جنگلون مین آوارہ کرین نہین معلوم کیا آفت کرین نہنگ اُسی وقت
کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجدی رکھا ہو اتنا وہ وسیع تختہ ہو کہ جیسے اسی
رکھے ہین ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولون کے مگر سرنگون غنچے دہن بستہ بے مرجھائے
شاخین سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر مین قفس شہرت لٹک رہا ہو نہنگ نے قریب
ہو ملکہ عالم مجھکو بچاتا مین ہون نہنگ بحری نزیر زادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے
طلسم کشا کا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو آخر مجھکو اس فقرے سے بھیجا کہ محیط کی نامہ
جاؤ آپکی ماں نے مجھکو بھیجا ہو کہ جا کر ملکہ کو سمجھا و خبردار جمال پر طلسم کشا کے نگہ نہ ڈالنا شہرت رو

قفس مین بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہان گلدستے لوح کے رکھے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا
شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ اے طلسم کشا تمھارے جرم عشق مین مثل جانورن
کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔ **نظم**

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین
یہ کیا ہے آب و ہوا مین جو اختلال نہین

تمھارے گال پہ بیوجہ لال لال نہین
جما ہوا ٹرکے شہیدون کا خون گلال نہین

نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہین

وہ کون لوگ ہین ہے دوستون سے رنج جنھین
ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہین

ہین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون
فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین

ہون اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت مین
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین

سوال جلوۂ دیدار اُس سے کر بیٹھون
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہین

جنون ہمارا ہے ساکن وہ دشت وحشت خیز
کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین

وہ بے نظیر ہے اُسکا کوئی نظیر نہین
وہ بیمثال ہے اُسکا کوئی مثال نہین

یہ وجہ کیا ہے جو ٹانگا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل مین حال قال نہین

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اُس رہ مین پائمال نہین

زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین

چھٹے اُو الفت گیسو سے آپ کو اے زند
بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

الغرض شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے اور قفس مین تڑپ رہی
لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کر کے بیلٹے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے ہین
تک آیا عرض کی اے شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ
بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے قصر گیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا اے نہنگ بحری
اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لا کر بتاؤن ہون

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جلکے جو ہوا گئی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین جو
جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ مُنھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے
نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جلنا مجھ پر شاق ہی
غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلوے قہر سے ایک ساحر سیاہ
بدخو ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہی کمیل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلا
رہی جا کر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہی ایک
اُسپر مینھ برسا رہی ہی مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہی آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہی کہتا ہی میرا سحر ایسا ہی کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہی یہان
تا بہ صحراے محیط جلاؤنگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے
بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہی موسیقار نے
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر مُنھ پہ ہاتھ رکھا یا زنجیر گلے مین
ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے
کچھ نہ کر سکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھ
مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو
کو گرفتار کیے ہوے لا کر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرنا
موسیقار نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار
کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلۂ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہو
کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھا
حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہی کمیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نور نظر ظاہر مین تمھ
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہی جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح بجیگی تب
رہا کر دونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہی جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے

ر مین براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اُتر پڑی
اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمات
سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے
لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار
نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے
گیل نے یہ نگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے
بغض و حسد رکھتا ہے جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑ کر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت
ہونچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی — گنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی — بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین — عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
تبسے وارفتہ ہون ای یار ترے جلوے کا — جسد و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی
زندگی ہوگئی آنے سے تمھارے ورنہ — جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی
بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم — اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی
فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد — معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی
وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت دلکو — تب وہ بیدار ہوے نین سے جب رات نہ تھی
ایک کلمے مین کیا تونے دو عالم کو مطیع — اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی
چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے زاہد — بیش از ین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

ستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہی
ہرت کی یاد مین بیقرار ہی ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغہ ہفت جوہر
بنکالا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا ہی شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین
ستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اڑ جائے
دونون زنگنین تڑپ کر گرین موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے ہلکہ دیا

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون
آفتاب نے گولہ مارا سر اُڑگیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال
بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہی اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال
دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اُٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم بھی
اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دلبہ کرنے لگی تپ غم ناز
چاک کے پھیلے پانون دامان تک
سوزش غم نے دل مین جاگہ کی

ہوش جانا رہا نگاہ کے
رنگ چہرے سے کر چلا
طبع نے اک جنون کیا
داغ نے آ جگر کو آلتش

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا
لڑنے سے معذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجۂ موسیقار
نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلگئی پکارکر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے
شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے
شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار نیمچہ کھینچ کر جلترنگ پر
جا پڑی جلترنگ نے وار اُسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان
گرا کہ سر تن سے جلترنگ کا اُڑگیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زور
غم مین خاک اُڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی
ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کردے گولہ جاکر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب
کہ زمین تھرائی آواز آئی ای شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین
اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ
شہرت کی بڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متموج ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگنین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہ
کیون ملکۂ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا ای مادر مہربان

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش	ز جان آرام بر باید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے در میانہ	کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اُس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان موسیقار اُس پاکباز کو گرفتار کرلین اور بہ ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا عرض کی ای شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہی اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو جاکر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی بنا سحر زیادہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سائے مین پشت بیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سر ٹکر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی مُنھ کے بل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تا بہ جھیل پہونچا اپنے کو پانی مین گرادیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین مین گرے یون آبرو کھوئی بناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ بڑھگئی کہ سب ساحر بد ہو اِس سبکو شکایت پیاس کی ہی کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرائت بات بات مین اسباب سحر جسم پہ آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہی جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اُڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحرون کو بھگا یا تو شہرت نے پکار کر آواز دی ای شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اُس لیر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہی اور ای ملکۂ عالم تمھاری خبر مفصل سُنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت شمع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کلیت علم شاہ جو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ بل ور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور علیین صاحبقران + نہ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر — زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی — وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین
طبیعت ہوگی برہم مجھسے ناحق آپ اُلجھین گے — خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین
شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو زندون مین کسی پر زندہ مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور
دختر بلند اختر لوحدار طلسم ہین ہماری مجال ہی کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین
شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر
جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے
تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے
یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر کڑکنے
لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سمک سے کہا درلشکر
گرد لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حقیر وہان موجود ہین
خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوے
اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنا سے شا
بجالائے - نظم

که تا سبزه روئیده باشد به باغ — گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد — همه کار عالم به کام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی
وہ اُسپر عاشق ہوا چاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہی بچیس تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہی ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہو لیکن انتہا کی زخمی ہوگئی ہے
کیا عجب ہی جو خستہ ہوکر گرفتار ہو جائے نام شہرت سنکر رستم کے دلپر تاثیر ہوئی بقول شاعر

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہو گیا جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا
پکار پکار کر آواز دیتا ہی آئیے میری آنکھون پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کوچہ رسم
محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا اے موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا نکالتین
ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا
صاحب سنبھل کے بات کرو لو حدار طلسم کی بیٹی ہو نہین معلوم کسوجہ سے آنا ہوا موسیقار
نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین
کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھو
ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت
نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکر کن
ان طلاسے بھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا
موسیقار نے بگڑ کر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش
رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جائے
آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل جاکران کنیزین خدمتگزاری کرون
شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے
باہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے ادر
سا دربا گیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ
نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اتبو موسیقار پکار اٹھا
ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام
تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس
کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

ہمارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین	بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تپہ مرتے ہین
پُر خوف الفت مین قدم اے زنار دھرتے ہین	تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
بیڑا عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا دے	بٹھائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ
شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو حدا تکی بیٹی آتی ہی موسیقار نے بنگاہ غور دیکھ
نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہی عجب محبوب مرغوب ہی بقول شاعر لطف

کیا کہون طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جلیسا کھڑا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہی نازک تر
وہ زبان کاش میرے مُنہ مین ہو
گنج لب آرزوے جان و دل
قند و مصری کو کیون نہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جاگہ ہی کیونکہ کہیے صاف
گئی نظرون سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تلک لطافت ہی
ناخن پا حنائی ہین ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہی کاذب
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات پر
دمبدم سونے گوش اشارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہون خدا نکرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل سے
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پر ہون
برگ گل ہاے سر دہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو

کیا کہون کیسا قد
پیکر نازک اسکا سب
کچھ بھی نسبت ہی تجھکو
رہے سنبل کے پیچ ہاتھ
دکھنوین بھی کسی نے
چشم پر میرے تیری
کیا چمکتا ہی ہاے رنگ
کچھ نکلتی نہین سخن
کیا کہون کم ہین ایسے
گوہر گوش باستا
اُن لبون سے جو کوئی کا
ہنستے دیکھین تو سو نہین
بس چلے تو گلے لگا
دل کشی مین تمام یک
صدر سے لیکے تا بحلقۂ
از سخن تا بت تا ل
تنگ اگر لیجیے تو قیامت
ساق سیمین مری کمر
گل و بلبل ہین سب تما
رنگ رفتار دیکھ مجنو

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین
پھنستا ہی شہرت نے کہا اے مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے
کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا اے نور نظر دیکھو مین
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹیا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی
اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا اے شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو
دیا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے نہ دیکھنا
بن کمیل کو کیا مُنھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ
خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا پہلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا
مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ اے نور نظر
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے
وعدہ بھی کیا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ کہکر نہین جاتا
اس صحرا سے کوچ کر صحرائے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگا ئین سب سردارون نے
یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
جھککر عرض کی جو آپ فرماتے ہین اے شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے
بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ
جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے
جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے اے
جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہوئین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر
کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ
شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا

آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہین کی
ہین ای کمیل یہان کیون آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طلسم کی نا
ایک طائر نے پکار کر آواز دی ای کمیل یہ شعبدہ بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو

سیکڑون مین کرتے ہین گر رندمی آشام رقص — مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح
کیجیے پامال نا آسودگان خاک کو — سیکھتا ہو اسلیے وہ سرو گل اندا
مردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین گلوگیر ہنسی کا — حشر کرتا ہو بپا تیرا ابتِ خود کا م
صبح سے لے صبح تک رقصان ہا وہ بام پر — چرخ پہ زہرہ کیا کی شام سے تا شا
سیکڑون پہاڑ ٹینگے پڑے گر بھی ہو رقص یار — وے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب
کیفیت می مین رہتا طالب ہون اگر مین قصر کا — ہاتھ پہ ساقی کے تھر کے اور دکھاو

کمیل بحسرت دیکھ رہی ہو کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا یا کیا جب گا چکا تو شُہ سے
چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اُن طائرون کی خاک قصر پر گری اور وہ طائر
گرا ایک چیخ ماری کہ او کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آ
جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلے نکلنے لگا کمیل تھرا گئی بیقرار ہوکر
جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو
سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا ای کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طل
اندھیرا ہو گیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقا
کہہ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر
اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان
عشق و محبت کے بالکل نابلد آٹھ پہر یہی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہو اتفاقًا ایک
بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا ای مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہو کہ مقام لوح پر طلسم کشا
قصر چراغ مین سُن آئین سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم ہو مین یہان سے نکلون جا
حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان میں لا
کیونکر وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا ای

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جاکر ملون اور اُس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسی وقت اِن
دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتارا وہین کا گلگونہ نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی یہین پاؤگی سمک و نہنگ بحری ارستم کی طرف چلے اور کمیل
محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سُنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکہ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان
جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند
ہفت پیکر کی کہو اے خورشید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذر رہی ہے اور یہ کنیز کون ہے سب حال معلوم
ہوجائیگا یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہاد کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اُسکے وسط مین
تھا قفل اُسمین دیا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی نیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اُس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے
خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذر رہی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل
زوال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ گم
نہان ہو آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گاتی تھی یہ عیارہ
طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالاے قصر معلق پہونچا دینگے جسدن طلسم کشا لوح
لیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہوجائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہوسکے وہ کرو اور یہان تمھین کسنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد
پر جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک سناٹا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے
کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جاے کتنی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیا

لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑ

گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین

مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اوسپر سو گلدستہ ایک

رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا

اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اوسی گلدستہ

پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا

کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے

خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین

یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ابکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤن

کیا خوب ساز بجاتے ہین بہ سبب اونکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین

کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نوعروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمائش

کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین

بی محیط کی بھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا

ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین

زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے

بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے در

دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اوٹھا لیجیے گا اسی قصر مین بیو بجائیے گا ایسے لطف

آپکی خدمتگذاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف

کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت

کو وہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر اونکی راے ہوگی تو اوٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی

اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون

کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجھ

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا
کیا ہو لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز
ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلون تو وہ بھی وہانتک
نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش
ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے
اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین
کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کردو کہ
اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو
تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے
گھڑی بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز
یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہوئین تخت اسقدر بلند ہوا کہ
انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہی اُسمین کمیل آکر داخل ہوئی
اُسمین جلسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادو کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا
جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل
مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع
کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔

نظم

لہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات ۔ ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آج کی رات
ل آتا ہو سیاہی سے شب فرقت کی ۔ گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات
ب آیندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل ۔ دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات
اب غفلت مین بھی ای یار رہا تیرا خیال ۔ نیند مین تجکو پکارا کئی بار آج کی رات
ے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے ۔ گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
ں جگر آتش فرقت نے جلاے ای زنہ ۔ ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

ل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی جو

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون سے پو
انھین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سرمیدان شکست
مجکو دی آخر مین زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھپک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہو جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پر دہاوڑا لیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا کہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہو ہمارے پاس رہے تو بہتر ہو شعلہ نے کہا
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہو محیط نے دونون کو
کہا اے شعلہ ٹھہر وہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہو ایک کنیز نے عرض کی وارثی مین نے
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے
گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام
اسنے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہین آپ کی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہ
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤنگی
تو گا کر اُنکو راضی کر دون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی وارثی
نہین آئین کہ اُسنے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہان طلسم کشا نہ جا سکے محیط نے
کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہو وہان طلسم کشا تو کیا طائر وہم وگمان بھی کا
نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذر رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھاڑ منھ پھاڑ تخت اُڑن پر
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز واکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ
ہو اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار ہمسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے سمجھانے سے

ہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب مین رستم کے آتی ہو نہنگ بحری سمک کی پشت پر کہتی ہوئی
و مہتر والا گہر جب شعلہ شکست کہا کے بہاگے تو اپنے کو ساتھ اُس لشکر کے مقام محیط کے
ہونچانا اگر وہان پہونچ گئے اور کپیل جادو کو آتے ہوے دیکھا اُس سے الیسار ہمہ پیدا کرو
ردو اپنے مکان پر لیجاے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہو کہ جو تم کہتی ہو یہی ہوگا یہان
علہ سلحشوری کر رہی ہو کہ شاہزادے گہوڑا اُڑاے ہوے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز
ی تو کون ہو جو میرے مقابلے مین آیا ہو مین تو موسیقار کی طالب ہون شاہزادے نے
ا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ ہر چند
نکر کانپ گئی مگر سحر کرکے اسنے پانی برسایا تلوارین شاہزادے پر گرائین بڑی کوشش کی
ر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو نیام سے کہینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ
برائی ساحرون سے کہا بلوہ کر دو اسکو گرفتار کرلو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
احرون پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر اُلٹے پلٹنے لگے ساحرون کے سینون پر
نے لگے کئی سو ساحر جو مرکر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے ارلو
حر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریاے جرأت ہو کب اُنکی ہیکا خیال
ن لاتا ہو جسنے نیزے کو اُٹھایا سنان نیزہ کو اُڑا دیا برابر آکے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب
ند سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحراے محیط کی طرف بہاگی —
ی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سماک کو اشارہ کیا اسنے فوراً آرنگ و روغن
اری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہو
ی دن مین شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چہوڑا آپ خدمت مین
ط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید
ی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
ہا ایک ساحرہ بیٹھی ہو اُسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اسکا ہاتھ
ا کہا مین بھی ساتھ چلون یہ دونون کو ساتھ لیے ہوے اندر قصر کے آئی محیط نے جو شعلہ
دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے اُنکے ہاتھ سے

جاؤ اور اُس سیجیا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آتی ہی مگر میرا
محیط کے نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر یرے کھلے ہوے شعلہ سحر
ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استاد کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اُسی وقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہوکے سامنے حاضر ہوے
نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا
لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سماب ماہی سحر و نہنگ بحری کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا
رستم کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا پائین پر ایک قصر تھا بزنگ
نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر سات
سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشاے ہفت پیکر تشریف لائے
آپکو مناسب ہی کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جائیے اُس سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونون کی قضا آپکے ہاتھ سے ہی جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائیے آپکے خدا نے یہ انقلاب کیا
آلبس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا محیط ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیے گا پریشان رہیے گا جسدن لوح ملی ہفت پیکر ہوا گر
طلسم ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر
مقام وسیع ہی کہ سالہا سال مین مرحلہ جات طی ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب
مرحلے جلد طی کر لینگے رستم یہ احکام سُنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا
اُڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین آئی سپاہ
کو پکار رہی ہی اسکا ارادہ ہی کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام میدان تاریک
ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے پیچھے

اکہ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب تیز پرواز ہو محیط نے
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اُٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار
مین یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام جلا یہان وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بیحیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو مین
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سمک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہی ہر مرتبہ جھک جھک کر
سامنے موسیقار کے آتا ہی ناز و کرشمے دکھاتا ہی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم
جلباب جادو کسلئے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین آ
کس سے بدلہ لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی گرہین پنجہ دیکر لے اُڑے کہ موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہو منہ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہی مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے
کہا مین ابھی موسیقار کو بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی اری شعلۂ شعبدہ باز کہان ہو کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ اے شعلۂ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر
چلی موسیقار جلتر نگ سے کہ رہا ہی اب محیط کو خبر ہوگئی وہ اب جھلا ئیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا کہا او شعلۂ شعبدہ باز آتی ہی وہ مجکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ نکالو
جلتر نگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ
استاد گرو کنیزون نے بارگاہ استاد کی اُس بارگاہ مین موسیقار آبیٹھا کنیزین صف باندھکر
کھڑی ہوئین شعلۂ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تھا اسنے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور
بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہی پکار کر آواز دی اے شعلہ آؤ اس بارگاہ مین تو قدم رکھو شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی ٹھہرا کے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
مین بیٹھا ہی وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہوا اے شعلہ فوج لیکر

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلاؤ
جاکے پکڑ لایا - یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا
بڑا بدمزاج ہے آتش قہر وغضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین کیون
جگہ دی تومین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہے تو محیط کا خراج گذ
ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو مہان تیر کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف
سہمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہے سینہ اُبھارے کھڑا ہے کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر
پر سوار ماران سیاہ بانہون مین لپٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدر سے کودا کوڑا مار آتشین
مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہے اور یہان آنے کا کیا سبب
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے بہا
بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہے تو اگر اپنی سلامتی چاہتا
تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عقاب نے کہا مجکو
کیا ہے ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہے اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے چھلا
کوڑا مارا کہ عقاب جھک گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب
کرتا ہے اُٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہے آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلا
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منھ
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سہمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکالکر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سہمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو
موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہے ایک مقام پر جو موسیقار نے ایک
تان ماری بقول حقیر فرد تو نے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + پھک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہے کہ شعلہ اسکے منھ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا انہم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر
نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہرچند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کرکے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی
کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہی عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بدانجام دو عورتون کو پنجے مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہوگئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سبکا خیال ہی اُنکے بندے ہین بی محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقار
جادو اور میرا چلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا
کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اُٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہو آرام لیگا
تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا بہت سی
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمائیگا
جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہے دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہے کہ مین اس ظالم کو جلاؤن
ساتھ مزے اُڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور رہو اکہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقۂ خاص لقب دونگا جب
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے
مین جو یہ پتلے فولادی پڑے ہین مجھے انسے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھسے صحبت منظور ہو تو انکو
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر محبت
جان ہے تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا
ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہی جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہاین معلوم کیونکر بیٹھیں آہ آخر ظاہر ہے
تمکو مجھسے جان کا خوف ہے یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس
ہو گیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہو گیا
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب پتلے کھولکر جالینوس نے الگ
اتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا
وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہو گیا چاہا گود مین لون عیار دور جا بیٹھا وہان سے اشارہ کیا
کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اُتارے لڑکی کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضائے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا ارے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو یکتا
ئے روزگار تھا اُسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پر ہے کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک عیار طرار فنطورے
لگائے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہا ہی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا ہین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پر بچہرہ کے لٹک رہے
ہین اُنکو محبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون تم کہ
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرلئے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہو گئی کہا ای عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہو گئی کہا ای عیار اب تو میری مان بھی تجکو نہین پہچان سکتی کسی خال وخط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون ای نازنین اب شر سے بازآئی ایکے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا ای
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجالاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلالیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جوگا نیوالیان
گارہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سُناؤن یہ کہکے باجا اُٹھایا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجاکر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہا ای گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کردیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو گا ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤ مین گرفتار کرلایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے فریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسنے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلالیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قیام کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو بہاوے معشوق لقیب صیاد و گلچین سے
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُسپر سحر سے فرش
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون
رکھکر منت سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو
شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر
مین آکے اٹک پڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کا کلام سخت
تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہی جواب دیتی ہی ای ملعون انھون نے تیرا کیا لیا جو تجھسے ہوسکے قصور
جو تیرے دلمین آرزو ہو دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہوگا جالینوس نے
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شرابخواری مین مصروف ہوا پھر رات گذری تھی
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہی ایک ساحر
مسند پر بیٹھا شرابخواری کر رہا ہی دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر
دلمین کہتی ہی یہ ساحر تو یون بیٹھا ہی جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھا ہی کیا دل مین سمجھا جو میرے
قبضہ کیا زمین پر اُتری پکار کر آواز دی او ساحر تو کون ہی کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے
بہتر ہی جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم اسمین آکر
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر
کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اُٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرے
ماہی سحر جلیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہو گئی کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہی افسوس

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب سے ملے | پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب سے ملے
ازل سے اُسنے دیا ہی وہی جو زیبا تھا | گلوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب سے ملے
رونے والا جہان سے اُٹھا ہو نہیں ایسا ہر نالہ | جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب سے ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہین سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو مین زیر زادی
ملکہ کی نہنگ سحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو گانا سنیے ملکہ نے گانے کو منع کیا
سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ سحری بیتاب ہوگئی ہنس ہنس کے اس سے
باتین کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہین سمک نہنگ سحری سے باتین کر رہا ہے
کنیزین اپنے اپنے کام پر مامور ہین شراب و کباب لاکر رکھ رہی ہین کہ یکایک ہرکارون نے
خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ مین بیٹھے ہین یہ سُنکر جالینوس جل گیا غصہ مین
آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان عاشق و معشوق بیٹھے ہین کہ آسمان سے نعرہ
ہوا باش او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی پہلو مین لیے
بیٹھی ہی یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغہ ہفت دھار
لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحسرت
دیکھ رہی ہین کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونون کو پنجے مین دبا کے یہ کہکے لے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے
اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کرون کہ تڑپ تڑپ کر مر جائے مین تو خود
اسیر عاشق ہوں یہ نہ سمجھی کہ مین اسیر مرتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی
دوش سے لی چلہ کمان مین تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اُسنے سحر کیا کہ تیر
پلٹکر گر آئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے
لشکر مین آئے جلال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملول پاتے ہین ملازمان رکاب
گھبراتے ہین رستم نے کہا کیا بیان کرین کہ کس بلا مین جا کر پھنسے ہمپر تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ
نہین سکتے سردارون نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا
سردارون نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہی کہتا ہی نہین معلوم نہنگ سحری پر کیا گذری کہ
لگے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائین غلام پتہ لگاتا ہی لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال مین تھا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے بر باد بلے کبھی ہاتھ
چمکی کسی کا سر اُڑگیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا اسنے جو ہلڑ سُنا ساحر
ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے
لڑ رہے ہیں ساحر روک رہے ہیں سحر اُنپر تاثیر نہیں کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو
آفت میں پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجرنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب
دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیر زنی انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت میں جو ق
لکھا ہی اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے
جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجرنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجرنگ نے
پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے للکارا بجرنگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب
اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر
پہنچے سمک نے آکر حقہ آتشبازی مارا بجرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت ج
جیسے ہی تیغہ چمکا بجرنگ کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجرنگ کا سر کٹ
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سمک لڑتے ہوے قلعہ سے باہر
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہو ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھ کر آواز دی اے شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتا
پھول آنکھیں کھولے انتظار میں ہیں غنچہ ہاے دہن بستہ مشتاق جمال ہیں اب خدا نے اپنا
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین
بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ میں داخل ہوے ماہی
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر باغ میں لائی بارہ دری میں لا کر بٹھایا شراب و کباب
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر
کی مذہب خداے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائیں آپکی خد
ہیں شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ

شگفتہ روح ہو اسکی مجھے ثواب ملے		دلاؤں فاتحہ بلبل کا جو گلاب

جاتے ہین مقام تک پہونچاتے ہین ایسا نہو کہ کہین کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائین آٹھوین دن
محیط کے پاس آتی ہین وہین کوئی گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بجرنگ جادو کو
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اُسکا قاتل ہو اچھی طرح قید کرنا مین تو آج
روانہ ہوتا ہون کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا
ملک کہ بصورت مبدل یہ باتین کھڑا سُن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہی آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چارسو جادوگر گرد مقرر کیے اور
تاکید کی کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمہ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہر وقت
دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا یہ کہکے
دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اُسکو قتل کرو
ملک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر جہلال و آفتاب سے کہون
دیکھون کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون
تھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادۂ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے
بچالیا قاتل شاہ قصر سیاہ مین قید ہی جیسا حکم ہو وہ بجا لائین ساحر تو اُسکی عرضی لیکر اُسطرف چلا
ملک قید رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جادون
کے زیب جسم کرون بجرنگ کو مار کر وہ کل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہی کہ مین جاکر عیاری کرون
تو اندر قصر پہونچون مگر چارسو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو
جادو نگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت
مبدل قلعے مین آیا دیکھ رہا ہی کہ آقا قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین کہ دیکھا سنے آفتاب نے
نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زرہ پہنائی تیغہ جیسے ہی
ہاتھ مین رستم کے آیا ماران سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے
بجرنگ کو ٹوکا پایا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مارلو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کر لین یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای ر
اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہی کہ م
بیٹھے گھبرائین کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہی دیکھو تو کیا کر رہا ہی صاف جواب
کہ یہ خیال محال ہی ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے
سحر پر سوار ہوکے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس
صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا جھلال کے پاس آیا ا
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم ک
کب جدا کرتے ہین سماک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہی واقعی اسم بامسمی ہی ارسطو فطرت لقمان
خدا اسکے مکر سے بچائے جھلال نے کہا مین جاتا ہون سماک نے کہا وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو
افتاد پڑے مین جاکے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات
رہو سماک باہنا ے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہی کہ جالینوس ماہی سحر سے کہ رہا ہی کہ
بڑی خوشی کا دن ہی تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہی ہان ایک خطا یہ ہوئی ہی کہ طلسم ک
لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہین عزیز انکے جا بجا پھیلے
اور واللہ انکے اس قصد مین ہین کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہون ہر چند وہ طلسم کشا نہین
اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہی کہ انکو قید کرو خداوند کو عرض
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس
کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحراے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہی کہ ہر مشکل کو کم
آسمان سے آتی ہی کچھ خبر سنا کر چلی جاتی ہی رازدان لوگ کہتے ہین کہ اُسی کے پاس لوح ہی ضرور
ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہان طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو
مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیز داران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب کبھی نہ
ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہی جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہی کئی ہزار گز مین
اُسنے ایک مکان بنایا ہی اُسی مین رہتی ہی وہان کوئی جا نہین سکتا ہی ماہی سحر نے کہا یہ سب
مگر طلسم کشا کو قتل نکروا انکے عزیز خاک اُڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہین او

اور کہا صحراے نشاط آباد خالی پڑا ہی تم جا کر اپنا دخل کرو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہی اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط نے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا بڑا انتظام
مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہی۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ مین آکر کار گزار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ مین ٹھہری بعد اسکے کہا کہ مین اپنے
باغ مین جاتی ہون اب جالینوس اس فکر مین ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون تب ماہی سحر پر قبضہ ہوگا
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام مین پہونچا خادمون سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہین خادمون نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہین تحفے اُتار کر رکھ دیتے ہین یہ دریافت کر کے
باغ ملکہ مین واپس آیا یہ فراق دلبر مین تڑپ رہی تھی نہ کھایا نہ پیا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم مین
مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ مین تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہون کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہی جالینوس
نے جوش محبت مین بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے مین اُٹھا لاؤنگا مگر اب آپ
مجھکو اپنا غلام جانیے بخدمتگزاری سرفراز فرمایئے اس صحرا کو ایسا آباد کرون صحراے محیط سے بڑھا دون مگر صبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہون آج مفصل آپسے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤن کہ محیط
بھی اپنا محسن جانین خداوند مرتبۂ مصاحبت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتین جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئین مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
نکلکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام مین آیا ایسا
مقام پر آکر دونون پاؤن زمین مین مارے بارگاہ طلسم کشا مین آ کے نکلا دیکھا کہ حقیقت مین
طلسم کشا آرام کر رہے ہین تحفہ جات علٰحدہ رکھے ہین اسکنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے
غرض اسی حال مین طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہو کر چہرے پر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کر کے قلعہ
مین آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادون کو بلاؤ جلاد آئے دارین استادہ ہوئین طلسم کشا

انسان کے گویا ہوا جسطرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا مح
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر شنکر چپ ہو ر
غم ایسا اسکے دلپر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر
نشاط کو جہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی
کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو لبساط
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کر
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ
ہماجو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری مین دخل نہین دے سکتی ج
جاتا وہ کیا مگر نشاط و لبساط خیر خواہ خداوند تھے کس شدومد سے تدبیرین کین آخر
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے
کہا ای نور نظر بہت نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ
پہونچا یا ہاتھ سے جہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انت
کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اُسکو تمھارا ملک بخشنے د
وہ جاکر خوب انتظام کرلیگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ اف
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو مل چکے ہین سحر کسیکا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر
کریگا لبساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل م
محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کرلائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہو
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان

کچھ جواب نہین باتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے
کہتی ہے اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو اُس مغرور تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اس سوچ
مین اُٹھی کہ جا کر دیکھو تو آؤن رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا اُسمین آکر بیٹھے
نشاط فکر مین تو تھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے
گلابیان لاکر رکھتا ہے نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکے
اندر آیا کہا اے آقاے نامدار ایک جام نوش فرمایئے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہے کچھ تو اسنے بہتر سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہے فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے
چلا یہان سماک راہ مین کھڑا ہے زمین پاؤن نہین چھوڑتی ہے کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ مین کھڑا ہے رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہے آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے
سماک خیر تو ہے سماک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہے میری عقل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سُنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہے جو آقا کو
لیے جاتا ہے نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہے کہ
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سُنکر جہلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہے خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیچلا تھا آفتاب نے جا کر روکا
دونون مین مقابلہ ہو رہا ہے مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جہلال نے جو یہ معرکہ سُنا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہے مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہے
جہلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھ کے پھینک ماری پشت پر جا کے
نشاط کے بڑی سینے کو توڑ کر پار گذری اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام
ن نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
ری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑ کے اُٹھا لیگیا محیط اپنے تخت پر
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مشعل

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے لبساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوئی
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہو جائیگا عیار باتین کرتا ہوا لبساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھا لو لبساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا
نے جا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار کا سہاک لبساط
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے لبساط نے کہا ای خدمتگار
ہفت گوشہ تو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اتنو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ
ہوے اب مین انکو اُٹھائے لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو لبساط جھلا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کمر مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ
کا اُڑ گیا سماک نے لاشہ لبساط کا بیرون لشکر پھینکا یا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آ
اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین مان بیٹیون نے بڑ
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفت
طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین
ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند
منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کر کے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا بھیلیے قراول ممکن کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے بھیلیے قر
میر شکار وغیرہ ہمراہ کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بمثال رستم دیکھ
عاشق ہوئی پانو گرفتار کرنے کو آئی تھی آپ خود گرفتار طرہ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھتی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان
دیکھا پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانہ دل کو ویران کیا افسوس مین حیران ہون ہرچند دریافت کرتی ہون

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس
مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہ پاٹ کو پھول
چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول
دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہی سو اسکے لیے
مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اُٹھا لیے مالن نے
تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہی سب نے موہن بھوگ چھین کر کھا لیا کھا کر
بے ہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو
رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا
کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہی شہر
مین کیسا ہنگامہ ہی لبساط نے جو ہلڑ سُنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے
تڑپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہی ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور
عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے
اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب
غافل اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح وشام مین لاتا ہون
یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا
بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہی دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار
ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو اُدھر لبساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا
ایک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام
سے اُٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہی اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم اُنکو گرفتار کرادیتے تنخواہ ہماری نہین
دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہی کہا اے خدمتگار اگر
تو اپنے آقا کو گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری
دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہی کہ
مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرادیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہو شراب پی لے
حاصل کرونگا نازنین گھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل
دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے
چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے
تو کون اسنے چاہا اُٹھکر خنجر ماروں کہ زمین نے پاؤن تھام لیے لبساط نے سحر کیا
روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اُڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دُبلا پتلا عیار ہے
نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہے
تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ
اسپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین
سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے
جرٔ لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو پوشیدہ طور سے لیلو
ہمارا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہو یہ کہکے کچھ
تو بڑے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا
میری جان ہو شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے
مین پہونچی بیہوش ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اُسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہو کہ سردارون کو
کرون سرخرو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہو کچھ جادوگر
ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالی کی
شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ

سے باتین کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی لبساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای برادر آج کیا کیا لبساط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا ایک فکر
لگائی ہی وہ یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہی پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جس دن اُسکو گرفتار کر لاؤنگا اُسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے لبساط کی زبانی یہ معاملہ
سُنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف لبساط کے متوجہ ہوا اُسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا لبساط نے پلٹ کر
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تُتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کر کے عرض کرونگی لبساط پیچھے
دوڑا جلو خانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین
رہا لبساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین لبساط کے ساتھ ہولی لبساط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین لبساط نے کہا صحراے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اُترے ہین مین جملہ سرداران
ساحران کو گرفتار کر لایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہی اُسمین سبکو قید کیا ہی اب
امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لبساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی کہ
لبساط کو کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کو ماحضر
ایک جام مین پیون لبساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے لبساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو لبساط نے زیور جواہرات کا سامنے اُس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو لبساط نے منت کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تاکید کی
فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر
سے نکلا پانچ کوس راہ طی کر کے نکل گیا ایک پہاڑ پر آ کے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی
ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ
سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان
محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھراتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی درگہ سالار دروازے پر آیندو روند بارگاہ کو سالم
رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی
بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا
دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے
عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز وہ
آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجھکو اور میری مان بہنون کو
سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کر کے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کمیدان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سامنے
کانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم
ہمکو دکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

نقابدار نے عیار کے ساتھ کہے فرمایا ملکہ کو لشکر مین پہونچاؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوے فوج کے پانوٴن اُٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہین لوٹ لین اور بفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آکے اُترا مگر رستم طرف
صحراے محیط کے چلے جاتے ہین صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط مین پہونچے ہین
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہے ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہین
لشکر آکر اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو بمقدمہ طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم مین پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینون چیزون کو پایا اب فکر مین لوح
کی ہے تا بہ صحراے محیط جائیگا وہان سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوح مین مصروف ہوگا لہذا یہ فکر واجب
و لازم ہے کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ یہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ مین جاکر اس جوان کو پھیر دونگا مگر اے برادر اُسکے ساتھ
آفتاب و جہلال بھی موجود ہین ہم پہلے انہین کی تدبیر کرونگا اے برادر ایسی فکر کرون کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر مین طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر مین پھرا کیا صبح کو
رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان آفتاب روتے ہوے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش مین نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جہلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند
خواجہ نامدار ہو پتہ نہین لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا دیگا ایک
ہفتہ عشرہ مین رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوے رستم کو بڑا قلق ہوا
جب دربار مین آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا
آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوے اب اگر پتہ نہ لگا تو ہمارے سامنے نہ آنا

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا اے یا
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے منھ سے
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آوازہ آئی منم عیار نقابدار اوبیحیا دیکھ یون لیتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقہ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور
لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہے میلان نے آواز دی یاروینا عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے
نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے تیغچہ کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کو رہا ہے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہے کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیزے کھا رہا ہے مگر
لڑ رہا ہے مہلت پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ
آخر زخمون مین چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہے کہ ای معبود ناموس آقا کا
ہے اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہے یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو
کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ
گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین عیار بلبلا رہا ہے مگر اسطرح نیچے مار رہا ہے کہ کوئی
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہے یارو گھوڑے اڑا کے ا
ادھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑا
اڑا دین اور نیزے مارتے ہوے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوے نیزے
لینے کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اڑا
آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا
نقابدار نعرہ کر کے انھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو
نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے ان سوارون کو مار کر عیار کو
قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی
خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی

اور پھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے
کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجاکر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین
کرتے کرتے خاصدان کھولا گھائی سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہی کہ کس طرف
سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہی عیار دوڑ کر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلاکر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کردیا کہ مین سو گئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے
اُس نقب مین پھاند پڑا آخر مین نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وفادار کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوائے
میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر
کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سرور بار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب انکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو سامنے میلان کے پایا خدا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر
آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجکو بلوا لیا بہتر یہ ہی کہ محبت سے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند
کرکے پکاری اٹھیں ای مالک بے نیاز وای رب کارساز میرے وارث کو بچا ملکہ
بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہی سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش فوج مین گھرا
کفار کا چہار طرف سے بلوا ہی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے
کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت بھا لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے
فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ
تمھارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا
نے کئی پلٹنین ورسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے
پہونچا دو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقابدار کو بیچ مین لیے ہوے لڑتی بھڑتی
نقابدار نے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا کنیزین واسطے خدمت
مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہین نقابدار تو آپ کی
بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے
مقابلہ مین اترا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہی جب پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو ز
بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہی مین طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی
پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو حیرالاعیار نے
اس جوان کا چرالانا کچھ بات نہین ہی لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدی
بات ہی مین اسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو
لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ یون بدی بہا نکل جاے اور ساتھ معشوق کے
اب آپ کی اسی مین نام آوری ہی کہ مین گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے
خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس
مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی
کے دروازے پر محلدار بیٹھی ہی کنیزون کی آمد و رفت ہو رہی ہی کنیزین اندر سے آتی

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جاکر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقابدار لے بند نقاب
ہوے بر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آ گئے اُسنے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُسس
جنگل سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہو زنار پلٹ
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی انکا
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
ڈالکے کمند باری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین ای ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہو کہ اگر باپ کو خبر ہو نچگی لشکر لیکر آئیگا اُسکے
پاس لشکر بہت ہو یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین بیس کنیزین کہ جنکو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا
اُسکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
اُسکے ساتھ نقابدار لے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا ہو ملکہ سے کہ رہا ہو جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آ پڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہو تب نقابدار گھیر اجاتا ہو ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیر اندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے
میلان چاہتا ہو بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھ کے سینہ سپر کرتا ہو نقابدار نے

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ
شمعہاے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پانو
کسی ظرف پر پڑ جاے کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کر کے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہے خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہے جسنے استحقاق ایسے یہ دل
مارا کیفیے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم
کہ آفتاب نکل آیا زنار ٹھرا گیا اپنے کو ضبط کر کے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فوج
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھ
اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون
سے دریافت کیا خیر و عافیت ہے پردہ اُٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین کہا
ہے بڑا غضب ہوا نقب مین کود نقب کو طے کر کے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا نگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہے ایک جھیل پر پہونچا خیال مین آیا
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہے کہ یہ جوان کون ہے گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے حیران ہے کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑاتے ہوے چلا آتا ہے
باز پر لیے شکار چھوڑا ہے باز نے جا کر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پر آکے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہے اس چاند کے ٹکڑے
کو کیون باندھا ہے عیار نے کہا مین عیار ہون سیلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بجے کمان مین جوڑا
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے

بلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادۂ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ اشفاق کو
ملاے برمار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہی جواب
دیتا ہی کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز رو بلاے روزگار ہی اُس سے
مروالونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کہ سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہی عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر ہی
عیار نے خبر دی کہ اُسی نقابدار کا لشکر ہی جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار
کو جرالا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلاے روزگار ہی یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہی آگے بڑھ کر آواز دی اے برادر
ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو
عیار نے کوئی بات دلمین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرادونگا مین اُس شہریار کا
عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہاے کمند مارے محکوم نے سبک ہوکر جست کی حلقون سے
نکلا عیار نقابدار اتنے مین نیمچہ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی
دیکر نیمچہ مارا کہ سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو یہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر
کہا کہ تیرا بھائی براے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار
چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اُٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہی مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر
نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودتا ہوا

اور بابان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آپس میں
ہو اگر اُنکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تم پر دباؤ ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کو
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین
نے کہا ای مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہی ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہی کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہی جب صاحبقران
وعدہ کر چکے تو انسے لڑنے کی کیا ضرورت ہی طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بہانے صاحبقرانی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرض
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے سا
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آونگا
تحریر سے یہ ہی کہ شاہزادے اُسی مقام پر اُتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت
صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے جہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ
قبلہ و کعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہی ہر چند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ مؤید من اللہ
یہ نقابدار بلاے روزگار ہی خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہی
ایک پہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گذار ہفت پیکر اُسنے جو بالاے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اُترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سُنا
جھلایا کہا گو میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر حملہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا حملہ ہے تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جا پڑے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئین لالان کوہ پیکر سپہ سالار
اس لشکر کا ہے فوج کو ترغیب دے رہا ہے شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے
اپنے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ لالان کے دو ٹکڑے ہوئے نقابدار نے عرض کی کیون حضور
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوئے تھے
شاہزادے نے باڑھ بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون جوان
گھوڑون سے کود ے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے
زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہے الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے دونون فوجین کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہین قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن
رہتا ہے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہے شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اُس مقام پر
کہ جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آ کے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونون
جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہے اس
لیے پھرتی ہے صبا دوش پر آج اُنکا غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے

رباعی

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — اے مقیمان عدم حال کہو کیا
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر مین تنہا
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا نہ

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہے کہ دشمن پر
لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب
اور پکار کر آواز دی اے رستم اب نکل تو حال معلوم ہو میرے بھائی کو ملائے پر مارا
دلہ ہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جاسکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے
دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو
جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق
پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہے پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ
نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بارڈھ پر تلوار کی فوراً
عالم کا کھل جاتا ہے بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار
نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالا تلوار
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا
سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جوا
کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین
تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ
ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اُٹھا دیے

تخت مرزوق افگندہ شور رہا نعرہ کر کے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
کیا یہ حقیقت سمجھتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑے ہین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو
ان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مار کے گرایا کئی جوان ہوائی
ت پر مارے اب کوئی پشت پر نہین آتا رستم لڑتے ہوے برابر اشفاق کے پہونچے للکار
آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہی خود سامنے نہین آتا لشکر ہین آگرہ جو تجھ پر گذری
سکا عکس بیان کیا اب یہان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھرفے سے
ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سوارون کا شاہزادے
دہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مار کر قریب پہونچے اشفاق نے
نہ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
ل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ
سلح ہو کر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہین اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا
دیکیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
مارے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہی کئی افسر
سنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ مین
تم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب مین اپنے بھائی کا عوض اس سے
نگا اسی کو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا
شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ اگر آقا ہمکو حکم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولون مین لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہین مانتے آفتاب فلک سیر
ہلال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہین
افسرون سے آنکھین ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہین۔ نظم

ت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
س باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
ڑون قافلے راہی اسی منزل مین ہوے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً بلا آ
سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و
قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق کی پریشانی ہی اسی وقت یہان بھی طبل
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاسے
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلا سے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہر چند آفتاب و جہلال نے عرض کیا
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہٰذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران فوج
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری ہا
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہیں دیتے ہوسکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار بزازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ طلایہ
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر
پر آتے ہین قضا رے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اور
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا ہارو ہوسکتا ہی
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین ملوہ کرکے گرفتار کرو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کرلین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کرلینگے اشفاق
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم بیان
ارے خدا اولاد امیر عرب ✚ کیست علمشاہ بہ رستم لقب ✚ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقما وزرا افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
بادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرای دلشاد سے
تا بہ بلیشۂ زر ریزہ ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمھارے افسر صاحب آئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو
اُسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی لے چلینگے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہو کر لیٹ پڑا رستم نے گھیٹر ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھین کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہی رستم نے
کہا ای اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اُٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سنکر نہایت مکدر
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اُسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزاے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

گر ینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاباش
کھاکر ایلچی جاے یہ جو اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑ گیا فوجین آنے لگین تھوڑ
مین تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا
جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرا مین اُترے ہوے ہین صحرا
دل شاد اس صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی
آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے
بجاتے ہوے سامنے سے نمایاں ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری
تھی بس اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین
ہوا ہمراہیون سے کہتا ہی کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع
لگر بھاگ جاے تو بہتر ہی ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان
تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ار
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آ
ایلچیا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا
کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آ
لکھیے مین جا کے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جا بجا خیمون مین ساحرون کو اُتر
دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہتا ہی یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین جھلا
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہی پا
رہا ہی لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جا کر بدعت کر دونگا
سر جھکاے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا
ہماری خبر کر دو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے
ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا جھلال و
اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے

…بھی قیس لیلےٰ کا جویا ہوا | کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا | ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
…ہر وقت لیلےٰ سخن و جمال | قرین قیس کے آرہی تھی نظر | اسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
…ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا | وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا | کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
…لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے | کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی | غزالان صحرا سے الفت رہی

قمر داستان مرصع نگار | لکھو جلد آئی ہے فصل بہار

…ہرہ دشت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت
…ان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین۔ شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش +
…مین ریخت گوہر بہ دامان گوش + رستم بیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحراے محیط
…کے روانہ ہوے محیط بیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہے انیسین جلیسین جمع ہین
…آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا
…اندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول
…اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے
…را کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر
…لسم باطن مین چلے جاینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ
…یغۂ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو ل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا
…ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب
…ھا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا
…لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ
…ستحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جا کر راہ مین
…تار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے
…ے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق
…اچینا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہے کہا
…کہ رستم فرزند حمزہ بارادۂ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابدولت کوچ

گرائی امیر زخمہ وزی کرا کے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ
.. ہا ہی کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے
پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ مین داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا
نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کین ملکہ زہرہ معروف عیش ونشاط ہوئین کہتی تھین
خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بیجکر جرا منگایا خواہان وصل تھا
مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائن
دے رہی ہین بلائین لے رہی ہین صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی
کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالارون کو بلا کر
طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحب قران طرف کوہ بوقلمون کے چلے
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دوکلمہ داستان شوکت بیان رستم بیلتن کہ طرف صحراے محیط کے تبلاش ... چلے ہین پہونچنا تا بہ صحراے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ لکھتا ہون رستم کی اب داستان
وہ ہی داستان جلالت ...

کہ ہون خوش رئیسان والا تبار
پلا ساقیا جام صہباے عشق
کہ قلب جگر مین جگہ پائے ...

عجب عشق والفت کے سامان ہین
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہین
وہ جنجال ہی عشق زلف ...

کہ اس جال مین ہین ہزارون نہان
جسے عشق روتے ختم ہو گیا
اُسے فرط رنج والم ...

چلی اب یہ ساقیا آج گلزار مین
صلاحین ہون ہر ایک شیخوا ...
یہ ہی جوش بر باغ کا ...

کہ دین حیا ... پاکر نکلی ہی دھوپ
اکڑتے ہین نخل چمن ...
لکھون چند رنگ سخن ...

ہوئی بلبلون کو جو گلشن مین ...
گئین آپ خود ... کے پھولون ...
ہر اک غنچہ گل شگفتہ ...

کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
یہان کبک طاؤس ہین ...
وہان قیس بیتاب ہی ...

کبھی کہہ رہا ہی کہ لیلی کہان
مری آنکھ سے ہو گئی ہی نہان
کبھی ذکر فرہاد کرتا ...

خبیث ذکر شیرین سے مرتا ہی وہ
کیا نل نے عشق دمن آشکار
ہمیشہ رہا وہ ذلیل ...

دیکھون کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے
جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج و سُہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سردارون سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کر کے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سردارون کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھون سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہاے آتشبازی نکالے داغتے ہوے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان
نے سردارون کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی لیکر
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہین خیمے
کافرون کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم دوزی کرین تو امیر نے آنکھ کھول دی اور
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم دوزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ مین اس لائق ہون
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم دوزی

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن و اے جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے
دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ جلوخانۂ بارگاہ مین فرہاد خان لڑرہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین ہی کہ
کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ اے فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تبو فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے
گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چرخ کھا کر گرا اسوقت مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد
رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بمردی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود مین
اٹھا یا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جو ان
لڑتے ہوے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہین بارگاہ جو گر
گئی سو کا فرد بے اخطا کو دکر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مار یو اُس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
انتہا کے زخمی ہوے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پانؤن کے نیچے دل ڈالا عمرو اُس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر عمر
سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے
دیکھے اُسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور
نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا منھ کے بل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ باشیہ۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران ٹیرہ و غا منم عاشق جمال صاحبقران
نعرۂ لندھور جزیرہ ہای دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور
کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی
مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا
خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار
کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین پڑین
اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری
کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقای نامدار و ای مولای قدرشناس آپ کے
بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپ کے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم
عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب
تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے
سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا
سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے
چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے
سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر
کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہ ہوتا تو تم مجکو زندہ
پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کردی زخمی ہو کر
وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر رو کا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہی — رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین رزنار سب جوان — پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر مسند سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آئے ہین اور کہا خدا
لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام یہ مین نے بچھایا ہو کہ لندھور آٹھ پہر
مین رہتا ہو صدمات فراق سہتا ہو اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین چونکہ مزا کھا
گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب
اپنے مقام سے اُٹھین اور گرین گر کر بیہوش ہوئین اتو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کر
مہ جبین کا سر کاٹا ادہر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین
زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی
امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
کے تا دو ابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے
تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا
دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ
جرا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا
کر لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست
کر کے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہو پشت پر ملکہ
زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتارلون اشقر نے رو کر زبان جنی مین کہا کہ جا کر
کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر
گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے
رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کرتی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی
کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے گئے نیزے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم
غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جسوقت سے امیر بارگاہ خطا مین
آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے
مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند نواب مین آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرمائے گئے
پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ
کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلید میخانے
کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر
لگا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین
کہ ای غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سنا ہے کہ عمرو
عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین
کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ
پیے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ
خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا
یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتلا گئے آواز تو غنچہ دہن
کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان مین دل پامال ہوتا ہے کیا کیا گٹکریان لے رہی ہے
عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوئے قدرت نے آکر نظر کردہ
کیا مہ جبین کہتی ہے کہ ای غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لینا ہو امیر کو
قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکین اسی رنگ کا مین نے
عمر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے
فرمائش کی کہ ای غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے
بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

	غزل	
مرا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا		تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلے بر صفائے رخ پہ نور کی کہان		شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کفار پر شکست اہل اسلام کا بند و لبست تواسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہین
دست راستی و دست چپی مین آنکھین مل رہی ہین آپس مین ہمچشمی کیے کافرون کو قتل
کرتے ہین امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفین کھین انتظام سے کا
توڑا ہر صف پر ہوبچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے ہین
فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہی صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم
جسم پر کھلے ہوئے ہین مگر کچھ خوف نہین امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہنچے
اخطا کو یہ امید ہی کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چارسو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین
قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف
کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیاں اسکی کاٹ کر
پھینک دین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی
برابر نہین پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اُترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار
بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اُسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ
امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک
بھاگا کہ برق اُس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لا
اُس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اُٹھین کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت
بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اُٹھایا اشقر کو
آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو لپشت اشقر پر سوار کیا
کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہی تابہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی مین عرض
کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہی کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اُٹھا
زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے کیا
حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہی اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے
دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مار لو چارطرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے
اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین رشید

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہی یہ سُنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا مین خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا اور لندھور ہماری ذلت کو سن رہے ہین اب مجھے لندھور سے ناامیدی ہوئی آج اُسنسے بھی سمجھ لونگا دیکھون تو میرا کیا کرتے ہین امیر فوراً اشقر برق پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے یہان اخطا بارگاہ مین بیٹھا ہی چند کنیزین بلائین اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برق حسب الحکم گیا ہوا پہلے بارگاہ اخطا مین پہونچا اُن کنیزون مین ملکر خدمت مین ملکہ زہرہ کی آیا پیکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آتے ہین جب امیر سوار ہوکر چلے فرہاد خان فوراً گینڈے پر سوار ہوکر عقب مین امیر کے چلا اتو جملہ سردار سوار ہوکر چلے ہرکارون نے جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہان تک نہ آنے پائین تین لاکھ فوج صفین جماکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا اشقیای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ مین کسی کے روکے سے نہ رکونگا تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانون نے جو کہ افسران فوج مین ہین بڑھ کر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب مین دونون کو قلم کیا فوج مین در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف پر پہونچے وہان بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافرون کو قتل کر رہے ہین صف اول پر فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہین کہ ہزارون لاشے گرا دیے جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہین امیر تیسری صف پر پہونچے وہان بھی دو افسر پہلوانون کو مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ دوسری صف پر پہونچے نہنگانہ لڑ رہے ہین فوج اخطا مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہی نقیب نقابت کر رہے ہین صفون مین غل مچاتے پھرتے ہین کہ یارو امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہی سب بھاگتے پھرتے ہین گھوڑون سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہین خون کے دریا بہ رہے ہین جابجا ہزارون سرکشتہ پڑے ہین تیر ترکشون سے نکل کر گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون مین مچھلیان شناوری کر رہی ہین اگر کہین سپر پڑی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جاکر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات لڑکی
کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہی گھبرا گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن وای تم
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا
آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجکو فدا
کیا آپ مجکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے
ہٹجا تو نامحرم ہی میری شادی ہوچکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ
مین آئے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہی خدا خیر
کرے خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہی امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہی کیا خبر لایا ہی خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو وزیر
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان دولت
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیجکر ملکہ
کو چروا منگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ سُرخ ہوگیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار اُستاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہی لندھور سے بڑا خلا ملا ہی اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگا
پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ ہی اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی باپ بھی اسکا یہان ہی جلنے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے باہناے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے امیر گئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارتا کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تو نے کی۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
بر سے بانک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف او ہما دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین پھوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کہہ کے رندر روتا ہون

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہ تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیر دبائے پنکھیان پھولون کی جھلین ملکہ سو گئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کود گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑا ناچوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ڈالا خبردار خبردار کہکے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اُسکی خالی دین آخر مین خطا نے کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتر پے امیر گھوڑے سے کودے اخطا گینڈے سے اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر بہ فنون اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کردیتے ہین دہ چار گھٹے دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سر پر نیلگون فلک جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت میں سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جاکر آرام کیجیے کل پھر آکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ دستور نہین روشنی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر واپس نہونگا آج مین نے امتحان کرلیا دو زیر کرونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے روانہ آخر امیر بھی ناچار ہوکر پلٹے آکے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوا ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم سر صاحبقران کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ ای نہنگ عیاروں مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ حمزہ کو زیر کرلونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف مال و ملک تجھکو دونگا مین نے حمزہ کی فنون مین کم نہین پایا تو جاکر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے لپشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش
فرستادۂ خداوندہ ہفت پیکر خداوندکا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملاکر آواز دی کہ کیون
او ارکان تونے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف
سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تونے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہی
کہ تونے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہی امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہی
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہو دماغ مین غرور بھرا ہی جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اڑاکر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین یہ غلغلہ
ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین
ہو مگر ہم الیسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کر لیجیے امیر نے فرمایا کہ اپنا
یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا پھر قہقہہ
مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھا
اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرہ گرہ کر قبضے پر ہاتھ

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت جلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین فیضا
اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بر اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند
ہو گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہو کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوسے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران
کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا
کنیزنے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سُن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے
کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہو کہ دمبدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہو اُسے دیکھکر کھڑی
ہو کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم کیا
یہ سُنکر مہ جبین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک
لکھی ہو اُسمین حال آیندہ وگذشتہ ترقیم کیا ہو اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہو
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہو کہ یہ ارادہ میرا پورا ہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ
نہین ہو مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے
کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہے
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوسے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سُنی بڑا افسوس ہو فرماتے ہین کہ ایسا نہ ہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بختین کا میرا رفیق ہو نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہو لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہو چاہتا ہو کہ میدان مین نکلے
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیون ای لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین ننگے امیر کو پکار
رہے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب
ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین قائم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر بمرتبۂ صاحبقرانی کھڑے ہوے
دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازمون نے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ مین لائے زخمہ دوزی ہو رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای دارائے ہند تمھارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی مین
تمھاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہین سر میدان
انکو ٹوکونگا پہلے ہی مقابلے مین تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر پلٹ کر جو بارگاہ
مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جاکے
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ مین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پر ہاتھ مار
کہا اے مہ جبین تمھاری بہن کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان
مگر تجسے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے
واثق لیا اور کہگئی کہ اے داراے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہے اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا
مہ جبین جام تو پلا ہی چکی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ امیر لشکر مین آ
آئے داراب لصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک وبہرام
تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہے کہ کل آقا لشکر مین
داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے داراے ہند برق خبر لیکر آیا ہے کہ امیر
ہین چند سردار براے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل
بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیار
کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم د
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی نمکحرامی کا نام نہ
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکر مین تیاریان ہو
چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت
لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ
ہوا لندھور بصد قہر وغضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرز کیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین
اپنے کو چھپایا ہے یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب

دعائے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اسی وقت لشکر کو تیار کر کے تلاش صحرائے محیط مین روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہی شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہی
جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحرائے
محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل ور نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہو خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ
عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤن صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمین جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم لندھور
نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہی اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت مین
اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا امیر نے
ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعۂ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور نے بعد دو ہفتے
کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہی کہتا ہی کیونکر آقا سے سامنا کرونگا
کیا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سر جھڑین مقرر کیا
مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور
نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ ای دارائے ہند میرا
مہ جبین شعبدہ گر نام ہی بہن ہون حسین شعبدہ باز کی اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر
موت ہمکو نہ چھوڑے تو بوا مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جان نظروں سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہونگا - نظم

اُسے غیر آکے بھڑکاتے ہیں بنا نام کرتے ہیں ۔۔۔ کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں
رسائی اُسکے گیسو سے رسا تک غیر ممکن ہے ۔۔۔ وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں
نہ گیسو چھونے دیتے ہیں نہ رُخ کا بوسہ دیتے ہیں ۔۔۔ یونہیں اک عمر گذری ہے کہ صبح و شام کرتے ہیں
نہیں دیکھا ہے تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک ۔۔۔ جو تجکو دام میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں
بنے پھرتے ہیں عاشق معرکوں میں منھ چراتے ہیں ۔۔۔ عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی اے رستم مجھے جان دینا منظور ہے بتلاؤ کہ معشوقہ قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغۂ ہفت پر روکا اورنگ برس پڑا آگ برسائی تلواریں گرائیں خنجر چمکائے مگر رستم پر کارگر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصۂ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے آوازیں دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصہ آواز آئی کہ گشتی مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے اُنکو جھلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ لوٹ لیا جعبت پردے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحراے محیط کا پتہ ملا ہے وہاں سے لوح کا لیکر آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ میں چلیے والدۂ ماجدہ کو نکالیے میں بھی زیارت سے مشرف ہولوں خواجہ نے کہا کہ عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہونچاؤں تاکہ نہ ہو کہ بیقراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہے کہ امیر کو گرفتار کرے غرض جب یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو تخت پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائیں لیں

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار
ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر ساحران وغیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہو خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے رواروی
کرتے ہوئے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اورنگ تیر
کو بحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہی جہلال نے زانو اپنا بیٹھ کر کہا کہ اے شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا
وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اسنے
جو دیکھا کہ جہلال نے ستھراؤ کر دیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون قضا دامنگیر ہی کیا
مجکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولہ مارا اورنگ نے
گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جہلال نے ہر چند روکا مگر گولہ نہ رُکا قریب آکے
پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہوکے
ہٹا رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی
آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر
پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
روس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
ان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کرکے سینۂ پر کینہ سرنگ کا تاکا
ل کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ غش کے مرتے ہی اندھیرا
گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پر اسکو بڑا ناز ہی ساتھ کے
حر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
رنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے قفس ملکۂ زہرہ کا اُٹھا لیا

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور رنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آ لئے تھے
نسیم پر کیا معرکہ گذرا کہ اُسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا
عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرنگ کے آنے نے اس وقت
بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ مین جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا
بنا یا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اُسمین نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اور رنگ پر کوئی اُفتاد
چاہتی ہی مین بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال مین پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا
اب چاہتا تھا کہ اُٹھین تو بیہوش ہین ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا عمرو
سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہو کر رو رہی ہین کہ ای فلک مجھے اس بلا مین پھنسایا ایسے
سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے مین پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی ای کریم و رحیم اب
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرلے اور رنگ نے سرنگ سے کہا
کہو کیا صلاح ہی سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان اُستاد
شاگرد کو قتل کیجیے سر اُنکے خدمت قدرت مین بھیجے جائین یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ
نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونون کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہین جو
کی بھی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی اُن ساحرون کو اُسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہ
اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے مین جو
لکھے گئے ہین کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اور رنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی
کی تیاری ہونے لگی دارین اُستاد ہوئین جلاد موجود ہوے اور رنگ و سرنگ عمرو و
برق کو لیکر نکلے جلادون سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو دار پر کھینچ دو جلادون نے پانون
عمرو و برق کے زنجیرین باندھین ملکہ نہایت بیتاب ہین کہ عمرو و برق دار مین لٹکا
گئے اور رنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر وغیر ساحر کمانین لیکر کھڑے ہوے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزا

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اورنگ
کو کھٹکا۔ دیکھا اُسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے
ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اِسے قتل کرون وہ
میری پُرانی کنیز ہی اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کر دونگا محال ہی اسکی کہ نہ بتائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہوا مین نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اُتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
بُرائی کرین یہ کہکے بازوؤن پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے
لگا کر پی گیا اتو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ یہ اپنے
مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ
شہزادہ وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر
اُٹھایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلہ کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم ہے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ بنے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کنیزون
کے کپڑے جھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ اے بد ٹٹے دیکھ تو
مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی جھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ
مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ اے برق ملکہ کو رہا کرنا واجب
کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی
ڈرین کہ ایسا نہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم
برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو
اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہی مگر
وہ یہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا
نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ اے نسیم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچین
کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگوا
اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدر
ملکہ کھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ
کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین
میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہوا اور آپکا وصل قبول کرے
اورنگ نے کہا کہ اے نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا
لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب
بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ
اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ
اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اُسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے
نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط
ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بند

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او سار بان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھیر
بند رہیگا عمرو نے کہا کہ بُوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہی وہ لے لو ہمارے مارے جانے
کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہی عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کاٹو تو مین
روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی
دی نرگس نے روپیے گنے کہا خواجہ اور ہین سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے ملے وہ لیلو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اڑی نرگس بیہوش ہو کر
گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے
ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپئے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ نہ سمجھی تھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہوے قید خانے مین قفل لگا یا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا وائی
یہ تو بڑا مکار ہی مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہی قدرت اُسکی
مکر سے بچائین نسیم نے کہا کہ ای نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس لنگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے
سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہی برق
تڑپ کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ ای لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہی برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل کو
آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نی بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پیین نسیم جام کو پی گئی
تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
بیہوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی بھی ٹانگ پیجیے
نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے
نام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر گر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار دہ تو خود آب پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی اور
نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا
نے بازون تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ
تیری باتین سنین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا جسقدر شاہزادیان محفل مین
تھین سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا
اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا
ہفت پیکر نے خوب بجایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جاکر قید کرو مین قدرت
عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کرون معشوق
پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان
پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو باغ مین
گئی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن
مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت
مین گئی ہین برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجاکر
کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آکر پہونچی کہا
لیجاکر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھون نے
تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون
اسکا قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے
مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے
کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ
وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر
سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے تو دیکھو تو اور اس محفل کو لوٹو
حیران ہو کر رہجائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی
کہ ای نرگس تم اسکو لیجاکر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا گلستان خوبہ کو

بد آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہیں تدبیریں بتاتی ہیں سماعت فرمائیے
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے نَے نکالی اور یہ غزل شروع کی۔ نظم

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا — دقت ہو معانی میں تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو — عالم ہو مری روح میں بھی رگ رواں کا
مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سر ان کو — تونے نہ کبھی روزنِ دیوار سے جھانکا
الواد جنون ٹھیک نہیں ہوتا گریبان — سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری میں ہوے زنار عبث مائل طفلان — کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفیں کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت میں
قدرت کے نظر کردہ ہوے سامنے کمرہ ہو اسمین قفس میں مین نے معشوقہ کو بند کیا ہے
آٹھ دن میں کیا کیا بدعتیں کین کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اُٹھے
کمرے میں جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس میں بند سرنگون بیٹھی ہو عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم
غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا
مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہو مجکو اسواسطے
تمھاری تلاش کے بھیجا ہو مین یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو
اور تونے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نامنظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سب مجھے
کہان ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق نائب خداوند
یہ کہوگی مین ان سب کو مارلونگا زہرہ نے یہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً ساقی گری
کے اپنا کام کرلونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہو جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم مین بھی جاکر سنون کہ اعظم کیا باتین
کرتا ہو یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سکھا رہا ہو زہرہ کہتی ہو کہ بھیا
ابھی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سنین زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ ای
ہم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دمامہ و مشمشش ہو ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ضرور رہے چلے مین نے سیکڑون ہوسٹیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمہارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ
بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اُس معشوقہ کو
نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر
ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہی ایک سیاہ
سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد انیسین جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جا کر پہونچی
کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی
رومال لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور
ہوئے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان ملین آکر اُس صحبت مین بیٹھین جب
جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف
دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے
اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا
اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال
کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجکو قتل کرو خواہ قید رکھو
مین اِس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی ہی
تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوبہ
پری چہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اِس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند
کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم عمر
جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اِس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ سے
کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمہارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمہارا کمال دیکھنا
چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے
پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو حاصل کیا پہلے میرا گانا سنیے مین ہے

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مَین اُنکے پاس نامہ لایا ہون جسنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُنھی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے کہا کہ ای اعظم تمھین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازملے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے ۔ دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگا دین او بت ۔ دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب ۔ چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی ای رند ۔ دیو بھی ہو تو اُسے ضعف ونقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اورنگ کے کو لینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرور مین اگر حکم دیجیے تو گاؤن شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردون نسیم نے کہا کہ ای اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواصہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل وجان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

اُٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیار ہزار
کی ہو رہی ہی پہر رات سے گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا باندھا
خواجہ نگس رانی کرتے ہوئے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک کہ
ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آنے پائے کنیزین
کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح
یہ بہت منھ لگی ہی اُسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے
ہوا ایکایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُتر
بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکا غائب
خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اُس مقام کو جا کر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا
عاشق ہوئے کمرے مین آئے دیکھا چہرۂ نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ
آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین
کرکے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین
فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درو
از کل عالم پیش جس طرف پتہ ملکہ کا ملے اُس طرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُس طرف چلے
راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے جادو
تھوڑی دیر ٹھہر جا کبھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا کر لیگئے ساحر نے
کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز
اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے بتعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر
نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تہ
ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طے کرکے در باغ پر پہونچے
دروازے پر دو تین حبشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی اے اعظم جادو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فرمایک
لیا نقابدار مرصع پوش برای مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے
جاتا ہون جمشید مثل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہر چند کہ امیر نے
فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہو گئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم
مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی
باغ مین حجلۂ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھراتا
اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پریچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آگے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی
چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہوئے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان
آکر بادشاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح
پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان
نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر لقلقی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر
اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھ پر یہ کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو
کو پہچانا اُٹھ کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہو کے یہ یہ جفا مین

نیزے مار مار کر بھاگتے ہین بعضے دور سے تیراندازی کر رہے ہین امیر نے اسقدر نیزے
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے مالکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر نالش
کرنے لگین یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار لیے پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوے آتا ہے دور سے نعرہ کیا کہ باش ای کافران
بیحیا و ای نابکاران پر دغا مین آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے کا
آپکا خدمتگزار آپہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکر یون ہلاک کرین یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھنچ گئین امیر چست ہو کر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو داخل جہنم کیا امیر نے جوانی بہت
پائی لڑتے ہوے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر مین جا پڑ
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار آتا ہے ک
سے مقابلہ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر رو کے آخر کلائی پر
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا
ہوا اگر دلاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ ار
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کرین پکار اٹھا
کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہو
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان ک
چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہے انشاء اللہ
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ بزہرہ کے گھر گئے
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسو غلامون کو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح
تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام

باتین بیان کردین جی چاہتا ہو کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر بہرات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گائین تیار تھین امیر کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات جہرنگار پوچھ رہی ہین نام جہرنگار سُنکر امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال جہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا اُمین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر پہونچے گینڈا بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار بچیا آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھ کر چلے اور غصے مین جا دبایا کہ تم اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے ہے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہو کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

اب لڑا یا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ — آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ
اُسکے کو چہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا — کھولدونگا جلکے زیر سایۂ دیوار
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے — چھپا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ — ڈالدیتی ہی غضب مین دلکو بھی ہر بار
وعدۂ دیدار فردا ہی قیامت پھر کر زندہ — روز محشر تک نہ کھولین طالب دیدار

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق ومعشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا کنیزین ہوشیار ہو گئین جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہی چنچل نام اُسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی ہی کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر مین لاکر بیٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی خدائی جلی آتی ہی لات ومنات کو بُرا کہا خداے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے دونون کو قتل کراؤن جاکر انکے باپ سے اطلاع کرون امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہی کہ جاکر اطلاع کرون شام سے ملکہ انتظام ہوئین روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہی چنچل جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہین جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہان سے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق محافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئین صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئین امیر بھی رات پہلو مین بیٹھین سب کنیزون نے کلمہ پڑھا مگر مین نے نہین پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر ہین اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلین اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہین کیا عجب ہی کہ وہان سے آپ کے واسطے آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہو گیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے یہ

نگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہوے
بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین
اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے ہو پہنچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہی آکر جمشید کا مہمان ہوا ہی کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا داری دیکھے کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہی یقین ہی کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طی کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی
آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہی اس سوچ مین کھڑے
تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا ملکہ سے
کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب اپنے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ
جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہی آپ کی دوکان کس ملک مین ہی امیر نے فرمایا
اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول
کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درۂ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا
میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین وجمیل ہین وہ
سب اُنکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی ۔نظم

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہی مگر اِس شخص
نگس رانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہ
پر پڑی برج محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت وصولت دا
دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رُکے ہوئے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ جل
فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ا
کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیو
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہی اسی مقام پر اُتر پڑو
سر قدمون پر اِس شہر یار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہی
باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل
سراسر بیکار ہی یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہی پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہی بر
جاؤن جاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قر
حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے
ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اِس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر د
مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی عا
زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہی محبت
سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد شنا یوسف کو حسین
جہان بھی دیکھے ✤ ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا ✤ آنکھین رشک دیدۂ غزال عن
ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا وآشکار ہی وہ خود بے مثل ہی دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالینگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرتی ہون
کہ جاکر بلا لاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائین سامنے حاضر ہین

کہین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خواصون سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خواصون نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہی محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہی دایہ پردہ اُٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پانون لٹکائے ہوے بیٹھی ہی دوپٹہ [illegible] آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سُرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی اماں تمھاری آگہ [illegible] ہوئی ہی اسی خیال نے یہ حال کیا ہی۔ نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی

جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مرادِ دل اُس بت کی حاصل ہوئی

مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوے تھے وہ اے دل ہوئی

نہ جاتی ہی اُلفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھون کی زائل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلّی تری اب تو قاتل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اُسکا رند
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلیے راہ مین دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین پشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین اُسپر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافے کے چوبدار و چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوے راہ گیرون کو ہٹاتے ہوے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ کی سواری آتی ہی امیر بھی اُسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی اور جمشید رومال لیے

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے
امیر نے سبکو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا
سب یون ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین
فیل در دہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم
فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو
روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم
دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ
بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال
دیکھکر بہت پسند کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی اماں آج بازار مین کیون دیر لگی
دوکان پر بیٹھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے
دیکھا اُس حسن و ہیبت و شوکت صولت شکل جاگران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے
تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کل اعضا کو بخیال دیکھا
والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھے
محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خوف
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جا بجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کرکے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو اُنھین چھوڑ دون مگر انکے
سردار آکے اُنکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کرکے بہت شرمایا مگر وعدہ کرلیا کہ مین
حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اُترا سب مردمان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو
رات ہوگئی ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے اسی جانب آتا ہے
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے
صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اُسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا ڈالے ہوے چلتے ہین غول آگے بھاگا
ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہوچکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو
غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیمچۂ سہراب یل کھینچا وہ تیغہ دیو کش ہے
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہے امیر
لڑتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کرکے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہوگیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایکطرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار مین تاجر ہون کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوے دیکھا نیمچہ پکڑ
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اوس عیار کو سر بتا کر کمر پر
عیار کے دو ٹکڑے ہوے نیمچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر رمۂ گوسفندان میں
کسی کو کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیارون کو
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے بیچ جسنے قلعے مین جل
گیا اُسکو تلوار مار کے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے د
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا
سردارون کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار
اُس طرف پلٹا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو
ہوے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کو
تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپ سے
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کے مقابلہ
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا
حضور کے ہونے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے
مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غریو کی آواز کان مین آئی امیر نے
فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و
دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر
لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے
سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے
نکل پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب
دی یارو نقابدار کو گھیر کر مار لو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا
بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہی یہی تدبیر
کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی کسکی مجال ہو کہ نقابدار پر ہاتھ
ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہی مگر بلوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار
کے سست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر ملازمان منہاج
بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو
منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے جنکے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار
کمند اندازون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر
پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم اس آفت سے
بچالے اپنی کارسازی دکھادے۔ نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہہ فریادرس فریادرس — نفس و شیطان میکنند بر من ستم
وای صد حسرت کہ در دنیاے دون — نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار جہان گردون دون ای کردگار — گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معدن جود و عطا — کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امید وار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل مین قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جاکر ظلمات کو مارا اب نقابدار
منہاج دیو بند کو گھیرے اُترا ہوا ہی وہین سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقا
لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتہ تک لائق جنگ نہو گا مگر نقابدار عجب صاحب
ولیاقت ہی اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہی عیار کا تو حال کھلا کہ وہ
ہی آج جوش مین وقت پر کہہ اُٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہی صاحبقران
نے کہا خواجہ کہین سے ایک مرکب ممکن کرو کہ لشکر تک پہونچین خواجہ نے کہا جاتا ہون اگر
بکتا ہو تو خرید لاؤن یہ کہکے خواجہ چلے قضاے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کوئی مرکب
لیے ہوے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ
کہا بھائی کہان جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا مین ایک تاجر اُترا ہی اُسی کے گھوڑے
پانی پلانے لیے جاتا ہون خواجہ نے کہا بھائی ہمین بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ
ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر
کہا مین اسکو پھیر لاؤن یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ
کب ٹھہرتے ہین گھوڑے کو خدمت مین صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
مین نے بارہ ہزار کو خریدا ہی اس صحراے ہول خیز مین بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے
لشکر مین چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہی مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے
کبھی کہنے کے خلاف کیا ہی عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کرین تو مین کیا کرون دس سردار تمھارے
وہان جمع ہین تمھاری بات پر ہان ہان کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا
یہان قلم دوات کہان ہی عمرو نے کہا یہ سب چیزین میرے پاس موجود ہین یہ کہکے زنبیل
سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل مین ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر مین چلکر ادا نکرون تو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام
یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے — عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر — ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار — ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی جھوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی
حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر
برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوے گوشے مین بیٹھا ہی اُس نے
شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر مین بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو
قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا ادبرق کیا کرتا ہی ہنم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک
عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پانون زمین نے
تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہین وہ عورت چلی کہ
برق کو قتل کرون اُسوقت برق کا تڑپنا بلاک بلک کے دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق لیل ونہار
ای پروردگار اس آفت سے بچا لے مین کیا مشقت کرکے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ ای
زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے مین بیٹھا تھا اور سب کے
ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکرنا
ہنم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوے
ایک دناٹا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانون قابو مین
آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایان
کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین صاحبقران
ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحرون کو قتل کیا اُس مکان مین ایک حبّہ نہ پایا خواجہ

چھپ کے گھر کسکے جاؤ گے مشفق	کیون جھڑے پانون سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
زُلف بے ساختہ ہین گیسوِ یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے ای ظلمات حقیقت مین قد
کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہو آواز مین کیا سوز و گداز ہو دل کھینچتا ہو دل چاہتا ہو کہ تم
گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق
کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو
جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جسدن سے
نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہو کہ نام لات و منات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہو
حمزہ کو لاؤ شرابخواری کا چرچہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی
برق بیٹھا ہو کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و
زنجیرون مین بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری
آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچا دین کہ وقت قتل انکا
ہی ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہو جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچ
کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے مشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ
ہین سواے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کرو ہا
شراب لاؤ آفات جاکر قُتیلا اُٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اُس مین بیہوشی ملائی شراب گلا
بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے
آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران
دیکھا برق نے تین سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو
سانس مین پینا یہ ہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے
سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہو عمر اپنی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات
ہو کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سبنے جام اُٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔

مین ہمارا مطلب ہو جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار
سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے
مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہو کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر
کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون
آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ
وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر
نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم قدرت درہم وبرہم کررہے ہین
ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمر دو عیار ہین برق نے کہا سامنے
جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا
برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا
جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو
آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہو تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہو بدون آپکے حکم کے قیدخانہ
نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ
ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع
کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے
برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند
ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو
چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا
کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکرسکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑ دو علم موسیقی کا تو امتحان کرون
یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین — پر ہم اُٹھکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین — چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب یہ قدم — اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین

گیا سُستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ
سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون
آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ بکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے بڑھ کر کہا لوای
جاؤ نقابدار کی مشکین باندھ کر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہو ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہوا
ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی
ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی
آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتا دون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق
باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر
خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان
آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ
سے اُڑا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مار
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت
پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین
بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام
پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کمند
کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ
مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق
نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد
عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے
آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہر چند برق نے چاہا
کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بمنت کہا اے مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا

نیمہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ بجلی جھاؤ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گرد اسپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر گینڈے کے اڑ گئے
منہاج گینڈے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑون نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
بس آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اُتار کر حلقہ ہائے کمن یار دیے گردن
مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمن کھینچون نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے مین حلقے پڑے ہوے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمندین کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ دونون شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چہار جانب
دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہی کہ منہاج کو
نہ چھوڑون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے
لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازمون نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا فرولی کمر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوے تیرون کا انبار
ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے
کہ تیر اندازون کے منہ جلے غل مچاتے ہوے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
الگ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھاکے بھاگا
کر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ مین برسر نقابدار

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مار
مجھکو بھی دارائے ہند نہ سمجھا ہی جس کسیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سپاہی
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ ای
کے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند
ہی آپ اگر اُسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہ گری مین طاق
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا
والون سے کہا لشکر تیار کرو اُسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر
ہوا لشکر کو لیکر برسر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین معروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری
سے منہاج دیوبند گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیوبند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش
ہی قدرت سے اُسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گردہ سپر کا ہاتھ مین لیکر برابر
بڑھاتا گا وہین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بتنگ ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی
نہو نقابدار غالب آجائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج
کا بیٹھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار

مہر کو آنکھون سے لگایا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہی مین بھیجی ہوئی حسین کی
ہون حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ دہی سحر کر رہی ہون تھوڑے عرصے مین
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہین چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے
نکالا کہا ہے اسکو آگ پر ڈال دھوئین کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو
آگاہ کردے گی کیفو رنے لوبان ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان پیچ وتاب کرتا ہوا نکلا
عیار کہہ رہا ہی ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانون پر یاقوت کے ہین ساحرہ بہ نگاہ
غور طرف دھوئین کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھوان
اسکے دماغ مین پہونچا عیار نے تو اپنی ناک مین روئی دے لی ہی ساحرہ اے کہکر گری عیار نے
نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق
تلاش مین عمرو کی نکلا تھا اسنے جو منہہ پر سے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آیے دیکھا اور عیار کو ایک
سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مدد لیا اسنے اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لون عیار
ہوکر بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیون بھاگا جاتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون برق ثانی نہ ٹھہرا
یہان نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑاقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر غائب ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب
ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلاے آسمانی دفع
ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدمون پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت
جہل لشکر مین آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتین کر رہا ہی نقابدار تعریفین کر رہا ہی کہ برق ثانی
نے شاہزادہ خسرو شہر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اسنے چاہا تھا مجھے پکڑلے مگر مین آپکے
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہین معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ مین آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کرون لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ
کا لاشہ بے سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکہ ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑاکر لیگیا حسین بیٹھی تھی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائین پانی سے بچنا
مشکل ہی خیمے تیرنے لگے ٹکڑے ٹکڑے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ
ملازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل مین آیا دیکھا اُس مقام پر ا
کی بالکل تاثیر نہین عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہین کہ پاؤن زمین پر نہین جمتے
کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے ک
ہوا پاؤن نہین جمنے دیتی یہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار وکی
نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ مین رفیقون کے کھڑا ہی کہتا ہی پاؤن نہین جمتے ساتھ وا
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤن پکڑے بیٹھے ہین نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ ز
نہ اُڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال مین ہی عیار نے جنگل مین جا کے خیال کیا کہ کسط
ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے لکہ ہائے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہین یہ ابر جو محیط ہی اُسی مین
ہین اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہین عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا
ساحرہ سحر کر رہی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیون دیر کی جلد لشکر
کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو
بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسیکو صرف کرنا یہ لکھکر ہاتھ مین لیا جنگل
ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی
تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہین اُس ساحرہ نے
اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین سحر کرنے سے ہا
رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی لو اے فرستادۂ خداوند مین نے سحر روک دیا ساحر
آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی
وحشی تھوڑی دیر مین آتا مجھکو نیچا تا بیٹھ نہ رہنا آہو لیٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل مین کو
ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا سر نامے پر مہر ہفت

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا ای دارلے بندہ نہ گھبراؤ ملکہ اس نقابدار کو تلاش کرکے سزائے معقول دیگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کریں تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ
امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کرکے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی ایک
صحرا مین جاکر اُتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اُترا ہی پلٹکے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اُترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سبکے بیکار ہون نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اُسکی کیفور جادو اُسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سر پر مگس رانی کر رہا ہی رفقا
جمع ہین نقابدار کہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش کی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے
اُنکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ برائے رہائی
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے
اُسنے جنگ آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرزنش معقول دونگا کہ
نام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو
کیسا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین
انتشار ہی سب یہی کہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہ گیا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر خیمے
اکھڑوا رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین بس
یہی صحرائے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر
حمزہ کے نہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے
چلے آئینگے جب لندھور نے بمنت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو
مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑ دونگا
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف
کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مع
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار
نے لندھور کو گھیرا ہی تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور
ہو رہا ہی نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہین لندھور
عیار نقابدار نے چاہا ہی کہ حلقہ ہاے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوادار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا
کسی کو بس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی ای لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو
ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند نہ رہنا
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی
لے گیا اسیر دباو ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو
لیکر آئے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلاکر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دو

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو — تکیۂ گور و گوزن آج ہو ہر اک کا مزار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتے ہین ای لندھور بڑے
اسف کا مقام ہو یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہو سچ کہ رہا ہو افسوس معشوق کی ملاقات
خالی ہاتھ جاتے ہین آخر بیتاب ہوکر کہا ای کنیز مجکو کس جگہ بلائی اُسنے کہا سر اُٹھاکر دیکھیے
ندھور نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا مین استادہ ہو قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہو
بار کنیزین دروازے پر ٹہل رہی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای نسترن تیرے ساتھ
ون ہو اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہوکر آئے ہین جاکر عرض کر دو کنیزین
ندر گئین تھوڑی دیر مین پلٹ آئین لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے تو اُنھون نے کہا چلیے
پ کو یاد فرماتی ہین ملکہ بلاتی ہین مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکاکر جواب دیا
ھور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے مین مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے
یکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو مسکراکر کہا کیون صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران
شکر سے غائب ہو گئے ہین مین نے سردارون کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتے مین
سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمین تمھارا فراق ناگوار ہے
دل بیقرار ہو عجب کیفیت ہو حقیقت مین یہ صورت ہو۔ نظم

واہ کیا شکل ہو ہر بت کی شباہت کیسی — آپ تو کیسا ہو صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہین تم چشم عنایت کیسی — پیار کیسا ہو مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھُری کے نیچے — سانس لینے کی تو مہلت نہین فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم مین بھی طرح دیتا تھا — درگذر اب نہین کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای ندا — جان تک دیدون اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بمسرت کہا ای دارائے ہند یہ راتین ہمپر
بڑی سختی سے کٹتی ہین کالی راتین ہمکو بڑی مصیبت مین گذرتی ہین تمکو ہمارا بالکل خیال نہین ایسی

میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے	عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دلجوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور	کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلے کی طرف سے	میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپ نے روزن	رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
دنیا کا عجیب حال ہوا ای رند نہ پوچھو	احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہوگیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤن کہا ذرا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیام
پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ
اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحراے گلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا
اشتیاقنامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی لندھور
نے کہا بلا لو کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا ای دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہی کہ کیا سبب
صاحبقران کا آپ نے نہین بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہوگئے ہین اگر وہ ہوتے
تو مین سرضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن ذکر
ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلایئے مین مشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے
لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور
آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا
فرزندون مین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحراے سبزہ زار مین وارد ہوئے
لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہی مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جابجا درخت
پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے
پکار رہا ہی ای آیندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہی مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہے
جمشید ایسا بادشاہ جسنے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے قضا
کے مارا گیا کسنے اس دنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای مقیمان چہ سقف سپہر غدار	تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

میر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی
رادہ ہی تو سودائے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دونگا تجھکو متنبہ کر دونگا کہ تو اس
ر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا ای مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے
ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے
اسطے آقائے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس
ن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہو گیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
ن دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
وار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر
لاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری
پر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دو ابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر
لا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ نشا
داعیون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آ پڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا
سم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آ پڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین
ار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین شکر ملگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی
ندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی
سی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر
یکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے
ن لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے
ردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب
ندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت
ے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری
دکو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آ کر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا
ب شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلا کر کہا ای یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چیکار نے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگا
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر
مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب
دیتا کہتا ہی او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی
ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لا کر ایک مکان مین
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو
ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ چھرہ نقب کا ہی اور نہ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا
کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایہ کمی رکھتا ہی نہین
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ و جدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار
بولا کہ ہندی سب آمادہ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب
کر کے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو جرأت
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای نیرنگ کیا کیا طائر مثل انسان
گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ
کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کر کے طائر اُڑ گیا مگر
وہ نازنین مسند نشین جب بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے
نکانہ آنا مجھیر شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین
جائین بلا کر اُنکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان
جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کر کے مین خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین ہی مسند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہی مجھے بھی اُسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ
گھبرائے خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کیسے انتظار مین ہی
اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض
نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولے برسے
گرتی ہوئین مسند نشین اُٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پردہ ابر
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اُڑتا ہوا آیا تخت اُتارا مسند نشین نے آواز دی
کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکۂ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین
بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک
نہین آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اُسکی فکر خالی نہین جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی
پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا خواجہ
نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر
گرد عمرو کے چرخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا ہاتھ پانوُن مین رعشہ پڑ گیا
مگر نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپ نے دیکھا مین نے اسوقت

ہو گی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سر سبز و شاداب پھول پھل
دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی
شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے | یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم مین رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صدائے شیون | چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
شوق ہی اُسکو بھری بزم مین ہنسنے کا اگر | دل پر غم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے
شب کی اُلجھن کا سنو ہم نفسو مجھسے نہ حال | اُنسے یہ پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے
رکھے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال | خوب سینے کو اُبھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا بے سُری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند
کہا ای رنگین ٹھہرو گلچین کو گانے دو خواجہ نے باجا بجایا چند اشعار گائے پوچھے
مین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہی دیکھیے آپس
کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہی کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور یہی کر گذرے گا مسند نشین
کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہوگا تب تک
پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر
چلا کر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے
صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمہاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چیخ
مارتا ہوا غائب ہو گیا یہان سر دربار دارائے ہند کہہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرونگا ایک ضرب
گرز مین پیوند خاک کرونگا سر دار پر لٹکا دونگا جو بولیگا اُسکو بھی مٹا دونگا خانی بلیٹ کے میدان
نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر آیا
آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہا
ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب جو
کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو نشہ ہی
صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہ رہے ہین ہم نکل کر لندھور
سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین
بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھور
کی زبانی سن چکے ہین اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے
ہوے طائر آشیانون سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ
اس صحراے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین
ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی اُنھین کنیزون کی سی بنائی اُنہین جا ملا وہ کہ رہی ہین کہ آج
دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے
اُنہین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی مالک کا ہونا بڑا باعث
خرابی ہی چلو چل کے دیکھین فرما گئی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین
اس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہان نہین آخر
اُن سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ
خواجہ بھی چلے چند نخل طی کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند
کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھکر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین
اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنہین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ
معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کیا کہا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت
دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سردارون کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکین یہ مراد ملکہ عالم کی
کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل
مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس
چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نہ کرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران
سر لندھور کا کاٹ لین سب سردار آمادہ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای دارا ے ہندہ صاحبقران سامنے سے
ہین ایسا نہو کہ تم پر آ پڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ٹوکونگا
مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت
کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقاے نامدار آپ تشریف شریف لیجائیں
سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس د
کے منھ نہ چڑھو اب جو یہ لشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و
ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب
کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم
لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو
لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جسدم
مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہی تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر
تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کر کے
کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقاے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابع
اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بر وقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر
رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین ہمسے یہ نہ
جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست
ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی
امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہی بسم اللہ اُسنے بلا
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی نولاکھ ہندی کھماچی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے
لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر
مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہو
جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر
امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لن

پہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جاکر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہرچند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اُسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام بڑے سردار ہین سب انکا پاس
کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہی کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے
ہو اور کلام کر رہے ہو اپنے لشکر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
حماقت مجھ سے بیوجہ نہاین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بُرا نہ کہین گے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہوگیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اُڑا دی بہرام نے کہا ای دارای ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ
خلل سا پاتے ہین ہمنے سُنا ہی کسی عورت پر عاشق ہوے اور چھپر مین سر صاحبقران قبول
کیا ای رستم زمان سر آقاے نامدار زن بازاری کے چھپر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ
صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم اُنکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
اگر تمنے امیر سے بُرائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر
نازاں لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے
بےادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت
برا ہوگا جسوقت اُنکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر چھپر مین ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہی تو آفت برپا کرینگے
اس زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او جھینپی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چو پارہ ہوگیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
فلان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند رہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا کٹ
کچھ ہتھاری بیچ مین آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے منت و خوشامد بہرام کو پھیرا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر اُتار لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جلنے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہے کہ جاکر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھے
داراب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین لہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادۂ جنگ ہے مین صبح کو
جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہے نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ تین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کسیکا جانا قبول
نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشن
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی
جوانامرگ کہان ہے میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہے تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہے فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہے لندھور نے کہا اے فرہاد اگر
اپنی جرأت پر ناز ہے تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بقوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہے اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوا
دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھ سے کیون بگاڑتا
میرا حکم بجالاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپسے کیا پایہ کمی کا رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپ کے ہاتھ ہی لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی کچھ بیچ مین آگئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانا مرگ کو
مارونگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
درست امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر بدحواس
دکیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہو امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کیا وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم خیرخواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جس وقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھئیے
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا
اے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کرون تب یہ بلا

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے
ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو
چہرہ گلنار ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہو
کہا ہی وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا۔ جایئے مہر لیکر آیئے عقد ہوجائے اب
مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تعین اُ
فوراً طبلہ سجا یا صدائے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گا لے رنگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین — پان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین
عما مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا جو — دل غمگین مین بہت خاطر مسرور نہین
جو کسی روز کہا ہو جسے شب باش نہین — ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین
طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا — گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین
زخم دل کا مین بہر کیف اُٹھاؤنگا مزا — ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین
چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور — جلوۂ حسن جمال بہت مغرور نہین
چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر — کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین
جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی مین — آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا
مین رخصت ہوتا ہون اب جا کر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا جلد جایئے اسی
صاحبقران لیکر آیئے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ
تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا اے دارائے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین
لندھور نے کہا نسبت پختہ ہوگئی اب ادائے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور
فراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ
ڈالتے ہین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین شکارگاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس
مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکضرب آیا لندھور نے کہا اے
ہماری شادی ٹھہری ہے اُسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہٰذا تم میری طرف سے

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری
پیش کر رہی ہی اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن وا کیا
گل مُنھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین
ڈالدیے وہ گلوری کلّے مین دبائی ہونٹھ ہلنے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
نازنین نہایت ادب سے برلے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بمثال کہ لندھور
کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پر
اثر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جو سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ
رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سر نگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر حیا وش
مین آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر بہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی
قسمت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز
ہنسنا آغاز ہی مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اُس خواص سے
اشارہ کیا اُس خواص نے جُھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو
کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون
فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہین مانتا خواص
نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین
نے بجان قبول کرتا ہون پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
دست نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے ہند

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی دروازے پر چند کنیزین با
ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی کہ خیمہ کا پردہ اُٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب
ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال
بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودۂ دل پر پڑے یارائے صبر نرہا بے اختیار پکارا
اے مہ جبین و اے نازنین ایک نگاہ پھر اِدھر اُٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین
کہتی ہین اے شخص تو کون ہی کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہی یہان سے اُٹھ
بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارہ
سے اپنے قریب بُلایا کہا اے ماہ پیکر و اے سمن بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید
پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے۔ نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے — اے رند جو دل مین ہی وہ کر کیون نہین جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے — اے غیرت خور رشک قمر کیون نہین جاتے
جراح مرے زخم جگر بہتے ہین دن رات — ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے
تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی — دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے
رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین — ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے
کیون خاک اُڑاتے ہین ہم اس راہ گذر کی — اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے
ہی یہ بھی کوئی زیست کہ مر دے سے پڑے ہین — بھٹکا رہی اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے
ہی عاشق بیدل کو خوشی رند اسی کی — دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اُس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا
خواص نے جواب دیا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص
اندر گئی نہین معلوم وہان جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے
آپ کو یاد فرمایا ہی لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوے یہ رعنائی و زیبائی
خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہی مسند جواہر نگار آراستہ
گرد اُسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین

[illegible]قدم اُسکے ہون اور رندون کے ہاتھ
چھپاتی ہو منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب بادہ خوار
ترے دور مین ساقی مہ لقا
بڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
[illegible]ر جہان گیر والا تبار
ہوے مکر سے کافرون کے اسیر
انھین کی رقم ہوتی ہو داستان

مگر دخت رز خوب بے باک ہی
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نیا ہی مزا
چل ای توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب شرمسار
سُنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہی
ذرا بزم مین ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا مغبچون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسے اسلام رونق پذیر
چھڑایا پدر کو بصد کر و فر

چہرہ غازیان غزوات سرفروشی

[illegible]ستان جام ما۔ ہو چکی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف
راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان
طلسم ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہو خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت
کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو انشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے پاے لوح ملنے مین
کیا دیر ہی قضاے کار ابر جو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہین ایسا نہو کہ جاکر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو
لندھور نے عرض کی نیاز مندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور
نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا
لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان
[illegible]بی بھی ہمراہ ہی سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر
جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرند شکار
کیے کہ ارابے بھر گئے قضاے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا
[illegible]ن تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جاکر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے
لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب
مہمیز کر کے جو اُس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہی باز اُسکو نوچ رہا ہے

تخت پر بیٹھین نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین
نور الدہر دنگل پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا انھون نے ترنج خوشبو
پر نور الدہر کے لگایا نور الدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو
جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہین ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے
تلاش لوح مین ہین ہمچشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہو سکا اسی سمت
ہی کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم
ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو ادھر سے پلٹ کر عقد کرینگے فی الحال
نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہیگا نور الدہر نے قبول کیا کاؤس بلیشہ
سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نور الدہر
سپاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پر فضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ
تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی باتمیز
که جام و سبو مجھکو ہو گا عزیز

تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
تری میکدے مین جو آمد ہوئی

گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
کہ ساقی کی آمد پہ رونق ہوئی

تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے

یہ ساقی نے تسکین دی برملا
چلے ہم کہ دور مصفے چلا

کہ صحبت کی ہی میرے دل مین تلاش
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ

کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب

کہ دیدار کی سبکو کاہش ہوئی
نہالان گلزار ہین سبز پوش

تڑپتی ہین کل مچھلیان نہر مین
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین

تری چال بھاتی ہی
تو رندون کو جلسے کی
تجھے ساقیا جام جم کی
کہ ہو قلب کو ایک
نہو رند میخوار اس در
کہ ہو رند مشرب نہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش
کہ ہی نہر کو بحر الفت کا
قدمبوس ہون ساقی

کہا ای مکارو اب مین تمہارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمہارے دام مکر مین گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا اتنے قلعے والون نے توپین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے
پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینون خندقین
کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے گلہاڑے
تبر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہی اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس کا
تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اُس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اُٹھایا وہ غین غین کرنے لگا کاؤس نے اُسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
تھی کہ ای افسر اعلی یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آفتاب
پرست ہوئے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کر کے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نور الدہر تنہا حربے روک رہے تھے
ایک ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکایک بلوہ ہوا دیکھا نور الدہر نے کہ کاؤس بیتشین
دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہی نور الدہر نے آواز دی ای یار وفادار
کیا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کرو تُو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہی نور الدہر لڑتے
بھڑتے تا بہ بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
اسے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین
بہمن نے ہاتھ مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی
دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانۂ زین سے بہمن کو اُٹھا لیا گرد سر کے
پھرا دیا چاہا کہ زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نور الدہر نے فرمایا امان بہ شرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اگر قدمبوسی
نور الدہر کی کی نور الدہر و کاؤس ہمراہ اُسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سی کو گرا دیتا ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہو اوشو
اوگیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرا
کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو مٹاؤنگا
خود تیر دکمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا
کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھا لیا
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہو رات دن مسلح رہتا ہو کہ اُسنے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو پکار کر آواز دی کون آتا ہو جواب دے ورنہ مین تیر مارا
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمہارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس
رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک
بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہوں مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا
تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے
اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سے
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہا ای مہتر والا گوہر اس عیار کی بات
کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سُنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے
شاید کوئی درانداز کرے ای کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سُنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا
سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچاؤ مین تو سیدھا
جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا چابک مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے
کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہو جو رات
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اُسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا

لغرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا۔ لغرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہنشہ جہان گیر فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گرز ہمیشش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر۔ زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم + لقارا بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ جوانان لقب یافتم + لغرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسرون کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر بیٹھی آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس کا تیر خطا شعار پہ تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہی کئی سو سوار گرے الماس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیرو مین جا کر ملکہ کو پکڑ لون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہی نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کہ وکاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہین جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہی ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے بچا لے لظم

تن ترا تاج شرف بخشیدہ بر وحش و طیور — سر فرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو — دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر و حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز — حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
فاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا — کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بادت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد — جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دلی دریاے ناپیدا کنار — تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
از زعفران تصفیہ یابد دل ناصاف تو — حق نماید پردۂ خود بینی از چشم تو دور
ظاہر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید لظر

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن ملبوہ کیے ہوے طرف باغ کے آیا اگر

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع ہمنے دیکھا رخسار تیرے یار کو		سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے سرو سا قد اک بت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہو اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر
کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُترا کہ جاکر بادشاہ کو خبر کردن رات
کو اس جوان کو مار لین اور اس دراندار کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر
دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیجکر بادشاہ کو بلوایا بہمن
پوچھا اے الماس کیا ہو کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ لبغل پیدا ہوا صاحب
آپ کی قید خانے سے نورالدہر کو لگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک لقب زن
سے سارے فساد برپا ہوے نورالدہر کو قید خانے سے چرا کر لیگیا اب کا دُس کو
گیا ہو رات ہی کو چلکر نورالدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلا یا کہا مین خود چلتا
چلکر نورالدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اُس گیسو بریدہ کو سر بازار لاکر قتل
اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہو یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار
ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہو نورالدہر مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین شیرین عذار کہ چند کنیز
دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچا دی باغ سارا
بہمن خود آیا ہو کنیزین پیٹنے لگین نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب
کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہو نورالدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا ای ملکہ
بڑی مشکل کی بات ہو سب سپاہ اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ
وہان بیٹھا ہو یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا
کہ وہ سپاہ اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا
سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہو اردے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ
توڑونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان
بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نورالدہر کو دیکھکر
فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نورالدہر پر یلوہ کیا نورالدہر

کرلائے تو پھاٹک کھولدینا فوج والون سے مجھکو کیا خوف ہے دم بھر مین سبکو پامال کرڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھراتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائن یہ غزل گارہی ہے۔ نظم

بن وہ ایذا دوست تمھارا حت سے مجکو غم ہوا
زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا

غب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا

ان لی یا دلب شیرین نے تیرے ای صنم
میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا

درد دل زخم جگر گو اُن سے ایذا تھی مگر
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا

زخم پڑکر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہورہا ہے کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہے کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ ہو نکلین ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپکا دشمن ہے بہمن کو آپ سے بڑی کد ہے نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرمارہی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلئے مین بھی اپنی جان دونگی مجھسے صبر نہو گا دل اپنے قابو مین نہین ہے نظم

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے
سحر ہے افسون ہے یا انداز ہے

وہ ہے آئینہ ہے مشق ناز ہے
چشم بد دور اب تو اور انداز ہے

کیا کرون اظہار سِرِ عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس
توڑتی پر حسرت پرواز ہے

حکم ہے چھیڑین نہ سازندے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

فتنہ برپا وہ کرین گے صبح وشام
گر یہی شوق خرام ناز ہے

مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون بات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو خرد
مصر مین پہلے مقابل تمکو یوسف کے کرین
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ زنگ

یا صنم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
گفتگو جیسے زلیخا سے سر بازار ہو
کیا کرے اسکے سوا انسان جبکہ ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال
پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہی وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال
بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہی ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب
لگائی نور الدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نور الدہر بھی شیرین غذا کو دیکھکر
سفاک روز خبرین پہونچاتا ہی کہ سردار آپ کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہی بہمن
یہ مکر کیا ہی کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہی اسی کو دکھاتا ہی کاؤس پلٹ جاتا ہی نور الدہر
نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا
ہی مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس
سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نور الدہر نے کہا ادھر سے کاؤس آوے
اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ نہ نکلیے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار
ہو جائین سب آپ کے دشمن ہو رہے ہین نور الدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ
عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہی کہ
نہو بادشاہ کو خبر ہو جاے کہ اسنے نور الدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے
سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نور الدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نور الدہر
مین پھر رہا ہی جی مین کہتا ہی ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرے
بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو
پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے نہال
کردونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نور الدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اسکا پتہ نہین ملا
سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اسکو بھی تلاش کرونگا
بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

ہوے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نورالدہر کو لیکر قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہے جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کر سکتا یہ کہکے حکم دیا نورالدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہے کہ روز صبح کو گینڈا اڑا کر قریب قلعے کے آتا ہے جب بہمن نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہے تب پلٹ جاتا ہے حیران ہے کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس جلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہو گیا یہان کاؤس خندق کو طی کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا چاہتا ہے پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نورالدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ اے بہمن تم سے کی میرے ہاتھ سے قضا ہے کہان جاؤ گے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نورالدہر پر معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین ہلڑ ہوا کہ نورالدہر کو الماس تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہے کہ اسکا شیرین عذار نام ہے اسنے کہا مین بھی جاکر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نورالدہر و بہمن سے کلام ہو رہا تھا اسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پر پڑی بیتاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آکر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نورالدہر کو قید کیا ہے کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہے اور یہ صورت ہے

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو
شاہ رگ پھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو

کس مین ہے تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہے مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو

قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق
دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

اُسی وقت باہلے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر
کو جو بھی منزل تھی ایک صحرا مین آکے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استادکرائی
نورالدہر شام سے خاصہ نوش کرکے جاکے سوئے مگر الماس بہر رات گئے لشکر نورالدہر
پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہو پشت بارگاہ نورالدہر یہ آیا ایک
مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے چہرۂ نقب کا بارگاہ نورالدہر مین توڑا سر نکال
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہو دوشالہ چہرے پر پڑا ہو الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر
قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہو کفچہ مین دارو
بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے نکلا
نقب کو جمع کرکے لشکر سے نکلا میدان بکر جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا
اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ اسنے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر
آہنگر کو بلاکر مسلسل کرلیا تب نورالدہر کو ہوشیار کرایا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانۂ زنجیر
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن بد
عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہو حکم قتل کا دون
دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہو ایک خندق کے پار
ہو اب دونون خندقون کو فرایا چاہتا ہو بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہوگیا رفیقون سے
کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنان کنان بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے
کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب بجانک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس
ہونا نورالدہر کا گوارا نکریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نورالدہر کو
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فراچکا ہو دوسری کو فرانا چاہتا ہو
نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغہ کھینچ کر سر پہ نورالدہر کے آیا جب
منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نورالدہر نے پکار کر کہا بھی
کاؤس تم مشقت کرکے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے
کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا

مرتے ہین بنگئی ہی جان پہ بیچارونکی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی

شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھیں سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی

نقد جان تک تو خریدونگا تجھے او یوسف
بھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی

بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
تند رستی مین بھی خو تھی ترے بیمارونکی

زلفین سرکاکے دکھادو جو ذرا عارض صاف
قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخسارونکی

ڈالدی بیپ کلیجون مین غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کریو جگر افگارون کی

یارب اعمال کی اپنے ہمین ہوجائے سزا
حشر پر رکھیو نہ لغزش پر گنہگارون کی

زنار کھلتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہی
زرد سے ہوگئے ہو شکل ہی بیمارون کی

رالدہر نے سیماب کو سمجھا یا فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم ان دربندون پر قبضہ کرینگے عمر نامدار ہمارے
لوح مین آتے ہونگے ان مقامون پر انکو رستہ ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین یہ چارون
ار فتح ہون اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جاکے اسکو طلسم مین
ون آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے
ج کیا منزلین طے کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا
ن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نورالدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
رگیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کر کے بیٹھون مصاحبون نے کہا
قلعے کو سر سواری وہ فتح کر لیگا ان لوگون کا یہ بھی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اسکو پورا کیا
ا برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے
ا تمنے قلعہ بند کر لیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین
ہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز پا مجمع سے اٹھا کہا ای شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین
جاتا ہی گرفتار کر کے انکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی بہمن نے کہا ای الماس اگر یہ کام
ے تو گویا ملک بچالیا مجھے بڑا اندیشہ ہی اسکی جرأت و شوکت آنکھون کے پیچھے پھرتی ہی اکیلا
ین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اسکو بڑا پاس تھا رفیق پرور جری بہادر صاحب
وطاقت ملک لیا تھا مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون الماس

نہ گھبرانا میں آپہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور
کا باعث ہی کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آ
لینا لینا کر رہا ہو نور الدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بڑھتے طرف بہمن کے چلے جب
نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا
جو تیغۂ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا ہوا
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ میں
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے تو لے کے اُکھڑنے کا صدمہ بھی
کھڑا جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کہ لڑو کہ فوج نور
آگئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت
آویگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے
نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے
بگٹٹ بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہلا
کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس
ملعون نے بڑا رنج ... تمکو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھ
ہوے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نور الدہر نے فرمایا
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش
ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بیجا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہی دل کی یہ کیفیت رہتی ہی نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی

مالک قیدخانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک
بلبلا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا ہی گیا دُرد شراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا اوسکے سینہ مین مشتعل ہوا غصے
مین آکر کہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مڑ تڑا بہمن نے کہا اسکو مار لو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اسکی
کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچارہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے
شاگردان غبرنگ برلے خبر حاضر تھے طرف لشکر نورالدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے فرمارہے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
غبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن مین لڑ رہا ہی ہزار ہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین
ڈال سکتا فرمایا ای غبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نورالدہر سوار ہو
مع غبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے
لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لیتا مینا کر رہے ہین بخوف جان قریب
نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی ای برادر

نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کے
پھیپڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا
اے کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جسکا وار رکتا نہین اگر پہاڑ پر پڑ
تا بہ بیخ کاٹون کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار خبردار
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا
نے سپر کو گردش دی صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا بارھ بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن
کہا اے کاؤس ملشیہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن
تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون غرور تیرے دماغ مین بہت ہے نہین معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو
ہے ہمنے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونون مین کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفین کر رہے
نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہے کسی مقام
نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پر کشتی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم
ہٹنگ کاؤس آیا وہان پر آکے کاؤس کو غصہ آیا ساتوین قدم سے پلٹا کہا اے بہمن
ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال جو ریل کر لیجاؤ نگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پانون بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون
کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اتر گیا بہمن نے ہکہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اتر
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لون نور الدہر
ہر جنبہ للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے شبرنگ کو
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے شبرنگ نے شاگردون
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین آ
کاؤس کو سلسل کیا حلوائیون سے کہا اسکا کولہ بٹھا دو صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا شرنج لااس بیٹھے ہوے کہا کاؤس کو لا

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بعہدۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر سامنے
نور الدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہے اپنے مقام پہ
کہہ رہا ہے کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نور الدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین جسوقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
پوش وخروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین سیاران مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دورکابے مرکب پر جھوم رہا ہے جب فوجین جم چکین
نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وای زیردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نور الدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نور الدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نور الدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس بلبغہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا ای پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہ گری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے
ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہے مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرورزہ ہانجان وبیجن خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ وتنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اب جمع کیا ہے ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہے بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا یہ سُنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین

جاکر طبل جنگی بجوا ئے میدان مین آکر مقابلہ کرد لیعا زیروزبر سوال اطاعت وغیر اطاعت کا خیال
ہی غرور کو دماغ مین جگہہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ
کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خرام مشکبو کرین — گلی کدین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے مسنون جانکر — ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
منصف دہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو — بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے — عنقا کو بارہا لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب — حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ کر — عطر گل محبت ہو تو ہم نہ بو کرین
چپکے ہین ایک شاک مسیحا کی یاد مین — مردے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین — گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہون جو میکدے مین تنہا جاوین — تعظیم سرو قد مری اٹھکر سبو کرین

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا
کہتا ہی کہ یہ جوان مجھ سے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس سے
ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پھر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر تا
دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ
مین پہلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین
بھی تو وعدۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور
قوت تو خیر مگر منچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دل
دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت
کو کہا یا کیونکہ خوش نہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش
اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی
پہلوان نہین ہی کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر
برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتشخو شعلہ مزاج
ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا ہوا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نورالدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا
ہی ورنہ تمہاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو
کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقاے نامدار ہی
سواے خاطر کے اور کچھ نہین کہ سکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس
مین جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدہر مین آیا جمال جہان آراے نورالدہر کو
دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کا کرسی
بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا
ساقی سیمین نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین
کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال
وغیرہ کھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف
ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ تو مجھپر بخوبی ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر
نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم بہ رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

ہی منور شمع روے یار سے کاشانہ آج — پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے اے پری — طوق و زنجیر مین تڑاتا ہی ترا دیوانہ آج
آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا — وہ بت کافر ہوا ہی ساقیِ میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہنا ہی مجکو سوز دل — تخلیہ ہی کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہوا اے ساقی زہے میرے نصیب — آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھ پہ ندر — باغ مین لٹا جو مین اس گل سے گستاخانہ آج

نورالدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو مشکل
دگوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بہ
بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہی تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اُتارا تیسرے دن
گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پایہاے تخت سے لپٹے ہوے لشت
کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اُس
وقت اُسنے ساتھ والون سے کہا نورالدہر کون شخص ہی کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا
سمجھا تھا قلعہ بند کر کے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہی کاؤس ہمیشہ سے
ہی صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھ کر آیا تھا
تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریب
کاؤس چلا گیا اُسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہی فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس
حقیقت ہی اور نبیرۂ حمزہ کو سُنا ہی کہ ایک معشوق وضع ہی چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ
کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے
نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ
ابدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اُسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا
نامہ تیار کر کے لایا بہمن نے نامے کو دوبلغے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار
ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ
نے خبر دی کہ بہمن بہ رسم سفارت آتا ہی لشکر مین بدعت کر رہا ہی نورالدہر تے کاؤس

بڑھا نہ سکا مہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کر دیا
ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اوس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا
گوہر عین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین
چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک
کر دون نور الدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نور الدہر نے دی منھ بیٹھی
ہوئی سیماب ہٹی نور الدہر بلوہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین
نور الدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت مین
آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نور الدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا
اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر
حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے
شبرنگ کے مارا گیا بچھتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد کی تھی لیکر نور الدہر
کو اسی بارگاہ مین آیا نور الدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پر جلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے
قصد ہی کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہو ای شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہی
اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نور الدہر سے صلاح کر رہی
ہین کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ اوس کا نام قلعۂ
سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ خضور
آتا ہی کاؤس نے کہا ای شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو
زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہی تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی
ہین سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو
سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہو گی کیا کہکے دل کو سمجھاؤن دل کی
عجب کیفیت ہی

نظم

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج
غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طر
بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو لو وہ تلوار
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب گھبرا جاتی ہی ڈر ہی کہ ای
کشتہ نہون بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب
سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کا
جاتی ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نور الدہر
خود ننگا سر برہنہ شاہزادہ گھوڑا اڑا رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈال
چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نور الدہر
نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپکے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نور الدہر
ہین کہ جاکر کاؤس کو مارون قضائے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہہ رہا ہی مگر مقابلے سے مہیب
نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر غلطان نکالا
اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب سے آ
دیکر اُسے روکنے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پر کینہ پر کارد پھینک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ
چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤن کارد جو آکر سینے پر پڑی توڑکر پشت کے پار گذری ایک آندھی
اُٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہیب جادو
سجا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ
مارا گیا ابتو سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے
لینگے سیماب نے منھ پیٹ لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے ساتھ
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے

صحراے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزار ہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خداے نادیدہ سے
دعائین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سُنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نورالدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شبرنگ بن عمرو رکاب
سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس
کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہی اگر کوئی معین و مددگار آجاے تو اس آفت سے بچا لے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین صہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ صہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نورالدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
دیا جب تو صہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نورالدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلۂ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نورالدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کر کے گولے پر تھپکی ماردی اور
دم کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب صہیب کے پہونچا صہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور صہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب صہیب کے سحر کو دفع نہین کرتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے مصروف جنگ
ہوے نورالدہر جو مبہوت تھے سیماب پر پھیری چل رہی تھی اول تو سیماب سے زیادہ حیران تھی
لیے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ دائرہ ماش اپنے خون مین رنگین کر کے

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی پڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین سنبھلا
کشتگان عشق سب گرما دئے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
یار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
مل لیو تم ہر کس و ناکس سے رند

ایک دو ساغر کرینگے
ای جزاک اللہ قاتل
کشتۂ فرقت کیا تقدیر
رہ سنجا دے دل مین
مار ڈالا بے ثباتی نے
شہرہ سنتے تھے جمال یار
نام کیا کیا آپ نے رکھوائے
کیجیے جسوقت ہو جو سقف

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب
کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت
کر کے اوسپر سوار کرلائی ہو تمین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام
ہم انکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید مین جن
قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین
گوہر بے بہاے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمھارا جانا ہرگز
نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اوس سے
کرینگی بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت
کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اداسی
پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر لپیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام
ہفت پیکر انکا دشمن ہو رہا ہی مہیب کو پنجہ اوٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا جھلا
ہی اوسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اوٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب
کہا لو تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب
بہ پرواز پیدا کیے اوڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراؤن کو دیکھتی ہوئی جسطرف

دوسرا گولہ مہیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے پا بہ گل ہوے مرکب جم گئے قدم نہین
اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیان کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین پیدل
منھ کے بھل زمین پر گر لیتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے
گرین مہیب ہر چند اشارہ کرتا ہی کہ او طاؤس ان سبکو مار لے بالکل بے کار ہین مگر کاؤس
ایسا خائف ہی کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا مہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف
کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بے کار ہین لاکھ لاکھ آواز دیتا ہی کافر ایسے ڈرے ہین کہ
نہین بڑھتے مہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی
بڑی بات ہی ہاتھ پانوٗن بیکار کر دیے زمین پر مثل مردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے
تمھارے قبضے مین ہین اُنکے مرکب پا بہ گل جب اسطرح مہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو دوڑا
کے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار
کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا
بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حربہ کرتے ہین
حربہ نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہین ای رحیم و کریم و ای سمیع
و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے نظم

بر چہ نازان است انسان ضعیف	بر چہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا در زندگے	چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را حسنہ بخشد توان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی قم	زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہون
جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر
نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے مہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو نیچہ اُٹھا
لے گیا تھا عیار و سردار آتے ہونگے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

افسر کا پاؤن اُٹھا تو کُل فوج کے پاؤن اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا
نخل کے سائے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے
جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہو سب بھاگے ہوے
ہین ہرچند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سے
کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی
ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر اُنکے سامنے یا پوش کی گرد ہین صدہا
سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدہر بلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورا
کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار
اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچا یا تیغہ خارا شگاف سلیمانی
جمکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ ای خداو
ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر مہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا
تصویر سنگی کے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد منڈا ابنارس کا گنڈا اُسکی دھونی مین گی
مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ من قدرت یہان سے دیکھ رہے
فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اُٹھا لایا تیری دستگیری کی مہیب جھلا کر اُٹھا کہا
جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی
نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچانا نورال
کا سر کاٹ لینا مہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤ
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جا
بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون مہیب ابلق سوار یہ کہکے مہیب نے ایک
مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک

دیکھا ایک پرے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا ہو پہلوان دوران ہین اسکو قتل کرون اور مہلت ملے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی نے ہان ہین نہ سنا کاوس نے پکار کر کہا او جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہو اپنی جرأت پر اسکو ناز ہو جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے وان بیٹھ جا تجھکو رہا کرون اور ون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاوس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہین ہر ایک کا قول ہی جلدی قتل کرو نورالدہر حیران حیران چہار جانب سے دیکھتے ہین کبھی بیتاب ہو کر پکارتے ہین ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے عجب مکر کیا ہو سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی تو ہمارا بر مددگار ہی تیری صفت کیا بیان ہو سکتی ہی

نظم

بو آمد آن گل رنگین بگلزار	بجنبش شد فدا ہر بلبل زار	گہی از برگ شد ظاہر گہ از بار
گہی از گل عیان گشت و گہ از خار	گہی از نور شد روشن گہ از نار	نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار	بیکسو برہمن پوشیدہ زنار	گہی مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہی در خواب غفلت گاہ بیدار	گہی برق و گہی ابر گہربار	گہی مہر و گہی ماہ پر انوار
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید	

کاوس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کے بیٹھیے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نورالدہر نے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاوس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارون نورالدہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماردی کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی اٹھالی شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہو گیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نورالدہر و شبرنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی جو اترے ہوے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاوس نے قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی ہو کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاوس کا زخمی ہوا کاوس زخمی ہو کر بھاگا

لگادی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجبند کا
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر جہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خودبخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یاروخدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہوگیا ہی طاؤس سبک رو اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا
اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا بیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا
بیقرار ہوا دوڑکر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہوگیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہ
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر رہتے
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسنے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیر زال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر بنجادے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نور الدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قد و قامت
کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا
اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس سبک رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سردارون نے بیان کیا کہ آقا کیلے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین
طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقاے
نامدار کیون ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھے عجب صدمۂ عظیم گذرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ
کردیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کرلیتا مین نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جرالاؤن قید کرکے قتل
کیجیے اُسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہوگیا کہا
ای یار وفادار اگر تو اسکو جرالاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہجاے طبل جنگی لشکر مین
بجواوے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بانہاے عیار
لگاکر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے پکارکر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحۂ
پیشانی پر ترقیم کیا ہی وہی پیش آتی ہی بفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجواکر نور الدہر اُٹھے خاصہ
نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلایہ پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نور الدہر پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ
ہی شمعہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپرکھٹ پر آرام کررہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا چادر دو کمر سے کھولا ایک سرا پانون سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادرے کو جنبش
دیکر شمعہاے مومی و کافوری لہرا کر گل ہوگئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لخلخہ مین دارو بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختے خون کے
سے گرا رہا ہی دونون گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہین شبرنگ نے پانی کے چھینٹے مار
تب نور الدہر پشت مرکب سے کود کے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوئے اُس
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سو
لپیٹا نور الدہر نے بقوت صاحبقرانی جھسونڈا ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہکہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زنجیر کے کھینچ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤ
نور الدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد
لے دوڑا دون نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق
کر نکل جاتے ہین اور جہان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے دیتے ہین
ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین زرہ پارہ پارہ اُچھل اُچھل کے اُڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ
کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای
گیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام
ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نور الدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوئے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوئے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے
پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اُسکو زیر کرتا مگر انشاءاللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی ای آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا۔

گریبان سحر چاک ہوچکا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی ای شہریار کاوس
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نور الدہر نے اُسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاوس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پر اس دھج سے آکر اترا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہی ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گرڑگڑایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ
زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے
کاوس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہان ہی میدان
مین آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسب خوشخرام بڑھایا قیام ناچار کی بیقراری کہتا ہی کہ ای شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہی صدہا شیر اُسمین تھے جب سوار ہو کے نکلتا تھا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چندرے مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس جہم پر یہ گیا فتح کر کے آیا مین کیونکر
گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نور الدہر نے کہا ای قیام کاوس کے قد و قامت پر نجاؤ
دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسب پریوش تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سامنے آکر
کاوس کے پہونچے آپس مین تگاور زن ہوے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا تگاور سے ہٹا
کاوس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
ہین کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاوس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاوس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور خواصی سے گرز گران سنگ اُٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاوس نے
مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پیچیدہ ہوئی کاوس نے
آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے
ہین شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کردین تو ہمکو کیا
نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور
اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین
بلند کین مرکب اڑ کا شبرنگ نے زبان جنی مین کہا کہ ای مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقد
تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈ
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے شبرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب
پھرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہو دیکھو کس طر
مرکب کو تسخیر کیا ہو اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز
شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نورالدہر کے آیا آپ گھوڑے سے
نورالدہر سوار ہوے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوے
تاجدار نے آواز دی یا روئینہ نبیرۂ حمزہ ہو اسی کے مقدمے مین قدرت فرمائے گئے
لشکر سب کافرون نے بلوہ کیا مقیم پکار رہا ہو یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شا
نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورا
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹک
ہوے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہو کہ بڑھ کے شا
نورالدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نورالدہر
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شا
نورالدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نورالدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج
کی ہمکو ممانعت ہو یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ پلنگ پر بیٹھے صحبت جم
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب وچماق ہاتھ مین لیے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہے

پھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانون کانپنے لڑکھڑا کے گرا اسکے
گرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لباس کر چاہا خنجر مارون کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا مہیب کو اُٹھا لیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر
اُٹھی پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا مین اُس شہریار کا عیار ہون مہیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے بیٹھکر سحر کیا نورالدہر کے منھ پہ چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پر پرواز پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہین
سب پریوش ہمارا صحرا مین چرا کر رہا ہی اُسپر سوار ہو کے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غریو کر رہے
تھا نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار
ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسیان ڈالکر اِس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوے
جا مین کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو
شام سے اِس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہی کئی سو جوان
بچا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالامال کردونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پہ بندھی ہوئی کوڑا ہاتھ مین
لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس
کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سُنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر مین کئی سو چابکسوار

سامنے مہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب مہنت نے یہ دیا کہ او بیحیا اُن
جو یہان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذر گاہ ساحری جمشید ہی خداوند ہفت پیکر
گا ہے اسطرف چلے آتے ہین یہان سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ مار دونگا کہ تیرا سر پھٹ
مہیب نے کہا مین آپکی زیارت کو آیا ہون گانے کا مشتاق ہون مہنت نے پو
کون ہو کہان سے آتا ہوا اور کہان جاتا ہو مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا مہیب
مین خدمتگزار خداوند ہفت پیکر ہون برلے گرفتاری نورالدہر گیا تھا اُسکو گرفتار
ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈال دیا ہو مثل مردے کے پڑا ہی مین آپکی زیارت کے لیے آیا
مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر برسر کوہ بو قلمون جشن کر رہے ہین
نے کہا دامن قدرت دراز ہی بیٹھ جاؤ تو مین تمھین گانا سناؤن مہیب بیٹھا مہنت
بھرنی کو نکالا چند اشعار پر بہار گانا شروع کیے۔ نظم

خونفشان آنکھین مین لڑکر چشم شوخ یار سے ۔۔ دل تہ و بالا ہی اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہین باتین دل بیمار سے ۔۔ وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے
کیا قیامت ہی کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل ۔۔ حشر کے سامان دکھلاتے ہو صنم رفتار سے
ڈالکر باہین گلے مین میرے لپٹے تو سہی ۔۔ آج وہ باتین کرون مین اُس بت عیار سے
دے بھی ٹک بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہین ۔۔ دل نہ قابو مین رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب ۔۔ سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی میخوار سے
لب کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کرون ۔۔ منفعل اپنی نگاہین ہین عتاب یار سے
اُٹھ کے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے ۔۔ حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی ای ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر ۔۔ شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر ۔۔ سخت جانکا حلق کٹنے کا نہین تلوار سے
جیسے اک پردہ نشین سے اڑ گئی اُنکا خیال ۔۔ شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ اس دعا سے

مہیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو مہنت کی زبانی سُنا مست ہوکر جھومنے لگا مہنت
گانے گا سلگائی دھونی کو جو گرد دھوان اور زیادہ نکلا مہیب کے دماغ مین خوشبو آئی

کہ مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین نور الدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اُٹھایا اور
اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہی پرپرواز بید
کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہی مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہین پہونچتا
راستے ہی مین پھٹکر گر پڑتا ہی مہیب جادو بلند ہو گیا سیماب تعاقب کے پلٹی مگر کنیزون کو روانہ
کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ
ہو گئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر مہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا
کہ ایک آواز کان مین آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہی۔

غزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو ۔۔۔ یہ جور گھات مین تھا کب سے مال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست ۔۔۔ چلین فرشتۂ جنت جمال لینے کو
ضرور چاہیے مستون مین ک نہ اک ہشیار ۔۔۔ وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست و دشمن مین ۔۔۔ خدا نے آنکھین ہین دی دیکھ بھال لینے کو
کھلا یہ غمکدۂ دہر مین پہونچکر حال ۔۔۔ عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے ۔۔۔ مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے ۔۔۔ ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو
کھلیگی قیمت حسن و جمال اے یوسف ۔۔۔ جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو
شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے ۔۔۔ جیا ہون لذت روز وصال لینے کو
ق
پس از فنا نہ پھرون چاک کیطرح اے چرخ ۔۔۔ نہ آئے گور مین مٹی کلال لینے کو
متاع دل کوئی کیونکر بچائے رنگ انسے زمانہ ۔۔۔ بلا ہین زلف و رخ و خط و خال لینے کو

ن و جمال عدیم المثال شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے
آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سایے
ایک مہنت بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہی بالون کی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہے
ان مین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہی مہیب جادو نے اُس پہاڑ پر آکر ایک طرف
الدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونون پڑے ہین مہیب ٹہلتا ہوا

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نور الدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مدد
جادوگرنیان اُسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو
کا اختیار ہی نقابدار نور الدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہ
ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے نرگستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ ہوا
نور الدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے لیکن
جو پلٹتا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین ملے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نور الدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر لقوبر سنگی
داخل ہوا وہانکا تاجدار بو قلمون جادو لقوبر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کر کے پوچھا آج
کیون خاموش ہین مراد مندہ جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر
و نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آگئے نور الد
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت وضیافت کے سامان ہوے
نور الدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گر
تجکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی
کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جاے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے
گوہر جادو کی آبرو مٹا لے سامنے ایک نخل خیار تھا بیچ اُسکی شق ہوئی ایک ساحر
عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جا کر تباہ کر
اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤن لقوبر نے آواز دی ای مہیب جادو نور الدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اُٹھا لاؤ یہ سنکر وہ ساحر اُڑا اُسوقت آ کے پہونچا کہ نور الدہر کھڑے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی ہی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیجے
ہفت پیکر ہو دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نور الدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اُسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید
پر گرا سرباز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھون سے اشارے
کرتا تھا کہ جن اشارون سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہی مین تو اسکے سامنے
نہین جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادون کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامرد ان غریبون نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوئے چاہتا ہی کہ نقابدار کو اپنے سحر مین پھنساؤن مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر
سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغۂ برق زا بلند ہو کر
دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرانے لگین
چند زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے
سپرون کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ و
زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئین ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہین آئی مگر گھبرا گیا
اب دیو منھ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائین اور پھانک جائین ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہین آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز
دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہین
کچھ بندے پیدا ہوے ہین کہ انکی مشکلین آسان کرتا ہین یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیوزادون نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
ذرالہ ہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل حیدر عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہین کیسا ساحر زبردست جسنے بگاہ ڈال کے قلعہ اکھیڑنے کا ارادہ کیا اسکو
بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا زاغ و زغن نے سر کٹوا لئے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے پیر تھے
جھک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا ای شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

نورالدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر
سیماب دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان میر
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہو
نورالدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ مین مسند پر
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین سا
دست بستہ حاضر ہین گوہر جادو نے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر
رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نورالدہر بیٹھے ہین گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گرجا
برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور پکار کر آ
دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین اور
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھا
گرد تخت کے کچھ جادوگرنیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت
نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین جگہ دی
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑا دون نام و نشان تم دونون کا مٹا دون سیماب نے گولہ مارا گو
الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدل
ابرو جو ہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ سر
قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی آوازین آنے لگین
نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش تخت اڑائے ہوے جاتا تھا کہ دیکھا
ایک ابر لہرا رہا ہو اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہو سحر کرون اور نورالدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہریار یہ ساحر اب نورالد
کو مارا چاہتا ہو اتنا بڑا ساحر ہو کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو زخمی کیا
نقابدار نے وہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر

اشارے کر رہی ہی نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت
محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہی تو ساحرون مین گھرا ہوا تھا مین
تیری جان بخشی کر کے اٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار
خداوندی مین بر سر عہدہ ہاے بزرگ ہین تجکو خداوند کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم
کرینگے عہدۂ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نور الدہر بن
بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین ہم اس ملعون سے ملاقات کر کے
ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین
میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران
زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین انپر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے
انشاء اللہ ان پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پر
نظر کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین تمھارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول
کرتی ہون یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو جو ملک فتح
کرونگا ان سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اتارا نور الدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین
گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی
مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت
کرتا تھا گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آتی ہی نور الدہر
نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز دی
جیسا سحر بلی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری لونڈیون کو یاد ہی گوہر نے اٹھکر گولہ سیماب
پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کٹ کر گرے سیکڑون
کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر جو تلوار لیکر اٹھے سیماب نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا
ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اتر جاے مین دل و جان سے تجھ پر جان دیتی ہون

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی
سُن آئے خوش الحانیاں کس غنچہ دہن کی
خط نکلے پہ بوسہ رُخ پُر نور کا پایا
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کر گئی
اُس کاکل مشکین کا جو ملجاے کوئی تار
حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی
وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک
اعجاز نما ہو لب عیسے کی طرح سے
خود اُلفت گیسو کا مین دیوانہ تھا یا بند
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیاں اے یار

سونگھنے گے ملک آنکے بو میرے کفن کی
سیٹی ہو جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
تدبیر ہو یان اپنے لیے غسل و کفن کی
کیا بات ہو کیا بات ہو اُس گل سے دہن کی
زنجیر محبت پانون مین ڈالی گئی من کی
صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو برائے سیر و شکار نکلی کہین اتفا
گذر اِسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اُسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی د
ٹھہر کے روئی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت
بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دنا لے سناٹے کی آواز کان مین آئی جھک
ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑاپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک
رعنا نہایت حسین وجمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہو گوہر جا
جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی
جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو اے گوہر کیا معشوق خوش خوش رو دست
اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہین
دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر
زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نورالدہر کو ہوشیار کیا اب جو نورالدہر
کُھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ

لیا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب مین تیرے جھونٹے پکڑ کے
ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اُسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہو جو عنایت سامری
و جمشید شریک ہو یہ سحر اُنھین کا بنایا ہوا ہو ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر نہ رہی اسکا زوال
اب قریب ہو یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے
ہنس ہنس کر ان سحرون کو دفع کیا کو رہی ہو کہا او دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا
آئی ہو دیکھ کہتی ہون کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن فراطاق نے نہ مانا تیغ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو جھپٹ کر گری فراطاق کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے
اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہو جب جھونکا ہوا کا
چلتا ہو روشنی گل ہو جاتی ہو سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو بغچے مین اُٹھا لون لیکن
سبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من فراطاق
اد و بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے
تیرہ کا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے
دیکھا تو شاہزادہ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا
جسنے اُس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم
ہم جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین
اس بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرلی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اُس مقام پر
دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اُٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیخطا ہو
ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ہتھڑ زمین
پر آواز دی ارے تو کسکا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے
انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اُڑتی ہوئی آسمان پر
تھی اُسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اُٹھا لیگئی یہ سُنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی
ابھی جا کر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی
بے آب کے تڑپ رہا ہی میرا تو اب یہ عالم ہو کہ جینا مجکو دشوار ہو یا وہین دلربا کی قلب کو اضطرار ہو نظم

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا ہمین انھین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا اے سیماب ماروا
کہ تیرا سر کھینچا سے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا
قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی
ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا او قراطا
تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی
خدائی کرنی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے بلجانا کہ
خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہی کہ جس سے دس بیس
سر اُڑ جاتے ہین ساحر کا سر بلوہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی
ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہی اشارہ ہی کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے
مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے تجسے دور قراطاق
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک
کھینچ دی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ار
یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا پانون ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہی کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے سے
عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین
کے چور ہی ہرچند کہ انپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے انپر قبضہ کیے
نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور
نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو جاتا ہی گیا خود بخود سر اسکا کٹ کے گر پڑا غصہ
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ دھگڑے کو اپنے پیکر

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آسکے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہو سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہم تو دیکھین کہ کون جوان ہو اگر گنجاب کا نواسہ ہو تو
گوہر ملک کا بیٹا ہو مین ایک زمانے مین برلے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرائت کری تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جاکے طلسم گوہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدہر پر پڑی نور الدہر نے بہ نگاہ یاس ملکہ سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہین جو اٹھائین تیر مژگان سینۂ سیماب
بڑے سیماب بیقرار ہو گئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمین کیا دخل ہو قدرت
نے فرمان بھیجا ہو سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے
ست خلاف فرمان لکھا ہو خطاوار کو قتل کرتے ہین یا بیخطا کو قتل کرتے ہین کون یہان
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرائت
و ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو مین اسکو قتل
ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
ہلیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے
نبیرۂ صاحبقرانی کیا خیال ہو اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا او
ہاب کیا تیری شامتین آئی ہین جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
قدرت تجکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجکو غصہ آجا
ے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھگڑا بنائیگی
سیکڑون جادوگرنیان اسی جوش عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ اور برباد ہوگئین
فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے بتاکید لکھا ہی

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا اے قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہو اُسکو اُٹھالا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل ہو
ان لوگون کے مددگار پیدا ہو جاتے ہین اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبون کی جانب
مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے
زندہ گرفتار کر لائے مین اُڑی ہوئی آتی تھی حقیقت مین ایک نخل کے سائے مین ایک
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل مین آیا کہ اُٹھا لاؤن پھر خیال مین گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا
اچھا نہین اب حکم خداوند آیا مین ابھی جا کے لاتی ہون یہ کہکے مہلیل اُڑی آسمان پر
ٹھہرائی نورالدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتین کر رہا
تڑپ کے گری نورالدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب مین دوڑا یہان قراطاق
کے سامنے لا کے نورالدہر کو مہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پانون نورالدہر
کے زمین نے تھام لیے مہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاد
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نورالدہر پر
کو لے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہین کہ رہے ہین کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اس
نہین کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس نا
افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگین لگا رہے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہے
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہین چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ
جوان کے دو ٹکڑے ہون کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہین قراطاق نے کہا نہین معلوم کس کام مین تھین آج کئی دن کے بعد آتی ہین ہم
انتظار کرتے ہین اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہین آج آئین تو سہی مین بڑی شکایت
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتون کو گھبراتے ہین کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

دو کلمہ داستان تہوّر نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعۂ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین مین ہون
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دورِ شراب ناب ہمین
نقش پا ہی ترا ضرا سر تاج
حالتِ ابر ہی فرح افزا
ابھی میخانے مین ہی مرباقی
ساقی ما ہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر برسر میدان

رگ و ریشے مین ہی شراب آمیز
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہوگئے آکر
اسقدر ہم نہ پیچ و تاب سہین
ساقیا ہمیہ تیرا احسان ہی
لطف محفل ہی جسیہ جان فدا
آج ہو میکدے مین لطف نشر
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسمین ہی بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو چلکر
چہچہے قہقہے اڑائین آج
رنگ محفل ہی کوے جانان کی
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہی دل بیتاب
ای قمر داستان شمشیر زبان

چہرہ حاکمان محکمۂ جرأت و جلالت دیگہ تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف

راقمان سوانح ہیجا + می نویسند از دیدہ بیضا + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والاشان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کرکے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون ای شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحراے خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوتی شبرنگ کہتا ہی ای شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرایئے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے بلکہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود مین ڈالکر اڑ گیا قراطاق جادو

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا ای شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانۂ فراق مین
راتین ہجر کی کنیز کیونکر کاٹے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہی نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہان یار سے تشبیہ دون اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعدِ وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا

دربست میکدے سے یہان مین اُٹھ گیا
آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہو خار کا

اب اُسکے آستان سے چھٹتے نہین مجھکو یار
ای رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ای ملکۂ عالم پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل
کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا صبر و شکار
غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتک ہوسکے اس آتش
خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمہاری جدائی شاق ہی مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہی کہ ہمکو ا
پس و پیش ہی یہ کہکے باہر نکلے مبہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالار
کرین لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہین کی ہی امیدوار ہی کہ
کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج
نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا
کرکے طرف صحراے نرگستان کے آگے اُترے شاپور شیردل ساتھ ہو
عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک
یہان سے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا ای شاپور شیردل کیا مضائقہ ہے
ایرج نوجوان اسی صحراے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر اب انکا حال تحریر ہو

ساتھ ہوا یون ہی دوچار پامال ہوے بلمان مردم درنے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اُٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اُسنے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہی کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال
اپنے اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہو ای آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیر دل قریب تھا اُسنے عرض کی ای بلمان مقام انتشار
نہین ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہی
پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پر
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی گمراہی
مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خویش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا ای مبہوت ہمکو
جلدی ہی کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی با ئین پر اسی قلعے کے
صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طی کرکے قریب کوہ زنگار تک کے پہونچیے گا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آئے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہوچکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین انہ نے
کہا اسوقت دوسو پیک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا
نسیم دوسو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو
گھیرے ہوے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہی یہ ہٹین تو مین کمندین مار کر پکڑ لون ایرج ــــ جو
کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار کے
پکار اُٹھے ای خداوند ذلیل و نہار مجکو بچالے **نظم**

برخطاکاران براہِ لطف فرمودی عطا	بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا	گمرہان راہِ اُلفت را تو گردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی	مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بہ حکمت گردن اخلاص خم	ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بُرد از تعمیل فرمانت قدم	کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان دم
ساختی شاہ و گدا بیر و پیمبر ساختی	جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را	سبزۂ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار اُلفت نرگس بیمار را	نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی	زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت بر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے
سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آ
گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے سبک رو سے اشارہ کیا گھ
آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے گھوڑ
صبا نے اسکو تبھر مارا زنگی کا سر ہٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آ
بلمان مردم در بھی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان گئی لغبت
پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب
طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دولتی ماردی ایک سوار مر گرا دیا

قتل ہو جیےگا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اتو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑہ لاکھ فوج کا اسی طرف رُخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں اے معبود دا ے موجود وقت مدد ہے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے نظم

می طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما — گوش فرما بر صداے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی چو بشکل انسان ساختی — در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی — بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر باب دیدہ ما نیست دور — نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم — دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیر اندازی کے جو نامرد قریب نہین پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہین ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیر و نیزون سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیرون کو قلم کر رہے ہین وہ بیحیا چاہتے ہین کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخمون مین چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوے شمشیر زنی پیدل ہو کے کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اُس سے کہا

تو ڈکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ
جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آ پڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر دی
کہ حضور باغ چہار جانب سے گھر گیا مبہوت تیغ زن چاہتا ہے اندر گھس آئے ایرج تلوار لیکر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پر مبہوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہے کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ششجہت افروز جہانداری باغ سے طالع ہو کر
کہا کہ او مبہوت یہ کیا نامردی ہے کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہے یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل
کیا مبہوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہے سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیردل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ ای یارو دوست
اسکی کیا ضرورت ہے مین جا کر مبہوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہے ایک جست و چالاک
جنگ مین بیباک ہے چند حقے آتشبازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہے افسرون کو تاک تاک کے مارا گرد انکے مرکب کے صد ہا لاشہ پڑا ہے ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہے مبہوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہے
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے بڑھکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزون
باغ سے نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لبیس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مبہوت گینڈا بڑھا
اُس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ بابا جان تو ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہین کنیزون کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر
جو ایک مرتبہ چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مبہوت نے گینڈا آگے بڑھا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آکے سبکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ

اٹک ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب لیاقت
طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبائے سبک رو
بدو اس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی اے سپہ سالار آقائے نامدار باغ مین ملکہ کے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوگے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا
کہا اے صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بر وقت جانے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہائے افسوس میرا کہنا اُنھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے طلائے پر ساتھ موجود تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چلا صبائے سبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہے جو ہین نام اپنے آقا کا سُنا
فوراً آنکھین اپنی اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو
درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ اُنمین تیل بھرا ہوا نیچے
اُنکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہے
گولہ اندازون نے یہ سُنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے
کہا کہ بس دفعتہً توپین کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اُنھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹجاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے
مار کر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو پین
رو کین کہ پہلوون سے گرد اُڑی دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے
اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کر
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آئے اور پھاٹک

پہر دو پہر یہان ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر مناسب سمجھیے
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سبک رو خبر کر دے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کرے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا ای صبا ے سبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوے
جرائت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہی مگر تم بچتے ہوے
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کر تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا
بجا ارشاد فرماتے ہین صباے سبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کرکے شکل
باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ گھوڑے
نسیم سبکرو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جا کے
بلمان مردم در کو خبر کر دون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جاے
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آیا
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صباے سبک رو دوسری طرف آیا ایک موری کی
سو ہین سے کا ٹین اُسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیون سے کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین
خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جبسے آقا نے مجکو
کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر اُنکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کرون
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہر چند کہ آقاے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منھ پھیرین
کے مانند گلۂ گوسپندان مین آ پڑتے ہین ماشاءاللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے
ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے اُنکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہ رہے ہین
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب

اُترا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کر لین گھیر کر اِس جوان کے ٹکڑے کرین دونون کیا گھُلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگادو کہ نسیم شباب رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے شباب رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہرچند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو بھو ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین فرحت و شکایت غم کھلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب آتا یلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کھینچ کے آپکے قبضے مین اُسکو کردیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی بند کر لیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سُنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پہرے نہ رہین وہ بھی تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شگک رو کو یہ بڑی فکر ہے کہ مین شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا جب تک تن سے سر نہ جدا کر لونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بصد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین ہو رہی ہین دفعۃً بیٹھے بیٹھے صباے سباک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپ نے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے یلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

صبائے سُبک رو نے عرض کی اے شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور
نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مبہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی بلمان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کرکے لایا ہی عیار بھی
اُسکے ہمراہ ہی مبہوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہی یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر
لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات
خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اُسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے
ہوے آگے آگے پشت پر دونون عیار اُسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہی کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ
ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہی اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین یہ سوچ
اُسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ
رکھے ہوے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار
آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ
آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبائے سُبک رو ملکۂ عالم
ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار
یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہائے تاریک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت
قلعہ بند ہوگا تو سر سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کے
پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہو جس روز سے آپ نکل گئے یہ بیچیا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس بیچیا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر مالک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کر کے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کر کے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری یہ کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین ۔ یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو ۔ سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے ۔ جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی ۔ دوبار اپنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

یہ ظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو ۔ رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین ۔ مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہو صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے ۔ قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے ۔ نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی ۔ سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہو اور کبھی صیاد کا کھٹکا ۔ بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو ۔ بگولا جب کبھی اُڑتا نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا ۔ نظر آتا ہو جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر ۔ صدائے مرحبا قاتل سُنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی ۔ زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی ۔ سفینہ آل احمدؐ کا نہین آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر ۔ رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پر ۔ پرون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائے زندہ جو ہی جوہر ذاتی ۔ مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

مار کے ہنسا کہا ای فرزانہ یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلہ نے کیونکر
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہی صاف صاف بیان کر صبائے سُبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہی کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہی جب صبائے
نہ قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا ای باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہی
تو خنجر مار دے سر جدا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہی کہ صبائے سُبک رو تڑپ رہا ہی اور نسیم کوڑے مار رہا
پوچھتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سُبک رو نے دیکھا لشکر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین بلمان مردم
قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوئے صبائے سُبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور
جو صبا کو بچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا
یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان سے
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موئے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر
ہی کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑک
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہ رہا ہی کہ اسکے تیر سے تو اپنے
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنۂ نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بیحیا میرے سامنے تو ٹھہر اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبا بے سبکدوش
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی
لشکر ظفر اثر کے آگے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بھیا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین
ملاقات ہوگی سردربار مبہوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبائے سبک رو
نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مبہوت کے ہاتھ
سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے
رات کو صبائے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا
ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اُسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا
کہا کیون بہتر صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجھکو
شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتا دیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے
ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین مہنگی ہی
اہل و عیال تڑپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا
ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی مجھسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو
گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار
کر رہا ہی آخر باپ بیٹون مین نیمچہ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ
پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبائے شباب رو نے یہ سنکر منھ پھیرا نسیم نے
حلقہ ہائے کمند اسکی گردن مین مارے صبائے شباب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو
جا بمارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا
لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بچے اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین
جان بخشی کرودونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبائے سبک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ
اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای بابا جان مجھے
اسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فرار ہی قہقہہ

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان بھی
وزبردست اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شابور شیردل رکاب ظفر انتساب سے
لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقۂ آتش بازی د
دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے
بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت
کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی ا
ایرج نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانوں کو
بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو گیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین د
دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی مبہوت
تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ مین ہمراہ صبائے سبک رو کے
یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب اُنکا عیار عرض کرتا ہو کہ اے ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاءاللہ
شہریار صحیح وسالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہین اے صبائے
سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکہ جبر کرون میری تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد ۔ اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد ۔ نگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد
گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے ۔ کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا ۔ نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی ۔ کرین گے شکل مزا میرا استخوان فریاد
تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ ۔ جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین اوبٹ کراہنے کے سوا ۔ قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری ۔ وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گئین وہ عشق کے ہمراہ رفتار تاثیرین ۔ سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبائے سبک رو نے عرض کی کہ غلام بر لاسے تلا

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی | کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش | عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ
شاہزادۂ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بہو د
کو دیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے طرف بیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان سے نے
بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر بر ہاتھ
اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤنگا تو
اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو عنبر ناگ عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان
نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوے جیسکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوے
قریب بلمان کے بھائی بیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا
انجام دیکھا ہمنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب بیمان کے آیا گر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھا لیا
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوے چاہتا ہے کہ بیمان کی کشتی مجسے ہو ایرج
نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیون بھائیون
مین تلوار چلنے لگی دو وار ضربین رد ہوئی تھین کہ بیمان نے بیمان شلنی کی کہا ای بلمان دیکھ
پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا بیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہتا کہ
سرکاٹ لون بلمان نے آواز دی ای آقاے نامدار و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہے ایرج
ہو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب بیمان کے پہونچے
للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہے اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
آ بیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا ایک ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سپر
رحانی دبے تیغے کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دو دمۂ سکندری دست
بر دست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکے جگر بھی

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی
اُٹھایا جاؤنگا مگر بلرہ سُنکے اُٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ
شاپور اب کیا کرون یہان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوپھن کے پتھر سے کئی جلاد
مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون نوجون کے اسقدر ہجوم ہین کہ بیک خیال کا گذر
دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوپھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و بے نیاز
میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

گردۂ بر ہر کہ ای خالق کرم ... اونداردو درزمانہ رنج وغم
چارہ ساز درد بیماران توئی ... در سقیم الحال در رنج والم
تو خبر گیر جہانی روز و شب ... ہمدم و دمسازہ عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تو لال ... قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست ... آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام نامیت ... ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پہ چھری چل رہی ہے
اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوج ان مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے ہل
کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر ہیمان نے آواز دی
کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی
شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے
لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پہ حباب مار دیا کبھی کہ
آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رُخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضائے کار صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین
ہلتا جوشنا سر اُٹھا کے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہ
نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بژ دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

وہ بھی گراں دونوں جوانوں کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقوں کو گھیر لو
فوج والوں نے قزاقوں کو گھیر لیا اُن بیچاروں نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی ان دونوں کو
مسلسل کیا ارالے پر سوار کیا اب یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا
حرکت کی ہیمان نے جواب دیا تم ایسوں کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند
میں لیچلونگا اُسی وقت ہیمان نے کوچ کر دیا قضائے کار شاپور شیر دل جو تلاش میں اپنے
آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے گیا دیکھا اُسنے کہ ایک
لشکر گراں اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر میں
دونوں کو جکڑے ہوئے چند سپاہی لیے جاتے ہیں شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا
یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر میں آیا احوال دریافت کیا مگر دل میں کہتا ہو آج ہی
رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت میں شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہیں کہ سامنے
سے گذرنا دشوار ہی گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہاں بیٹھکر
نقب دیتا رات بھر اسی فکر میں گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
قید شد رہا سے رہائی پاکر بالائے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا ہیمان جو اٹھا قریب
قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہیں زمین پتھر کی
تھی نقب نہ لگی ہیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر میں آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانوں کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہیں آنے دیا ہوشیار رہے ہیمان نے کہا کہ دس بارہ
منزلیں طے کرنا ہیں پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والوں سے
صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لوں سب نے کہا بہت بہتر ہے
بیشک بقول آپکے عیار مسلمانوں کے بڑے غضب کے ہیں رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیچلیے
ہیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگیں
لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لا کے بٹھایا جلاد نے کولے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

یمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا
بھائی ہی یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہی یمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دل مین
کہتا ہی کہ یہ تو اس قابل ہی کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بجون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم
اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت
میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا یمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استادہ
کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری ہی باطن مین
اسکو بڑا رشک ہی جلسہ جمایا ساقی بجون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے
ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی – نظم

بمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا — خود غرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہ کہلایا فقیر — بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کیونکر ہوا
کسنے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری — یہ عصا موسیٰ تمہارا اژدہا کیونکر ہوا
وادی الفت مین اب آوارہ پھرتا ہی خضر — خضر خود گمراہ ہی وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہی کسے — بُت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
دعوتین رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان — تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
شاید اُس نازک فگن نے تیر مارا سینہ دوز — ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار اُلفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے — عقل حیران ہی یہ درد لا دوا کیونکر ہوا
گر نہین خون شہیدان ہو گیا ہمتین شریک — یہ چھُپا ہی شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
سنتے ہین حیدر کے سے خادم ہی وہ بت اللہ کا — زنار بہ تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین یمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسکے سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی
غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہی اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے محبوب دل
جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام یمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی
پی گیا ساقی بجون کو اشارہ کیا ساقی بیچے سب کو پلانے لگی تھوڑے عرصے مین سبکو شراب نے
آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گر پڑے بلمان برابر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسسے
کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا ای شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا
قریے مین لاکے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو مگر ایرج فرماتے
ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہو بلمان نے کہا مین قدم
میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان
مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق
صف جمائے ہوے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ ہیمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہو بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اُسکو بھی لاکر قدمون پر
گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے ہیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو ہیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون حوصل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا
تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کر لے وہ برابر تجکو زیر کرین گے ہیمان نے کہا مین جا کر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون
کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہو بلمان ساتھ لیکر

کوئی پیچ باندھتا ہی تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہین کہتے ہین ای پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہین قزاق خاموش
کھڑے ہین صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوئے گذرا سب لوگ کھڑے ہوئے تماشا
دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہی اور اگر عاجز ہوا
تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھ نہ رہے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونون مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت نہ ہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیون سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اُٹھتا ہی دونون مونڈھے بلمان کے پکڑ لے سینے مین سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
ہر دم درچاہتا ہی کہ داہنے ہاتھ پر رکون تو بائین بازو کا ہکہ پڑتا ہی طبقہ زمین کا پانون سے
نیچے سے نکلا جاتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی جاتی ہی سترہ اٹھارہ قدم
ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارہ دین قدم پر لا کے ہکہ مارا کہ دونون پانے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرون ایرج نے ہاتھون کو ستون کیا لنگر
نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ گھٹنہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا داہنہ پانون آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارے
اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا ای شہریار بلوان
سر سے بلند کر لئے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین ڈالتے مین دل سے اطاعت کرتا ہون
ماشاء اللہ کیا زور و جرأت ہی میری کیا حقیقت ہی مین سُن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپ کے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدمون پر

گانٹھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردونکا کھیل ہی اس تیغۂ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر مارون تو تا بہ بیخ کاٹون
نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغۂ برق تاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردوقدح مین شاید مین زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا تو توڑ مروڑ کے
رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اتو گینڈے سے اُتر لے مین کشتی کا مشتاق ہون بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جم کر
کھڑے ہوے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر گٹھے لگائے ہوے لیس ہین تماشا
دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہین اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی یارو ہزار قزاقون کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہی اب دیکھین کشتی مین کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤن ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہان پکڑلاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین اور
جب ایرج اُسکو پکڑلاتے ہین تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہین وہ کہہ
رہے ہین یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہین میعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ
اسکے سردار ہین ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر مین دیکھو کہ کیا حال
ہوگیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اُس جوان کے چہرے پر بحالی
ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاس کا چہرے پر نام نہین جب بلمان

پکارتا ہوا آتا ہو کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی
صاحب مال دیکھکر اُٹھالایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس
وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پر ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سُنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج
کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے
دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج
آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے
پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت
یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی ما بدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی
سے اُترا اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج
جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے
کردین آمر دمیدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سُنکر خوب
مار کے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے
نیزے پر اُٹھاکے مارون گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیکر
بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھالون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ
بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند ملعنین
مین اُسی پر اسکو گھمنڈ ہی مین سب وصلے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھا
مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ
بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اِس سے ایک دلی محبت ہوگئی ہی بلمان کہا
ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑتے ہی
ایرج نوجوان جواب دیتے ہین ای بلمان اب حال کُھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ باز
ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھاکے بلمان مردم در

زبردست ہو کہ مبہوت تاجدار کی زمین دبالی سوال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہو بادشاہ اُس سے
اسقدر دبتے ہین کہ اُلٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہو بادشاہ فوراً روانہ کردیتے ہین اسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہو اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہو ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے
کہا حضور وہ جلاد ہو نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پہ زین ڈالا آلات
پیکار زیب جسم کرکے بشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اُس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑ نا منظور نہین ہو اسی طرف
اب وہ آتا ہو اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہو آپکی سواری کے
قابل ہو بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو اگر تمام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہونا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
کے کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہو ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہو بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہو جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین
آپ یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے
کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیر انداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آوازیہ
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
سے مل ڈالتا ہو اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہو ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے
ہین اور یا جواہرات اُسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ سمجھیے اسباب
مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
ہوا بھی تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہو ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے ور
وہ مجھپر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا مین اوسی کا خراج گزار ہون اگر کہین
وہ آگیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اوٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہو
ہین جنگل مین جاکے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گرا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگزاری ہوا قضا کا
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اوسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اوٹھا کے لے گیا کہ کئی لاکھ روپے کا
اوسکے زیب جسم ہی اوسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ آجتک سہنے ہاتھ
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اوس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آگئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا
ہے کہ ایسا نہو نام مابدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور
اسکا خیال رکھو تو میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اوس جوان
مارڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی
اوسنے بہ سہولت اوس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اوسکے لیے خرابی ہے
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامے قزاق

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گُسیاؔن دیکھیے قزاقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چُور چُور مگر ہتھیار لگے ہین اسباب
جواہرات موتیون کے ملے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو
اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا قزاق لوٹنے نہین پائے
ساتھ والون نے کہا گُسیاؔن آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد
نے گانوٴن سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین
اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اُٹھاکر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا اشیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ اِن سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل، ہم تیرے سوار کے
خیر خواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جُھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہٴ بن اشقر پاس مبہوت
کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین لا کے رکھا جراح سے بلا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا
کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرہانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب
ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک بڈھا روشن ضمیر
سرہانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُٹھون بہزاد نے منع کیا
کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قزاقون
نے کس مقام پر گھیرا اگرچہ آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو
لے آیا مجکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اُٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے
ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین مبہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اُسنے
ساٹھ ہزار فوج سے مجپر بلوہ کیا اُسپر بھکر بیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اُسکو
جا کر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور کچھ ذکر اپنے جد کا کیا

سوار ہوئین باغ مین آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ مین بیٹھو تمہاری
جان کے ساتھ میری جان ہی خدا کہین وہ وقت دکھائے کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کو
پھر خیر و عافیت سے دیکھون اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے — کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچالے جو ترے قہر سے یا رب — تجھ سے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز — میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر — انسان ہی باہر ہنو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی ای چرخ — ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت — اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا — دیوانہ ہون اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو — باہر ہنو اے سرو چمن حد ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای رند — سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیا اگر اُنکی خیر و عافیت
ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پانا تو ہمارے حال
کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمہارے
لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائین نہین یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی افتادین اکثر پڑین
عظم دشان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاءاللہ شاہزادہ
کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج
چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین پڑی
ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار مٹھے گھانس
کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان
زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے مین مصروف ہوا
وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین کھیتوں

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار کر کے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لا کے رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہو زوجہ سے ذکر کر رہا ہو کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بُلوایا ہو باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے کو گیا ہو کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کر کے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ بھی آ کے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم والم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کر کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہو مبہوت نے دیکھکر کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر تمھارے عیار نے جا کر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہو ملکہ رونے لگین کہا باباجان مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہو مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہو زندہ نہ بچیگا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سر خدمت خداوندمین بھیجون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا مٹانا ہم نہین چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جا کر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین انھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہو کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تمپر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے ٹُک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کر کے روانہ کر دینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان میان محترم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغہ جو پڑا
تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جمگرہ شمشیر زنی کی دل مین فرماتے
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نہ کی
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہی
کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار رہی منہہ مثل قعر بلا کے کھولا پشکین دولتیان
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سپاہیا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہی
فراق نے جو چہرۂ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت
مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اکناف مین ہو ہرکارے
جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چار طرف تلاش کیا مبہوت
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس
پوچھا جاے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سبک رو بہ صورت مبدل یہ سب باتین سن
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھوڑ
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا ئیے یہان سے نکل چلیے اب یہان
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھیا کہان جاؤن
اُفتاد نہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ
حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہ
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا
یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون ماں سے دریافت کرتی ہون کہ

تسلی ہوے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہون آگھڑی بھر کو

مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے
مین سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہی
گلی مین جا کے تری ذن لگے کبوتر کو

بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بنارس تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بُت بھی
دکھاؤنگا مین مسلمان کر کے کافر کو

دہن کے واسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو

پس از فنا جو یہی سوزش جنون کی رہی
تو اُٹھکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو

قضا لے آئی ہی اہل قبور مجکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو

ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین
سُنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو

کسی کے ساتھ کی میخوار یان جو یاد آئین
رہا نہ آپ مین مُنھ سے لگا کے ساغر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو

سنبھالو آپ کو ای رند ترک عشق کرو
کہا نکا روگ لگا یا ہی جان مضطر کو

دھر تو ملکہ مجبور و ناچار سب سے ملے ہوے چلی آئین کچھ بن نہ پڑا روتی بیٹھتی ہوئین باغ مین آئین دھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا یا تو پیادے بھاگنے کو تھے پادشاہ کے آنے سے رُک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت لکار دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے خون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بہہ رہا ہی باہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑون افسرون نے بھی اسکے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے ون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس دان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار لاشے اُنکے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا اُنھون نے نیزے

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے
اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرائت وہمت بیکار ہوجائیگی مگر حیران ہون کہ میرا بیٹا
کیون لڑ رہا ہو برابر تیراندازی کر رہا ہو اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤن اور مار گران
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ
سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا مینھ برسا رہا ہو سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دھڑ سے
گر رہے ہین دریاے خون جاری ہو چار طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو گھیر لو
یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی کہ حملہ
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا
حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اُس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہو اُسکو بھی چلکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے
تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اُٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہے
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی
کے ساتھ لڑ رہا ہو مبہوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی
کہ اے شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلے کو آتا ہو ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مبہوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور وصبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحب
مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہو اُس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی
خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہو جی چاہتا ہے
مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ـ نظم

آنارین تیر بجر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
لوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
دے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے
ہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
ھایا پکار کر آواز دی ای صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے مین
ھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچایئے
نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
ہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیردل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا
اہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
علوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی ہُ اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے
یراہی یہ سُنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
قابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
صروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
یا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صدہا حربہ پڑ رہا ہی مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا
وادوش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے
ہ لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال
مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیراندازی کر رہا ہی سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگون نے دربندہ ہفت پیکر بٹھائے۔ دین اسلام کو
دیا دین خدا دنا ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے
نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھا لو کہا سنگے کہ قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا
کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے
کو دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہے مین اسیر
کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا سب لینا
کہکے اٹھے بیہوش ہو کر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے
تھے ملکہ نے آکے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا ای صبا انکو باغ مین لے چل
نے کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہان جا کر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے
لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہے ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج
جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دو رہین آکر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پوچھنے لگین
ای شہریار کیون جلدی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے
کے چلین قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کوتوال شہر ہے طلایہ پھرتا ہوا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہے ساتھ والے بھی سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہین للکارکر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے
صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا نا
کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے
لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامرد ان تین روپون کے
پیادون کو کیون قتل کراتا ہے تو افسر ہے سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے
کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب
ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آکر ٹھہرین کمانین کاندھو

سقدر بالا بلندون سے ہو اب مجکو گریز — بچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
شیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا — پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا — سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
ہر حسن آئنہ رویون یہ کھاتے کس طرح — گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا
ند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے — آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

ا صیلین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین اگرا قرین
رجنار کہ باغ سرسبز وشاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول
ثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ اے ماہ پیکر چار پہر رات
نکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچایا ایک رات کی مہلت ملی اب فرصت
ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو ذرا نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید
س جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا
حبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون
سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرہ بے نظیر دیکھکر
ل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا
یا حال پوچھتا ہو جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو جو تمسے ہوسکے تو یہ جوان جو قید
دا ہو کوئی ایسی صورت ہوسکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے
کتنی بڑی بات ہو مین صورت ربا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچائین
لکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھ کے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا
بنوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پر
آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام
بتایا دوڑکر قریب آیا کہا اے پہلوان دوران ملکہ عالم بیمار ہوگئی تھین اُنھون نے نذر لات
منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سنا ہو کہ یہان بھی کوئی قیدی ہو لیس تم اُس
بیچاری کو بھی کھانا کھلادو کلکال نے کہا اے صبا تمنے سنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہو

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا
چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو
طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک
اشتہار جب یان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے
نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا
آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گزار رکھین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے
بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم و اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ ہم
کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہے کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا
کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہے وہان آ
ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا
اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار
کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا
بھی نہین کھایا ہے ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جا[نو]
میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہان تک
پہونچا جاکر گرفتار کرا لایا کیا مکر کیا کیا اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منہ سے
اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا	توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
نو گرفتاری مین جبتک رہے یاد گلشن کی رہی	اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد	قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا
کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا	آب و دانہ ہے جو قسمت مین مری صیاد کا
یکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین	صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
ضبط کرلے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے	اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
سب سے بیگانہ ہوا دل آشنائی ہے جسے	بھول جا سبکو ارادہ ہے جو اُسکی یاد کا

نوشاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ سقنا طلیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام بہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا لیس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مبہوت نے یہ سُنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغ ہاے برہنہ لیکر سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جا کر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوئلے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی

نظم

خدا خالق و رازقِ مار و مور — خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست — خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشندہ زہر آئنہ — ز ہر پردہ حق میشود یا ظہور
منور چو خور نور ذاتِ خدا ست — بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بہ ساحل رسد — گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل — عبث میرود بندہ نزدیک و دور
گہے شکل موسے نمایان شود — گہے بر تو جلوۂ کوہِ طور
گہے صورتِ شب گہے شکلِ روز — گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد — نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خدا است — ز ہر چہرہ روشن ظہور خدا است

ایرج نوجوان دعائین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ ہی اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

جرأت ہین مین مکر سے گرفتار کر کے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کریگا
آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے
ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار
گرفتار کر کے لایا ہی اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہی ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج
پر عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہی جسوقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہی دربار
باغ مین اپنے پہونچی سر نگون بیٹھی ہی خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی
کیا سبب ہی کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین
کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہی ایسی ایسی باتون
کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کام
ادھر دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار
کر کے لایا ایک نئی بات یہ ہی کہ تین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہی نہایت حسین وجمیل
اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہی دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرائین دل
سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہی مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچ
اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل مطوق
ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہی ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا
سمجھے کہ ہم قید ہو گئے بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کے
امرا بگڑنے لگے کہ اے تاجدار یہ جوان نام خدائے نادیدہ کا لیتا ہی مبہوت نے کہا اپنے
مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہی اب یہ قتل ہوگا جو خطر
چاہے کلام کرے پکار کر آواز دی اے ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو
نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہم پر
کھل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہی اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر سے
کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگرچہ حقیقت اصلی کھلا

قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر — ای جان مر ہی جائینگے لو اب نہ مر گئے
تے ہین زندہ رات کو کچھ کھا کے مر گئے — عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

ابور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی
یرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچا دو یا خود تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے
ن شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے
ی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا
صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرائے
ن و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بہوت ہو رہے
ے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے بربادی
لسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیردل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین
ب سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سُلگا دون اور کباب بھی درست
ردون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے
ے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ
ہوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تونے ان کبابون
ین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا مَین
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام سے
اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ
ندھا طرف قلعہ سُرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سُرخ پوش کہ اکثر نامے
سکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے
سکو پاؤ یا قتل کردو یا بدولت کے پاس روانہ کردو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بردوش آکر پہونچا پشتارہ
سامنے لاکے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین
کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر بیشہ

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب بھر آیا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر
بر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال با کمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ اُس
شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہو فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد
چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا
ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر آیا
دور سے اُسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین و رنگین آفتاب عالم
حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے
وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کو
روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار
حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال
بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی۔ نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار
آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے

رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران فتنہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے

سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار
ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے

ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

واللہ رے ناز سے یہ توقع نہ تھی مجھے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

ر بادشاہ نے سر دربار کیا کہا مین اس محفل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیر دل نے
رض کی غلام کی بھی یہی رائے ہی کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
ہمارا تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے
بلے لپشت مرکب پر سوار ہوے صرصر عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین
ئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اُٹھ گئے
نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتین کی تھین وہ اُنکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر
سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے
جانے کا خیال ہو نورالدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہی کہ تاجرزادہ
تنہا کا جھلا ہی ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین داداجان کی بل کریگا اور کہے گا کہ ہم
بچہ لگوؤن مین نہین ہین الگ شمشیر زنی کرتے ہین اُسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے
پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہی اُسنے عرض کی حضور جاکر دربندون پر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہی اگر یہان رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بدیع الزمان بھی اسپ پریوش پر سوار ہوے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین
کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہی لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا خون
پونچھ رہے ہین کہ نام پڑھون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہی جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجکو خوف نہ آیا یہ کہکے نیمچہ کھینچکر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا
بلکہ دیکر اُٹھا لیا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن وجمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین وجمیل ہی

و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور
بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل — دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
موسم گل مین اُکھیڑے پر و بال بلبل — جان صیاد یہ پڑ جاے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان — آگئے آگئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا — گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین — مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہی — دیکھنا دبدبۂ و جاہ و جلال بلبل
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کر کے — اب رہا حشر یہ موقوف وصال بلبل
گل ہین مصروف عزاداریون بلبل مر آج — ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے — کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین — جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند — نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادۂ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپ خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکرکشی کرون مگر اُنھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جسدن سے سُنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادۂ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائیے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اُس صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شابور سے کہا کہ اے شابور تو نے

جگر سے تابہ کمر اُتری بنائے حیات کو گرادیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا
زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی
ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوے
عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے
بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب
سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوے دونون شیر نعرے
کرتے ہوے اُٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھین کے مرکبون پر سوار
ہوے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے
ہوے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہی تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا
کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے
اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوے مقناطیس
بادو شکبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمائیے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن
کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا ے تند چل رہی ہی اُسی کا یہ باعث ہی مگر بہ برکت نقش معظم
حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکون کہ جہان سانس کا
لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نورالدہر کہان
ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایرج و نورالدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوے چلے آتے ہین
دونون کو بادشاہ اسلام کے آگے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ابکی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف
اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر
بارگاہ مین آئے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

منھ سے آگ جھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلے اژدر
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جل
گرنے لگے اتنو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرا
غلطکا مار کر ایک زاغ سیاہ بنگے تیار ہوئی بازو دن کو بکہ دیکر بلند ہوئی آواز دی اے میرے
خداوند اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہی اور اقرار کیا ہی مگر دل میرا دھڑک
رہا ہی دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہی جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ
مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہی پھول ہنستے ہین اور عندلیب
خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بر سر نخل نہین بو
موسم بہار مین کیا رنگ ہی جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا
نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہی سرو گلزار
ہر چند کہ مشہور آزاد ہی مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہی ہر وقت و ہر ساعت فرد منا
ہی آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہی پھولون کو گرا غنچون
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا خداوند رنگ دنیا
دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتۂ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر بر روئے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین
برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتون کے
سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پر بادشاہ کے پہونچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی جھکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالون کا
گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغۂ صمصام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر اُس
خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آر پار سر کو دوبارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

بہ پیش بندۂ وحدت پرست یکسان ہست	بہاے کسوت شاہی و خرقۂ درویش
کند زمانہ پرستش خداے واحد را	بہر طریق و بہر ملت و بہر یک کیش
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری	نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی	اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعائین مانگ رہی ہی کنیزین منتظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دین تو سر کاٹ لین کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بزدغا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ نعرہ کر کے ایک تیر مارا کہ تین کنیزین جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھین تینون کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینون کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز از در سے کود پڑی سامنے کوہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے مین نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر مین پھنسینگے یہان کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہین ہر ایک سحر مین تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ تو ساتھ لڑ رہی ہی اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو بڑا خیال ہو کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھون نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر یہ کرامت دکھائینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلۂ بادشاہ اسلام سے منھ نہ پھیر جا بڑا اگر تیرا دل جل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہین معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر مین بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی
سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار رہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن
مقناطلیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملا کر سر ہلا دیتی ہی جب تو حواکر
مقناطلیس جادو نے کہا ای سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن
اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطلیس سوسن بنچلا ہی جبقدر تم اُسکو بُرا سمجھی ہو وہ بات نہین
نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معاملہ ہی
سوسن نے کہا ای شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تسخیر سحر سیاہ رو
گیسو دراز نے کیا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطلیس
جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھامکر
کلیجہ ٹھہر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطلیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا ای شہریار یہ
یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ رو گیسو دراز کی تھی کل کال سے
تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق
نہ رہا گیا صاف صاف مین کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچا مارنے سے
کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے
جا کر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے
حکم دیا مقناطلیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے
ہاتھ پکڑ کر مقناطلیس جادو کا کھینچا مقناطلیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی تھی
بیقرار ہو کر پکار اُٹھی ای رب دو جہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب دل و جان سے
اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان نہونے پائے

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش
چرا بہ عیب دگر میکنی نگاہ کسی

ز شاہ راہ ہدایت قدم مکش بیرون
بہ چشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

کے زبان سے سوزن نکالی مقنا طلیس جادو نے سحر کے قید توڑ ڈالی اور باران سیاہ
برسانا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہہ گئی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر کچھ بچھا دو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے
کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقنا طلیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقنا طلیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقنا طلیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق
زمین ہوکر غائب ہوئی مقنا طلیس جادو نے تڑپ کے آواز دی ای شہریار غضب ہوا
سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے
کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ب کنیز انھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی
برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقنا طلیس جادو
نے کہا کہ ای شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
دیکھا کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقنا طلیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد
سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہو اور تو تعویذ کو منع کرتی ہو اُسنے ہاتھ جوڑکر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصور کرلین اپنے
بھلے برائے کو سمجھ لین مقنا طلیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہرچند کہ انکا حسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقنا طلیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین
ہاتھ پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

سے باہر نکلیے بنارسے آپکے عاجز ہو رہے ہین تصویر سے آواز آتی ہے ای بندگان سحر
قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور نمونہ سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آوازہ دیتی ہے یا خداوندا مین نے وہ وہ سحر
سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنسے
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف
نگلکے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑ
طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ببران جلد آؤ اب تمھارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ
کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا انھین تھمتا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے
بھاگتا ہے نہ کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ بیٹری جماتے ہین رانون مین مرکب کو سے
تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہے ایک شیر کلان اٹھارہ
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کو
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے پینترہ بدل کے دونون کلائیان تھام لید
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیا
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون جنا
درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار ہمکو
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر اُن کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین
پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ
قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ اُن کنیزون کے
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش پٹری برباد جابجا درخت ٹوٹے پڑے ہین با
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہے اسمین مقناطیس جادو بندھی ہے زبان مین سوزا
پائون درخت سے بندھے ہوئے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے ذ

خبر کرد یہ شہریار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا تو ایک
زمیندار آگے آگے تیغ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ مین
گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست
ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن
گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھا یا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف
سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ برفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا لون
بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ
مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان
حرکات کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند
ہفت پیکر کی گئی افسوس ہے کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچالیتے بادشاہ تلوار
کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
مارا بادشاہ نے پھیلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہے سرداران فوج
شاہی کو یہ ظلم قتل کر رہی ہے لیکن مقناطلیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سائے مین
کھڑی ہے زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہے اور ہوشیار کرتی ہے
برائے خدا التعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے
بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوئے جاتے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہے کہ گرد مقناطلیس جادو کے
ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر
غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ جب کنیزین دوڑی
آئین عرض کی اے ملکۂ عالم آپ کے باپ مقبول زمیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام
اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنوارون کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر
نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی اے شہریار آپ برائے چند ساعت کے
مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا
حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار
رونے لگی کہا اے شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا
ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہے کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ
قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سے ٹن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال

دل لگی سحر مین ہی اٹھ پہر نالون سے	اب بسر ہوتی ہی اوقات برے حالون سے
مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری ٹلی	جان بچ جائے جوان ناز و ادا والون سے
یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام	لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے
یاد کر کے اُسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی	اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام	انھین تیرکون نے مجھے چھید لیا بھالون سے
ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب	بن گئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے
حسرت یار مین آنکھین ہوئین اشک سے سفید	تیلیان چھپ گئین مکڑی کیطرح جالون سے
ہوگا مردہ نہ خراب بنالین مرگ ایم زند	گورکن دوست ہین یارانہ ہی غسالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہے کہ یکایک سبلہ
کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑ کر آیا نہین معلوم سقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال
کر کے تیغہ ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا اے شہریار کہان چلے فرمایا اے نازنین
مجھے بڑی حیرت ہے کہ مین جنگ مین تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین
کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہین
کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے با

ستقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
ر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا پوچھتی ہی کوئی پاانداز بچھاتی ہی کم سن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی
ین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر
یجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی
دشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی
بار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہی کہ اس
غ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین
ہنے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طی کرتے ہوے وسط باغ مین
ونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے
سند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی آیئے
ریف لایئے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین
یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپ کے لشکر مین آپ کو ضرور
نچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے
لاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پہ سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای
ریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمایئے کہ
ون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑتی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر سرو
ان کنیزون نے جلکے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر
ورکے بلوہ ہی کو ٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا
شارت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
ے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین و ایمان
گان خدا کو برگشت کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچاے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ
نے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہی اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب
ت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

مسیح وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا — کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یارب — کہین نہ طول پکڑ جاے عارضا دل کا
طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا — معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا
تپک رہا ہی یو نہین مدتون سے پہلو مین — مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا
گران نہ کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف — حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر — مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا
نوالے جنت سے ہین گوش آشنا جنکے — خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ غنا دل کا
چھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ — کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا
نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا — پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب — عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے — کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہوکے بہے — غضب مین ڈال دیا مجکو ہو برا دل کا
دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج — معاف کیجیے اتنو کہا سنا دل کا
یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین — خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
ہمین ہی ایک ہی دونون مکان اسی کے ہین — کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے
محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے
ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے بمنت کہہ رہی ہی کہ داہنے پر جو کوچہ ہی اُس طرف سے ہوکر
مکان مین آؤ ان گہاروالون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کرکے لیٹین
تمھارے بازو سے چھین لین اس گہار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست
نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہرچند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین
کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق ابھا
کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیز

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہے اُس کھیت مین ہزارہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہو وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیون کا مالا لے لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے شخص یہ تو راہ ہے دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہے اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لے لے اُسنے کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل و گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے کہار پیدا ہوئے ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کر کے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیرزنی کر رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانون کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا کہار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی اے شہنشاہ حسینان اے سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین زہرہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پایچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھڑے چمپکا سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کا ندھے پر پڑا ہوا کرتی آب روان کی پکار رہی ہے ۔ نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا　　کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا

غمِ فراق نے کیا حال کر دیا دل کا　　سنو تو عرض کرون تم سے ماجرا دل کا

جنگ پر چلیے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیار نے یہان سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام سن محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مقنا طیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقنا طیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز
لنگا کر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ یکایک سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہین
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز
دی ای سیاہ رو اندھیر ہو گیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا دل
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے تلملا کر
جواب دیا او پھڑوے کل مو بے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پرون سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہوئی
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے و ماران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے
ہین جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر
کہ ایک اژدہا بل کر کے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا
آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین اپنے
کانوٹس کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ ای معبود وہ لشکر کیا ہوا مقنا طیس جادو کا
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقنا طیس جادو پر غالب آئی مقنا طیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون کے
لڑے لختے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک دہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک گ

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش انکو دیدیا ہو جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلنے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ اُسسے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو بی مقنا طلیس گرفتار ہین ہم اس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو میخانے مین آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی بہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے لگی کہ ای گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول قمر۔ مطلع۔ ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسنے پھر توڑا + ٹھوکرین لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مار لون یہ کہکے جام بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اُس نازنین کو دیا وہ نازنین پی گئی اب تو اُس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طلیس کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ نازنین نعرہ کر کے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ میں آکے ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبۂ شعبدہ باز بادشاہ اسلام کو بلانے گئی ہو سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا
چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا
حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزون پر آپ کا
ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے
نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے و
باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے
بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

جلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دوچار ہمیشہ

گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین ہے کافر و دیندار ہمیشہ

یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ

تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ

مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

ای رنار جنون مین بھی یہ صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُس
کرنے لگی کہتی ہی ای گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین
کہا ای ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا
کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد
اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکل جائیگا دعوائے خدائی دل سے
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد

مجکو مرجانے کا اپنے ہے یہی غم ای یار
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد

سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ اکسیر
گھِس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد

جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کسکو بلواؤگے پسوا کے دوا میرے بعد

کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد

بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ وہ
یاد آئیگی اُنھین میری وفا میرے بعد

زنار کی ہو یہ وصیت اسے سب سن رکھین
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہر چند
پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران و ای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے
لیکن مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے
برلے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی
سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام سے
بخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طی کرگئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے
قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف سی
آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفا نہ بن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ
اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بخوبی ماہر
ہنستی ہوئی سامنے آئی پکارکر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلو
گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ وجدل سے کیا واسطہ مقناطیس
جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر
فرمایا ای سرگردہ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے
شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام
گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

پیشاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہوا کوا کہون یا اُلٹا توا کس سے مثال
سعد نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت
قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ
اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین مُنھ سے انگارے نکلتے ہین
ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب مین پردۂ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر تنگ
آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ
اسلام کو للکارا تھا طلیس جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکلی ہین
حلقے مین بندھا ہوا ہو مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا
کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او ظا
بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی
سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے
آتا ہو جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر
تمھین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نورالدہر پر ایک نگاہ
تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نورالدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا
ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نورالدہر نے دیکھا کہ
نازنین پری جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ
بارشک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ
محبت طرف ایرج و نورالدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلا گئے بے
ہو کے بیکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو
آرام آئے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہو

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد — عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اب نہ مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہو — کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو — پھر نہ آیا کوئی رنجبر بپا میرے بعد

بظاہر چو اند کہ انقلاب عالم فانی — نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
ہر چند روزہ است این خزانہ زیر تحویلت — ولکن بہر نگہبانی معتبر پاسبان حافظ
بساعت پس از مرگت رود در دست دیگر — ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
ازین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد — اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی — بہ ذکر حضرت باری دلت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے
شیر کی آواز آئی کہ باشندہای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بداند۔ لغرہ پادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + فرزند
دلبند قباد شہریار نبیرہ صاحبقران عالی وقار تیغہٗ تمام دست حق پرست مین بارہ ہزار
ان لشت پر ساحر تو چند ہین باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر طلال مقناطیس
کر لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون نے خطانہ کی تیر اندازی شروع
کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا سیاہ روے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد
کا دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہی کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اسکو کیا لیا قت ہی
مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقہٗ زلف
مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہی جنکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش مین معشوق کے
عمر بھر یون ہی دیوانے رہین گے ہزار طرح کی آفت سہین گے آ میرے پاس چلا آ مین تجھے
سے وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی اعزاز و اکرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح
بھی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہی ایرج و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن
جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر تو کہے موقوف کردون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہی یہ کہکے ہاتھ پھیلایا
یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ ای یار دل نواز ذرا گلے سے تو میرے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہی شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے جھکا کر
بڑھے فرماتے ہوے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا چینی مین

یہان ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جلائے کہ ہمیر کیا گندرتی ہو کس سے کہین کیونکہ
رہین بہتر یہی ہی کہ سر ٹکرا کر تلاش محبوب مین جان دین اس کشاکش سے مہلت پائین مقنا
جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش مین نہین آتے وہ دونون غلامان زنگی
جوانون کو سنبھالے ہین اپنے پاس سے ہٹنے نہین دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہین یہ
مقناطلیس کا ہی زنگیان بیرون قصر تعاقب مقناطلیس کا نہین چھوڑتین تانتا لگا ہوا
ہوا ہی جو سامنے آئی مقناطلیس نے گولہ مار اللکار کے قتل کیا زنگیون کے لاشے پڑے
ہین لیکن مقناطلیس نیمچہ ہاتھ مین لیے ہوے معروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی
سیاہ روے گیسو دراز اژدر پر سوار مقناطلیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقناطلیس
خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے ہمنے تجھکو گود مین پالا سحر سکھایا اس مرتبہ
پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کرایا کہ سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی
نہ تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہان آگئی اور تو نے گناہ گاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن
ہوش مین نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہان لیے جاتی ہی دیکھتے ہی مقناطلیس
گولہ مارا سیاہ رو نے بالون کو ہلایا حلقۂ زلف مین گولہ الجھکر رہگیا وہی حلقۂ گیسو
سیاہ رو نے ہلا دیا گیسوون کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن بلا سے
زلف جو ہلی بالون کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلہ مین اس نوخیز کے پڑ گیا
لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفون کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے
پڑ گئے وہ دونون غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل مین گرفتار ہوے
برگرے تڑپے تو موے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونون غلامون کے کٹ گئے
گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطلیس لٹک گئی آنکھین نکل آئین کھینچتی ہوئی
سیاہ رو کے چلی اسوقت مقناطلیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان
اور بے اختیار پکار اٹھی اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس کشاکش سے بچا

باقلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ	بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان
برائے حرمت کردات حضرت حق بال بخشا بیت	نہ بہر آنکہ مثل ما تو باشی بر

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا چارون زنگنون کو مارا لیکن جوش و
خروش ایرج و نور الدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نور الدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہو گئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
کو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درۂ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دناٹا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرۂ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پانون سے
نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساٹھ ستر ہزار
زنان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک
بات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرۂ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی ای مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے بڑھکر کہا ای سیاہ روے
گیسو دراز جلد لبنے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو گئی
ہے رہائی ایرج و نور الدہر آئی ہے چاہتی ہے رہا کر کے ایرج و نور الدہر کو لیجاے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہے تو اسکی کیا حقیقت ہے اسپر تو میرا حق استادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے
اسکو چند سحر سکھائے ہین نے سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے
دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین نیچے کھینچکر لڑنے لگین کسی کو مقناطیس
جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو نیچے مار دیا چالیس زنگنین مار کر ڈالدین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نور الدہر کیسے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین ابلی ہوئی پکار رہی ہے کہ ای بہادرو ہوش مین آؤ ایرج
و نور الدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی اسے

نقش پاے رفتگان ہو کیا نمود	سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین	پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک	شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری	شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گرد باد	یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہی کی زندگانی نے دغا	آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہی	ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند تارہ قول درد پر	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش وخروش مین دونون جوان ہین قید سے رہا ہوتے جاتے ہین مگر انتہا سے
گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے مارین پکارتے ہین کہا ونازنین تلوار ہمکو دے
ہم کاٹین نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائین بار سر سے اُترے مہلت پائین مقنا
نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگیون کو قتل
لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک
مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیغامبرون کو تو
قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور ہین کہ ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین
ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا
تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگیون کو قتل کر کے قریب ایرا
و نورالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہے ان دونون کو بیرون قصر لیچلو زنگیون سے
دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا اے شیرو باہر چلو کہ تمھارا جوش وخروش کم ہو مقنا
دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالا سے کوہ سب کی مراد
دے رہا ہے اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہے تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا
مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہے اوّل تصویر سے ایک صداے ہیبتنا
آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہے مقناطیس جا

کو بڑی تکلیفین پہونچاین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹین کہ او مقناطیس شب کو قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور در قصر عشرت مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینک دینا ہمنے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم خلق فرمایا ہی اُسی مین اُسکو پھینکین گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہین جلا جلا کے اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے چلے اری تو کون ہی کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہی مقناطیس نے سحر کیا ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ نہ سکین زنگنین چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑ لین مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو لات ماری چارون زمین مین گرین ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس پانون نہین چھوڑتا اور یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہ رہے ہین کہ اری تو کون ہی معشوق کی خبر اب ہم کیونکر پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہی جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہی کہ جوش اور خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہی سمجھی کہ شاید ان زنگنون کا سحر ہو ایک کو بڑھکر تیغہ مارا سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے آگاہ نہین کہ ہمپر فراق مین کیا گذرتی ہی کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہی کیا کہین جو ہماری کیفیت ہی ہمارے حال پہ بلبل نالان بھی روتی ہی۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو و مژگان کی اُلفت چھٹ چلی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر بھولے جسکے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

کہ لغو باز قبضے سے نکل جائے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر سوار ہوئے مشکبار نے رکاب بر جاۂ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سعد کے مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہیا ایرج و نورالدہر قصر عشرت مین بیٹھے ہوئے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین

جب صبا زلف کو اُس ہوکی چھو آتی ہے ۔ کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے ۔ حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہی عاشق کے لیے ۔ دم اُکھڑ جاتا ہی ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہون فقط نام خدا جیتا ہون ۔ نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی ۔ ناک مین اب لغل گور کی بو آتی ہے
منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھون ۔ پہلے یار آتا ہوا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہی میخانے مین طغیان شراب ۔ موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب ۔ سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے مین کس مست کی مجروح ہوا ۔ زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند ۔ یاد اُس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چارون رنگنین کھڑی ہنس رہی ہین ان دونان کو ڈرا رہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہی اور اپنی صحبت مین بلایا ہے وہ دونو ہنستے ہوے اپنے مقام سے اُٹھ کہتے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشو پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پلکون سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا مغنیون کو بلائین معشوق کی تعریف مین اشعار عاشقانہ گوائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہو اُسکی صورت کے مشتاق ہین حال درد دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگنین یہ کہکے چاہتی سامنے سے ہٹجائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونو کو دیوانہ بنا کے قصد ہی کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین اُنکے

پکار رہے ہین کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا مین امیدوار
ہون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹ کر اسنے
دیکھا حقیقت مین بھائی بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا ہو کہ
یا خداوند مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوے کہ کوئی جو رہے کا بچہ بھی نہین پیدا
ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر سے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہو
پلٹ کر اُسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہو کہہ رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو ایسا نہو کہ
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہو مجھکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی
مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا اے مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا اے شہریار کوہ سمن آبا یہ وہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پردہ اُٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج
و نور الدہر بھی قید ہین اب جلیسا رلے اقدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہو مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاء اللہ یہ عنایت پروردگار ایرج و نور الدہر
کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اُٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئین مین غرق زمین ہو کر بہو نجتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کر لونگی چار زنگنین کہ اُن
جوانون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور انکے
عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونون جوان ہوش مین نہین ہین یہ زنگنین
صبح کو صورت زیبا بنا کر دکھائی دیتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پریچہرہ
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر
صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے پہلے
کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر برائے خدا
والا کو ونہ جایئے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہو کوئی سحر ایسا کرے

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی — تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ
ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہی خاک کا — یارب یہ کس سوار کے توسن کی
غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے — ہو یہ شب وصال کہ روز نبر
مرکر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہون — توسن سے آگے چار قدم میری
ملتا نہین پتہ تری منزل کا خضر کو — برسون گذر گئے یہ نہین صحرا
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین — نادان شعار نفس کشی کر جو مرد
آزار کیا ہوا المتمین اک زمانہ عشق مین — آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ
علیں وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُس وقت آکے پہونچے کہ ساحر جبادر بلا
مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام
نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش
ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ مظفر و منصور ہوئے
عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزہ صاحب
نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہ
فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار
ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے
بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور شکبار کو ساتھ
داخل بارگاہ ہوئے مصاحبان شاہی نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی
گلا بیان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیان شراب و کباب کی محفل مین آئین راگ و رنگ
شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلین پانی
بھری ہوئین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بائین جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے د
نوبت نقارے بج رہے ہین دو کانین آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُسپر ایک
سنگ کا بنا ہی اُس زیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو ہزارہا مرادمند شو

رأت وہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
اصل جہنم ہوے اب ساحرون کے حوصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہین ساحر
ماگتے نظر آتے ہین بادشاہ اسلام شیرانہ دہنگانہ لڑ رہے ہین سرشار جادو مست محو سحر
ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ جھکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد
ن قباد تمھین قضا گھیر کر لائی ہی یہ مقام کوہ سمن آرا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل یہان
کے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر
ئے کہ اس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری
ی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا نیمچہ جھکایا ہزارہا
علۂ آتش اُس نیمچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار
نیمچہ جھکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر
لف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن کچھ بہن کے
ں ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبردار خبردار
لی ایک ہاتھ نیمچے کا مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام آگے کر دیا وار نیمچے کا تیغۂ قمقام پر روکا سرشار
قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکلجاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب
نچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے دیکھی
ب درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو
شاہ اسلام پر نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری
ئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بعد رنج و محن پر دل سے
سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

[illegible] رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہی		سیاہ رو تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہی
[illegible] نہین قرار سدا رہ نورد ہی		جب سے شریک ریگ روان اپنی گرد ہی
[illegible] لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ		صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہی
اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین		ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہی

باز سفید سایہ افگن ہی منقار سے صد ہا کو مار جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نقابدار کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر کہتے
ہین گوشۂ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہی خنجر بیدم ہی ہم
ساحر ہین سوائے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی
سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون مقناطیس جادو نے
برسادی مشکبار جادو نے دریائے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اُسکے دو ٹکڑے کردے تینون دلیر اس طرح
قتل کر رہے ہین کہ آوازہ الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون
نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز
خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ
مصروف ہین قہر بار رہے ہین کہ اے مقناطیس کچھ کرو کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچو
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار دا ہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریائے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین
دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریائے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان اے یارو یہی وقت جانبازی ہی گھیر
بادشاہ اسلام کو مارلو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین تیز نگاہ
ہی ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی بہو خلد بہشت عنبر سرشت مین
سیر کر رہی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی کم لوگ
اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشۂ

ماحبقران لڑتے بھڑتے ہوے سامنے میخوار و سرشار کے ہوے بچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
ماحبقران کا اُڑ کا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامدار اسم اعظم وردِ زبان کیجیے
ماحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
لوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے فرمایا و بچیا
ہر دار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزار ہا شعلہ ہاے آتش تھے بادشاہ
سلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہاے آتش نہ جلا دین اشقر کے پانوٴن زمین پر نہ
ٹکتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
یا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اُس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ
سلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہے اپنے کو
سے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر
کل جاوٴن بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون شاہ نے لنگر کیا کہ
ہر دو زانو تک زمین مین غرق ہوے جب لنگر شاہ کا نہ اُٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موے سر اُس کو دست کے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جنبر گردن سے اُڑ گیا لاش
سکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی گشتی مرا نام من میخوار جادو بود
ب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سُنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین مین
پڑا ہے سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہے اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے۔ بیت
کاسہ چینی پراے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر مغفور کو + مصنف
عرض کرتا ہے یہ بھی دو شعر لایق اسی مقام کے ہین نظم

ناسازی زمانہ کہئے کہاں کہاں تک	بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جان تک
لیکر لحد مین مُردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے کس ساتھ تھے یہان تک

سرشار جادو حال پُرملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہین جنکے سو

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہو پھر ہر مقام پر گرفتار
کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا
شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب
اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن
باز سفید جو سر پر لقا بدار کے سایہ فگن ہو اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہو
نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہ ہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے
شعلہ ہاے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہاے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران
زبان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ہو نور نظر اٹھو یہ کہکے
کاٹین سعد نے قید کو توڑ کر پھینکا لڑتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس
بڑھکر عمرو نے رہا کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا لقا بدار پہونچا سوزن جو زبان سے
نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگین میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بدار زر
و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آوازین سن
بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز
مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دوہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا
شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز
عقاب سے جدا ہوا عقاب مر کر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن
باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی بلکہ گیا یہی چاہتا ہو تعویذ کو لیکر اُڑ
مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا میری نگاہ
کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہو منقار اور پر مار رہا ہو صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا
کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے
آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار نے
بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سینہ حشمی لشکر کشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہو میرے بھی ہرکارے مجکو خبر
ہونچاتے ہین جاکے اُسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہو ورنہ آپکے حقیر
نے کل سرکشان پردۂ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح
گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین
کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا
ہوا ہو عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی مین نے اُسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران
ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے
ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہو یہ سنتے ہی
ل صاحبقران دنگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوے
نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان بتاتا ہوا الجلد راہ
طے کر کے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑا
چلا آتا ہو اُسوقت صاحبقران زمان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار
کہہ رہا ہو کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا
مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے
اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران تصنیف مصنف

ہ قاتل لشکر کافران
ماہتاب سپہر کمال
[illegible]ان از کفر شد پاک و صاف
صاحبقران در جہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
ہمہ دیو زپیشم فراری شدہ
سلیمان کو حاکب لقب شد بہ قاف

منم اختر برج عز و جلال
زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہو تمام کافر تھرا گئے
کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گیا نقابدار بھی
کرکے گرا ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر و صف شکن
اُن تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ
ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو اِس وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پہ سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ
رکھے ہوے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پہ ہین امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے
کود پڑا آکے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہان گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا براے شکار
آیا تھا یہان آکے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہین انکا انتظار کر رہا ہون
یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ مین لایا جام
ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر مین — بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایاغ سا...
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین — جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے...
وہی پیدا کریگا دل مین کبھی عشق حقیقی کو — بنایا جسنے گوہر کو صدف مین لعل پتھر...
فنا ہے اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے — نہین ہے بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے...
جو اعلی ہین مقام انکا ہوا سفل غیر ممکن ہے — بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی تینے مجمر...
وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبی کی — نہین کرتے ہین اتنا بھی فرق یار مین ورنہ...
پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوے غافل — جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر...
قد دلدار سے دعوی جو اسکو سرکشی کا ہے — کوئی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر...
کیا ہے خود بینا آئینے نے سارے حسینون کو — بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر...
دعا ہر دم ہے ای زلف سیاہ یار خالق سے — رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا رہے سر...
مین وہ آتش نفس بلبل ہون سن لینا تو گلچین — لگادی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھ...
لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھسے — نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر...
وہ راحت پائی ہے کنج لحد مین خود مین حیران ہون — کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر...
سوا ہوتا داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے — مزار پر دا لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر...
خدا چاہے تو رند ابکی در مقصود ہاتھ آئے — توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر...

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوش اپنی جرأت کے صاحبقران سے ذکر کر رہا ہے...

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے اگاہ ہونے سے بیقرار
بیقرار ہون کہ لشکر مین مجکو سناٹا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹ رہا ہی
اج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام یہان کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی
کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہی پھر جو مین نے
ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ
دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین
اس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای
شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے
اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین تازہ بڑھی بازدارون کو حکم دیا باز بہری
چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی

نظم

در نالیدن آمد طبلاک باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
ان شد خالی از کبک و کبوتر	رہا شد بر ہوا باز سبک پر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ
صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا
خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوے آئے عرض کی اے شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان
چر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے
صدا سُم مرکب کی سُنی ایکطرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے
سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پہر بھر کامل صاحبقران
نے جستجو کی مگر آہو کر چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو نیزے سے شکار کرینا
جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوائے خواجہ
کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سائے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے
خواجہ چُنکر لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح
بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہین میخوار و سرشار
تخت پر بیٹھے ہین اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا
سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین نظم

هست خالق واحد و رزاق و رب العالمین | حاکم و فرمانروائے کشور دنیا
خاک بوس آستان درگهش شام و صباح | سر فرازان زمانه صاحب تاج و
ابتدا را ابتدا او انتها را انتها | کار فرمائے گروه اولین و آخرین
خویش بر صورت هر صاحب صورت عیان | جلوه می بخشد بهر یک چهره چون آ
گاه ملک و مالک گنجینه و گنجینه دار | گاه تاج و تاجدار و مسند و مسند
گاه در روم و گهے در روس گه اندر عراق | گاه در ایران و ترکستان و هند و
گاه در ابر و گهے در برق گه در مهر و ماه | گاه در فرش زمین و گاه بر عرش
گاه در کوه و بیابان بحر و بر و خشک و تر | گاه در ملک ولایت چار اطراف
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر | زیر و بالا نور ذات کبریا

بادشاہ اسلام کو اس حال زار مین دیکھکر مقناطیس و مشکبار رو رہی ہین یہی آرزو ہے کہ
ہون مگر یہ شہریار بچ جائین فیروزہ کو بھی عالم یاس ہے جی مین کہتا ہے ای فیروزہ
معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہے بالاے کوہ سمن آرا قلا
تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا بپا
میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہین جلاد بانی بیداد کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ ای ملکہ عالم
یہ قتل بادشاہ اسلام ہے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار اسکے خون کا دعوی کرینگے طلسم
کا ہر ہر شہر و قصبہ نوجوان سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لے
لیکن حقیر عرض کرتا ہے کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار مین
فروکش ہوے بہلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہین تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اُٹھے آنکھ
آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین خواجہ نے عرض کی آج آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی

لھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمھارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ
بمٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہوش اُڑے
ے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے
شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا
جانتا تھا کہ تو پہاڑ سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس
سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا
دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا ۔
ہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی
جب ہی مجکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا
کوہ مین پڑی ہی ساحرہ جاکر نوبہار کو لائے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے
پوچھا ای نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی
ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز نے
ب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
ن یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا
ت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان
کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و مغنا طلیس و مشکبار کو زیر
بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز
سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی
ت پر سوار ہی شہباز آگے اُترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو
یا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار
سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا ای میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری
نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اُسکو تو ایک در
ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف با
کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز
پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جو
دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ وہ سمن آر
ایک کنیز نامہ لیکے آئی ہے ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے
سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلا
چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحرون
آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑ گئے
مجبور و ناچار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پہ ہزار ہزار طائر غنچے منقار
مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی و
جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا ۔ نظم

ہو گیا ہے حسن کا پھر گرم بازار اندنون | ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریدار اندنون
سرمہ ہوتا ہے نگاہ یار پر بار اندنون + | ناتوان سے ناتوان ہے چشم بیمار اندنون
پھر تپ فرقت نے کردی ہے مری حالت ردی | پیٹنے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون
اوپری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر | زلزلے مین رہتی ہے زندان کی دیوار اندنون
صورتِ ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین | ہے رگ جان سے زیادہ مجکو زنار اندنون
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل | خواب مین لاتے مین اُسکو بخت بیدار اندنون
پڑ گیا ہے پیچ ہمپر حال دل کس سے کہین | ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو رند | بید کی لکڑی سے ہے بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرای
دل مین کہتا ہے ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہے اب کیا کرون کبھی چاہتا ہے بھاگون ف

ی لڑائی مین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ وروغن عیاری کا جو فیروزہ نے
یا تھا وہ اُڑ گیا جمال بمثال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس ومشکبار کو کہ زخمون
ی چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر ہلڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان
ی مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ اِن دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے
یذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ
اد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز
امہ لکھین کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر تمکا سبب
تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ
شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھیا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا
اسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس ومشکبار کو بھی
تار کیا ہی لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ
نیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہی فیروزہ بہ شکل مبدل ساتھ ساتھ
باز کے آیا ہوا ہی شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اِس فکر مین ہی کہ مین اپنے کو کسی طرح
باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سایے مین
ا ہوا سوچ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہی جھپٹی ہوئی چاہتی ہی کہ باغ
جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہی کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آئی ہو ایک جادوگر کی شکل
فیروزہ نے پکارا نوبہار رُکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو
کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہی مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہی کہ جو کوئی
سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے باحتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے
ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرا دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی
ہباز نے اِس ساحر کو یہان مقرر کیا ہی کہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہی شہباز عقاب سوار کے پاس
ہون میخوار و سرشار نے بھیجا ہی فیروزہ بہت ہنسا کہا بی نوبہار خداوند ہفت پیکر کی
قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہی مین اسی وجہ سے

سرکش گرد سے مقنا طلیس کے دہہٹے تب بادشاہ نے اُس بیتابی مین بازو سے تعویذ
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دنا ناہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقنا طلیس کے ہٹے
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقنا طلیس کے مس کیا مقنا طلیس ہوشیار ہوئی کہا
شہریار آپ نے عجب کار نمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہوجاتی یہ اسی شہباز کا سحر
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کود آواز دی ای عقاب شعبدہ
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاونگا عمر بھر تیرا بوجھ باٹ کیا آج
جانبازی کا ہو عقاب اپنے مقام سے اُڑا مقنا طلیس نے قصد کیا ہو کہ تعویذ بادشاہ
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون اعضا چالا
و چست ہون کہ عقاب اُترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھ
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھایا لیکے اُڑا سامنے
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اُٹھاؤن مشکبار تر
گری چاہا تعویذ اُٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ نیمچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار
ہوکر ہٹی مقنا طلیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پا بگل ہوے خاموش کھڑے میخوار
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہیں
ہل سکتے مقنا طلیس جو جھک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اُٹھالیا اور چاہا کہ مقنا طلیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقنا طلیس
چاہتی ہو کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقنا طلیس
نیمچہ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کمر کو تبایا سر پر جو ہاتھ مارا مقنا طلیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اُڑا کہ ای میخوار و سرشار مبارک ٹھہرنا بہتر نہیں ہو مین یہ تحفہ نایاب لیے جاتا ہون
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیجا
فوراً پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہو نیچے نیچے اُسی کے سائے مین فیروزہ بھی
جھپٹا ہوا جاتا ہو یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا ے کوہ

سب نے سرگوشیان غیرون سے اشارے دیکھے / آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے / ہمنے جو آنکھون سے ہین روپ تمہارے دیکھے
قول کے چھلون کی اللہ ری کافر کو خوشی / ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت / ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی / ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا / چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری ای شہ حسن / جو صلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس / قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہین گانے کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کا نراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا نامہر اسے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوار د سرشار گرفتار کر لو مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیز ون کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام ینم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے ایک ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہوت ب پر مُہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

ساحران مذکور جمع ہین سرشار کہتی ہی زمین ہلا دونگی حشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤ
لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان
ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس ومشکبار تخت
بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار وسرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونون ساحر کون
مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آ کر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دونو
میخوار وسرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی
کدو کوشش مین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی
تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونو
ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے یہی ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ
روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش وخروش تھا جب
سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہی کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر
تیار کیا ہی میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا
ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین ومددگار پہلوان کئی خر
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس
مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار وسرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی
خداوند سے بھاگ آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی
ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش
بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی مقناطیس
نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس
چٹکی لی کہ ای مہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گائنین آ کے بیٹھین ایک گائن شوخ وشنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ میں آئی
اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

برپا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلیں وہان قبضہ ہوجائے اب میخوار و سرشار بھی آپ بر
لشکر کشی کرین تو عجب نہین مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو
بر سر کوہ سمن آرا لیچلیں میخوار و سرشار کا علاج ہوجائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے
بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اسنے سحر اُتارا ہمکو تم تک
پہونچایا اب چلو لشکر کشی کرین بادشاہ کو پکڑ لائین خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائین معاف
کرائین یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی
ہین کہ رہی ہین کہ اب تو بی مقناطیس قتل ہوگئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہوگیا ہوگا
اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی راہ مین بادشاہ
نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کرلیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر
ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت مین آگئین سناٹا
آیا قلب بھر آیا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے میخوار سے
سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہی کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا میخوار نے کہا مین ابھی دریافت
کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان
نکالا اُسے روشن کیا چار بتیان نکالین اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہی میخوار نے
قلم ہاتھ مین لیا اُسکے لفظون کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
مین تھے اب اُسکو اُردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہی ایک درویش کامل نے
دیا ہی اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا بولشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
سے ہو مین چلو مین تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھپے ہوے
علم سحر کے مشتاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہین گرد

دریا مین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے
دریاے قہار ظاہر ہوا اوس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین
خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مارکے
ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اونکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جب
مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بعد جوش و خروش
نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلی
کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی
دامن نوچ لیا کسی نے ہودیپر دم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا
پھینچتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
نے تلوار کو تلوار پر روکا اوسے الجھادے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے
ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے
صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے
آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیرزن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشک
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر اے مقناطیس تیرا حال قدرت
ہوا اجل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ
گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار
لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بجر کمان مین پیوست
مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گند را مقناطیس نیچے سے چھوٹی تڑاپ کرخدمت
مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤن کیا حضور نے تیر مارا افلاک
آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت
کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت
کا تھا ستر اسی ہزار غلام اوسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ
و ساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آ

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتا بیون پہ ہے	یا دش بخیر آج وہ رشک قمر نہین
کھو یا گیا ہون وادیٔ الفت مین کیسا زار	برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبون مین بیٹھے ہین کہ فیروزہ آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہرین جب قیباد ادھر سے گذرے تب شبخون مارے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہین ہو لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہوجائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دوسو سوارون کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درہ کوہ مین آکے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے بیچ مین ارابے پر مقناطیس و سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہین بادشاہ کو تاب نہ آئی ہرچند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اُترینگے وہان چلکر شبخون مارئیے گا بادشاہ نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے دوسو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا۔ نعرۂ سعد بن قباد ۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + دوسو سوارون سے آکے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحرون کے سر اُڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اُٹھو نعرۂ شاہ کی صدا سُنکر مقناطیس خوش ہوگئی تڑپ کر اُٹھی اُٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیرزنی کر رہے ہین ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب جہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

وہان سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لایا لشکر مین بادشاہ کو ٹھہرا کر…
بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف…
مقناطیس کے روانہ ہوا باغ مین آکے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی…
وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہہ رہی ہی کہ مین…
جان بچا کے نکل بھاگی مینخوار وسرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکۂ عالم کے…
ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگین…
پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑے حرکات خلاف کرنے لگین مین نے جب ملکہ کو اس حال مین…
تو مین کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس…
بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکین اُنکو گرفتار کر لیا مینخوار وسرشار نے…
رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو اُسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ…
کوئی تعلق نہ تھا مجسے ایسی باتین کین اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے مین نے اپنا حفظ…
کیا کارد سحر ماردی مینخوار وسرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو ارابے پر سوار…
خدمت مین ہفت پیکر کی لیجائینگی ابھی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر…
وسرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت مین بادشاہ کی آیا شاہ رات…
تڑپے ہین ہرچند اُمرا و وزرا سمجھاتے ہین لیکن بادشاہ فرماتے ہین یارو کیا کہون جو…
ہی میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہی دل کی بُری حالت ہی اب تو یہ نوبت ہی۔ نظم

ہون سر فروش جان کا خوف و خطر نہین
ان قدمون کی قسم مجھے پروا…

اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر…

کوئی دوا فراق مین کوئی اثر نہین
گر درد سر بھی ہو تو اک روز…

عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری
دندان و لب ہین یار کے لعل و گہر…

وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا
دیکھے نگاہ یار سے یہ ثابت…

سوداے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
بے سر کے کاٹے جاے یہ وہ درد…

پہچانتا ہون خوب نہ کر حیلا زبان
یہ خط تو میرے یار کا ای نامہ بر…

ہگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ
یا انقلاب ہوا کوہ سیمن آرا پر نہیں معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ
عرض کی ای شہریار یہ باعثِ سحر مینخوار و سرشار ہی اُنکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سیمن آرا
جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ
رو ناچار فرماتے تھے ای فیروزہ میمگونہ وشبگونہ کو پہلے ہی شاک گذرا تھا آخر
ان نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گلا بیان ٹوٹین شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی آخر کو فساد بڑا
ناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی نظم

لے بھل جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے
گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
ہم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
لہر جو دلبر ترے ای قلزم حُسن
آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر
ہے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
اس گل سے کیا دعوے نہ ہمچشمی کا
میان سے ہوا ہی مرا مُردہ بھاری
ازین رنارہ خرابات نشین تھے کیسے

کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے
مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
مل گئے خاک مین لہ کھون گلِ رعنا کیسے
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لبِ دریا کیسے
دوڑے جاتے ہین سوئے دامنِ صحرا کیسے
دفعتہً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے
بنکے اب بیٹھے ہین رُہبان کلیسا کیسے

وزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جا کر باغ سے ملکہ عالم
کی فصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس
اڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین مینخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

پانوٴن مین گھنگرو باندھے میگونہ وشمگونہ نے سحر کیا گلا بیان آپس مین لڑنے لگین لڑ کر
ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک شعلہ اُسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ
روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وشمگونہ نے کہا ای مینخوار وسرشار
اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے بہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا
ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اُڑ گئی گلا بیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی
بدلی مینخوار وسرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغ
کھینچکر اُٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر
نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا
وسرشار نے کہا ای مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ
کیا کہتا تھا مصاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ وشمگونہ نے کنیزون کو اشارہ
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اُٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا - نعرہ بادشاہ اسلام - منم
شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاوس وجم ٭ تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اُس گولے پر پڑا التعویذ عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر ہی اُسنے
اثر دکھایا گولہ اُلٹا پلٹا اُسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اُسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ
خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر
مینخوار وسرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین
گرین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ شمن آرا ہی دشمن کا اب
قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا
گھبرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین
ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اُڑائے لیے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے
تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اُس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد دفیہ

بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
ن فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہو ای مقناطیس یہ
ے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس
نی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو
دایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لایا جب
ن کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مگر خونخوار نے
وار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
بدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
ہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار نسمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
ریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ
، دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشبگونہ
مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گوپے صاحب آپکو ساقی گری
بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک
ہین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
ہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
ہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
ہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون
رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
لے مین پہونچا بتعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آتش رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لا کے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

گانے مین انکا مثل ونظیر نہین ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہو ایک لفظ کو ہزار
طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اُترآتے ہین
پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلوے باز مین گنجشک با شکار سے باز رہتا ہو اور آج تو وہ کیا
کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سُننے والے خوش ہوجائینگے مقنا طلیس تو مو
ہوکر ایک گوشے مین بیٹھی خوشخوار جمال جہان آراے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وہ
آتا ہو کبھی تعریفین کرتا ہو کبھی مصاحبون سے کہتا ہو مین تو جمال مقنا طلیس دیکھا
ہوگیا یہ دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین ــ ڈھونڈھتے ہو ترا مضمون دہن بیٹھے

ایک دن ہچکی بھی فرقت مین نہ آئی افسوس ــ مجکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے

نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے ــ کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن ــ میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے

نہ اُٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے ــ پھرتے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے

خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو ــ جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے

باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین ــ آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے

للہ الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی ــ دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے

زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی ــ سب اُٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے

دل شگفتہ ہو ذرا بات کرا ے غنچہ دہن ــ ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے

مٹی دروازے کی اُنکے لیے جاتے ہین مریض ــ وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے

دیکھکر طرز خرام اُس بت وحشی کا مرے ــ جو کڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے

چند باتین جو لکھی ہین وہ سنا دے اے رنگیلے ــ آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی سُنی غصے مین پلٹ پڑین کہا
خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سُنین اتنا جو مقنا طلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار
گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمائیے تو عرض کرون مقنا طلیس

...اسطے استقبال خونخوار کے اُٹھین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ
...نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین
...انیوالون کے سر کا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط انکے آنے کی برکت ہی میخوار و سرشار
...دتی خوشی بھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہی کہ عجب نہین جو خداوند
...ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان
...ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہی صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو
...یسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان
...ت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے
...یافت کیا گویّا کون آیا ہی ہمنے بھی گانے کا حال سُنا دل مین شک پیدا ہوا ای میخوار یہ وہ زمانہ
...کہ ساحر جابجا چھلتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے
...والون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا
...یار گویّا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنمین سے
...ئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
...کہ خونخوار لیکر آیا ہی آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہین بڑے معرکے کا آج جلسہ ہی گو
...تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہی راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے
...سے مین کیا آسکتا ہی ہر چند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ
...رے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے
...عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مروارید ہی
...سمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہی میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین
...زرد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
...ور دھر دو بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا
...سنے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین
...، بہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہی دیکھین
کیا ہو کہ ابر آنکر بر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کود
بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ وعدے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصے
انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین
ہین جنگلون مین جابجا جہان برت ہی وہان جاتے ہین اُنکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھتے
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سائے مین باواجان
ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ واژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے
گا رہے ہین ماران سیاہ پھنے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران
بھاگے اپنے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے
رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے
جنگلون مین میری برت ہی سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون
لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے
مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون
معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اُٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا
ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاوین مونیون کے
پاوٴن خونخوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھبراوٴ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار
بھی فیاض وسخی ہین ای نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے
نے کہا مین بھی ایسا راضی کر دونگا کہ ساری محفل راضی ہو جاے خونخوار نے دونون کو
تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ ممن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے
روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا لکہ ابر اُٹھا میخوار و
نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون
آکر سامنے بیٹھا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے
میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین میخوار و سرشار

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اُسے گانا آتا ہو ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے
اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہو
کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ مین اپنے
باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤگے وہان پر وہی جنگل
ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدرشناسون کو ہم بلائینگے سب جمع ہون اُن
ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہو جب وہ قدرشناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر
کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھون گا
پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سائے مین ٹھہرون گا فیروزہ یہ سب باتین کر کے ان سب سے
رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین
کوہ شمن آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کر لونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب
کام مین کر لونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اُسکا پائجامہ بھاری
جوتا زردوزی گھیتلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اڑ گیا زردتا گا باقی ہے بادشاہ صورت مین
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین
اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکون گا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ ہلائین مین سب کام کر لونگا سب کا خاتمہ کر دونگا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سائے
مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہو فیروزہ انتظار کر رہا ہو کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہو نہایت سحر و ساحری مین مشاق
شہرۂ آفاق ہو میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

عنایت کی نظر ہمپر نہین ہے / وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی
نہین ہیوجہ اپنی آہ وزاری / محبت یار سے کیونکر نہین ہے
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر / سرک جاے یہ ایسا سر نہین ہی
فریبِ یار ثابت ہر مجھے بھی / مگر قابو مرا دل پر نہین ہی
مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا / چھُری لاؤ اگر خنجر نہین ہی
اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب / کلیجہ ہی مرا پتھر نہین ہی
حسینون کی محبت چھوڑا ہی دل / ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہی
ہماری جانکنی پر قہقہے ہین + / تجھے خوف خدا کافر نہین ہی
نہ بھڑکا آتش شوق او محبت / مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہین ہی
سُنجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب / تمھارے واسطے بہتر نہین ہی
نہ دے تکلیف مجھ فرقت مین ساقی / یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہی
بحمد اللہ ہوئی فی الحمد تخفیف / وہ زورِ عشق قارنگر نہین ہی
مین رویا دیکھ گور رند مغفور / لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہی

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ میجوار و سرشار تعریفین کرنے لگین کہتی ہین
نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہے ا
بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤ
تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پرانے گویے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُ
ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین میجوار و سرشار نے
کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے
کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگا
ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پانون سے نہین ہوسکتا
مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہی تانسین کے نوا
ہوتے ہین دروازے پر ہمارے املی کا پیڑ ہی جو نیا گویا ارادہ کرتا ہی ہمارے درواز

حسن کا جو یا ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑدے
یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار زند حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑدے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گا رہا ہی تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سُن رہے ہین تعریفین اسکی کررہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہی تبا تا بھی قیامت کا ہی ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت مین کھلونہ ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہی وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان تخت پر سوار گرد چند کنیزین آکے تخت اُترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا اے شاہان اقلیم حسن وجمال اسوقت کیونکر آنا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین یہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہی خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا گوّیے کا جو آیا ہی خوب ہی گاتا ہی ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہی تمھارے یہان صحبت مین لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہی میخوار و سرشار دونون نے گانا لڑکے کا سُنا سُنکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اسی وقت تخت پر سوار ہوئین ابر سُرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اُسی ابر سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار جلسہ آراستہ و پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہی آج اُسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار براے استقبال خونخوار اُٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیون میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہی فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعا کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورا انکا لا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

غزل

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان درا
اتنی اتنی بڑی تانین لیتا ہون کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہون کنیز نے کہا
نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہین فیروزہ طنبورا ہاتھ مین لیے ہوے محفل مین آیا
خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے کہا میان نیرنگ آؤ ایا
تمکو دینگے کہ تمھارے مان باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیون میان نیر
مان باپ تمھارے زندہ ہین فیروزہ نے کہا حضور ان نے انتقال کیا جب مان
باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہان سے ایک عورت لائے مان کو ہما
آخر کو ایک گڑھے مین جا کے ڈال دیا یقین ہی مان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو
ایک کوٹھری مین رکھ چھوڑتے کہ رہین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہین
نہین آتی مین لاکھ روتا ہون جو اب نہین دیتین بڑے میان روز نئی عورت لاتے ہین
اُسکے پاس سوتے ہین صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہین اُنھیں کو ہزار ہا روپے دیت
بڑے میان مجھسے جلتے ہین مین ایسی بجاتے ہین کہ طائر محو ہو جاتے ہین اُنکو بھی آپکی
لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ تمھارے باپ کو
فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر +
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکلجائیگا دم
غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا اے رشک حور
غمزہ بیجا نہین اُٹھتے پھنکا جاتا ہی دل
پھر پھنسون مین دام گیسو مین تو کافر جانیو
طوق پہنین گے گلے مین مثل قمری سیکڑون

مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان
اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستان
دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان
کہہ تو بیٹھے تجھسے وہ بت اپنا ایمان
چھوڑ دے دست جنون میر اگر یبان
مجکو جنت مین اگر لیجائے رضوان
گر میان اپنی تو اے مہر درخشان
چھوڑ دے للہ اب او نامسلمان
نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

ٹھالیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لا کے فیروزہ کو
تار اکنیزین گرد بٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلین گے میخوار و سرشار معشوقان پر یچہرہ اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
وشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجکو یہان کون لایا کنیزون نے
ہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو یہان جنگل
سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا وہ معشوقین ہمارے افسر اعلےٰ کی میخوار و سرشار کہ
ے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
وہ سمن آرا اُسنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہو ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے
نخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
ریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رو یا کنیزون
ے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ تجکو جہان سے
لے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہی کبھی اُچک کے کسی کی
ین میٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہی تم ہماری دُلھن ہو
ن دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا
ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیوگے تب تیار ہوگے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو
دہ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے
ین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتین
ہی کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر
خاطر کا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہمنے آپ کے اوصاف
ہے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
ا یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے
س لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گائے کنیزون نے آکے

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بنا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع
پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اُس صحرا مین گایا جنگل مین
سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے
نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ کوڑ کر بھیر دین کے سرون مین گا رہے
خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اُسی طرف تخت اُڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل
ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرون کا سر پہ سایہ کیے ہوے ہین و
حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہوگیا
دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ
جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
تا آل سخن ذکر ہے یار کا +
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
نہ آنا تو اُس زلف کے پیچ مین
گلی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہو گے جو کچھ تو سنو گے کبھی رنک

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین ہین غافل بہت بیطریق
کہون سو طرح مُدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق علیلے کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی

خداوند ارض و سما ایک
ہماری بقا اور فنا ایک
ذرا غور سے مرأت دل
مگر راہ صدق و صفا
محل فقر کا ہی عجائب
وہ خورشید رو مہ لقا
جفا کار و دلبیاز دکا
مریض اپنی دار الشفا
ہزارون شہید محبت
زبان ایک ہی اور خدا
اسطرح کے اشعار پڑھ کر

سوچنے لگا دل سے کہتا ہو یہ معشوق پریچہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوق
جلسہ ہو یہ بیٹھکر گاے دل نشۂ عشق کے مزے اُٹھائے یہ سوچکر وہین سے اسنے
فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر

ہوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون مینخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون
راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہوکر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نہ ملا تو مین
ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کر لیگا مین نے اسطرح سے
ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہہ دیا کہ کیا مینخوار و سرشار کے قتل کا
ارادہ ہو بس اتنا جملہ کافی ہو کہ دونون بہتین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار ہی
اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ مین سب دریافت کر لونگا اور اپنے
آقا کو بہ حفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقنا طلیس نے کہا خواہ میرا
حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن
دونون سے کسی طرح مین سحر مین یا یہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی
وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہو تو انھین کے
ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقنا طلیس سے رخصت ہوے
فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے
رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب
سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا کے
قصد ہی فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا بہانے عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا
نشست و خیز کرتا ہوا آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب
جا بجا عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک
قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بہ گلو کو کو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکر
یہ زمزمہ سرائی و بہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی۔ **نظم**

ہین اُسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے
مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے

پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال
اک نظر موسے اگر اُس بُت کا جلوا دیکھتے

ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا
مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

بلبلی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سختی کیونکر طی ہو منیخوار و سرشار کیہ
قتل ہون کوہ سیمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق
ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکۂ عالم چلین مقناطیس نے عرض
ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو
پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آ
مین آگے بڑھ کر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی
منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کریونگا رہائی اُن شیرون کی تیغ
مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے
ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جسوقت پر مناسب جاننا آنا جا
ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اب اس
عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جبکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان
پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ — عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام
میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے — کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام
خار خار بیکسی نے کر رکھا ہی بیقرار — خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون — شہد ہو تو کر دے منھ مین شامت اعمال
منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو — کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام
نیت صحت سے ہوے گر مریض چشم یار — ہو دے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام
شب کو سودائی ان کو کھاوین کچھ جو ہو دل کو قرار — ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام
طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب — ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام
مار ڈالا تونے شیرین بے گنہ فرہاد کو — بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اُس معرکۂ عظیم پر جاتے ہین جو
مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ منیخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظم ہین کہ مجھپر بھی آ

رنگ ہو کہ کبھی کھلتا ہو جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جاتا ہو کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون
مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہو کہ جو مجکو روکتا ہو دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی
ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین کیلی چلین
یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہو شب کو برابر کوہ مقناطیس پر اسیر جاکے رہتا ہو
الہ ملکہ طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہو ملکہ نے پکار کر آواز دی
کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہو ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہو
مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا
کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہو امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا تمسے انکار نہین ہو مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت مین بلاتکلف چلی جاتی ہو کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا کہ قیدیون
پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہو کہ مین نہین جاسکتی
ہون ہفت پیکر نے کہا میخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
ناظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے
حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہوجاتے ہین اُنہی کے مشتاق رہتے ہین
یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
وہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت مین بلاتکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا رب
ہفت پیکر نے بہ غصہ جواب دیا اے مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہو کہ گویا میخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہو مقناطیس ٹھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور
مجھی قید کرلے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر ہے کہ
جسنے راہ کو بند کردیا ہو مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہوکر

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچا ئیے بادشاہ پہر دن چڑہے اُس درویش سے رخصت ہوے ہاتھ اُٹھا کے دعائیں دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوے زیر کوہ آئے مرکب پر سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آتا اور چند بیلے شاہ کو تلاش کرتے ہوے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھسکر گرا کئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے جہک کر بادشاہ پر گرز بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبت آئین بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مار کر اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی اور نورالدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہی بادشاہ شکار سے پلٹ کر مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہ شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعار نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم ہم ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر کے رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم اگر ملانا چاہتی ہون قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہی اُسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ابرند نورالدہر کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جا کر اُس سے دریافت کرتی ہون اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُسطرف چلین نہ جانتی ہون کہ مجھی کو کوہ کا اختیار ہی آیندہ نہین معلوم کیا ہو یا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت

کل گیا پھر پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جاکے آہو جو کہ ای
ہولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
سی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگاکر رکھدیے آگ نکالی جب لکڑیون کا دھوان
ب نکل گیا سیخین آہنی لگا دین جب کباب تیار ہوے بڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
اش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
دشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری
ان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہے بدل اُس آواز پر
متوجہ ہوے معلوم ہوا کہ بالاے کوہ سے آواز آتی ہے سعد شہریار تلوار ٹیک کر اُٹھے گھاٹیون کو طے
کرتے ہوے جب بالاے کوہ پہونچے دیکھا بالاے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمین ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی مین معروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہوگیا بادشاہ کو لیکر پہلو مین بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف مین
کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہنچاتا ہے دونون وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہین آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
لد نکالی اُسمین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
ر سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتاحی طلسم ہفت پیکر
سکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہین لیکن آپ اور صاحبقران
ین و مددگار طلسم کشا ہین بہت ملک ہفت پیکر سے متعلق ہین انکا فتح ہونا واجب لازم ہے اب

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد
گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ پکڑے
لیکر باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی خود سر کا سر ہی جسنے اپنے
نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین
اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ بجا فرماتے
مین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ بمقدور رہائی
ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برائے خدمتگذاری موجود ہون
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو
درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہوگا قصر عشرت
داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے تھے
فیروزہ نگار رہا ہی کہ چند لاکھ ہا سے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو
دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بہیلیے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت
حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود
ہی بہیلیے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی جمع
لگے باز۔ بحری۔ جرّے۔ چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک بقدر شکار طائران ہوائی
کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ
نے عرض کی گنوارون کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑتے
ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد
فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اُسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین جو نر
اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہوونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ نر ذی ہنر سامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوتھنی
مرکب کی دُم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

برہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے
نکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اوریک مقام پر گئے ہوے
ین کار نمایان کرکے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان
مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دراغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرمارہی ہین
ماجو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اس ظالم کے گئے ہین خدا انکی جان بچائے اپنی تو

نظم

بونبت ہی غم سے عجب حالت ہی
دتا ہی آہ صبح سے داغ او شعلہ لن
جام جم ہوا قدح گل نہوسکا
فرقت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہوسکا
ہجر بتان مین تجکو ہی مومن تلاش رنگ

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہوسکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہوسکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی اسلیے دم سے تھی
پاس درازی شب کاکل نہوسکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام خوار تحمل نہوسکا

مین جانکر حریف تغافل نہوسکا
اُسنے جو دل کو منھہ نہ لگایا دو نیم ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہوسکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا نہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہوسکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ
نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کرسکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی
جرأت مین لاثانی وہ بیحیا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ سر برہنہ
نکلی اُون اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے
بد مرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون
جلساز دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین ای کریم وہ یکہ و تنہا
ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ
کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار
تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ
گھبراکر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمہارا منھہ موتیون سے بھرون
یہ کہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سعد شہریار مسی ماد یان بحری پر سوار لختے خون کے
سینے پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا
دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار گھوڑی سے اُتر لیے ین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

روز و شب گرد د بفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار
گاہ از گل چہرۂ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را بے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہوے ہواب کمندین اور زنجیر
لیکر چلے ہین کہ مکر سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عَلم
مثل گلدستہ کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گ
نوجون کو درہم و برہم کردیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ دہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہ
جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے
ای نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اُٹھاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقا
نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اس
ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہو انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب
آتا ہو کہ پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خ
مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا
کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلا
کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فو

رمایا دیکھ ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پر
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال
نے پوچھا یہ کیا ہے سر بمہر کاروں نے عرض کی صفائی دکست زبردست سعد شہریار سے
رگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آ کے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا میرے
خدا نے مجھے زندہ کیا اٹھ تو ہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے
سکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے
سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے
لڑتے ہوے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے رد ک کے الجھا وے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے باوجہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار
چھین لون سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر کہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی
سعد نے جو تھے پیچ پر اکھیڑ کر دے مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار
ہوے ارشاد فرمایا شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا کہ جانیں میری خداوند
ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہاتھ مارا ع
جرے گردن کھینچ لی بال تھام کے سر اسکا خود سرکار رومال میں باندھا لڑتے ہوے چلے جب
ہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہیں اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہو کس کس سے
بچنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر پڑ گئیں پشت و پہلو سے خون جاری ہی
سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز و
ای رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران ہست در دست تمام — ہیچکس را نیست در فرمان تو جاے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کرون فیروزہ
نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک
ہو جائے دیر تک بہی صلاحین رہین ملکہ نے یہ سب باتین سنین یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ
مین کیون بلاتے ہین یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہو شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئین اندر کمرے
آئین نام تو انکا سن ہی چکی تہین کہا کیون بھیّا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے
بتایا کہ فلان مکان مین ہو ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہے
دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار غرور اغلال
کی بارگاہ مین جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے بھرتے پھراتے
جو آسن دبایا گھوڑی کو فرا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوے
اب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو کئی سو پہلوان گرد ہین یہی فکر کر رہا ہو ہرکارون پر
غصہ ہو کہ تمنے ابتک پتہ نہین لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہان گرا لشکر اُسکا گرد اُترا ہوا ہو
کہ رہا ہو کہ دیہات مین جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن مین پناہ دی ہوگی
مجھکو پتہ ملجائے تو گانون کو پھونک دون اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے
اُسنے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل مین تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے
کہ اب ہم دیہات و قریات مین جاتے ہین اور مفصل خبر لاتے ہین اغلال اپنے پہلوانون کے
سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جوان کو قتل کر لون تو طلسم کشا کو تلاش کرون اُسکی
مشکین باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کرون لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا مین
گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہین ہرکارے پلٹے اغلال
شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر پر کہین
نام بھی نہین صرف ایک عیار ساتھ ہو اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم آ
گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائین بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے
درگہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہو گھوڑے سے اُتر و ہتھیار
کھول کے یہان رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود ے

کھڑی ہی ہو مگر فرّاٹے بھر رہی ہی اور سُم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا
نہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلنشین اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھاس بمشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھاس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑالیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
ب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پا جاے تو چبا لیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکادیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین ولجام کہین ہی ملکہ نے
مایوس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین ولجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا
ف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین ولجام ضرور منگاؤ کنیزین زین لجام
اٹھاکے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کرکے
پشت پر سوار ہوے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار پھرا گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ آئیے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہو حضور کو آزار
پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اس مادیان پر سوار ہوکے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہردم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
ے گلرنگ کو بُلا لا وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلالے گئی ملکہ مغناطیس نے زعفران پوش کو بھیجے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق و ای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اجلال مین

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال
لایا تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا نہین
معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر یہ
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک
طرف بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب باد
رفتار کا دشت مین چرا کر رہا ہے اُسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیر لیا کئی
آدمی مرکب نے مارے آخر رسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب
لا کے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزۂ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہے مگر سُم مار مار کے زمین مین گڑھے
ڈالدیے ہین جو کوئی گھانس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ
لیا کسی کو پشتک مار دی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بالسون سے کھسکا کے گھانس
دینے مین دلنے کا توبڑہ بالس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ
اور گھانس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا سرکارون کو حکم دیا
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کر کے ہمکو خبر دو ہرکارے
اغلال کے روانہ ہوے جا بجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس
زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب
ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بہ شکل گلرنگ گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ
بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بُلا لیتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاوُن جا کر اسکا
وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامّل فرمایئے زخم کو صحت ہو لے تو حضور کو خفیہ
ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون

ھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے
پونچی اُسنے کام لُٹھلنے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا
امنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سروقد خورشید خد
جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار
کار اُٹھے ای شہنشاہ حُسن و خوبی و ای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بیخزان کی ہی۔ نظم

ھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے ۔ جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
ھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے ۔ تو جوڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے
یبان چاک کرڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے ۔ جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
رہجائیگا قیس زار لیلے تیرے ناقے سے ۔ مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
ون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو ۔ روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
نعش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی ۔ مری کشتی بھی اُلٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

دشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
احب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے
ن اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال
فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن
ر طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا اُنکو پہونچتا ہی
اگنین شب کو جاکے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے
رزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان
ر نور الدہر کا دریافت کیا فیروزہ بہ شکل گلرنگ موجود ہی اُسنے جھک کے کان مین
دشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
ی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق
ھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمایئے کہ آپکو
زاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرائت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہی جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہی میرا راکب اُٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین معروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارۂ سحری
چمک رہا ہی سقنا طلیس نے کہا ای گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہی معلوم ہوتا ہی کسی
قزاقون نے گھیرا ہی زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہی چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ
آقا کو پہچانا کہا ای ملکۂ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہی آپکے عملداری مین قزاقون نے یہ حرکت
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کرایئے اُنکو سزا دی جاے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجاے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہی ایسے ہی دلیر تھے بلیشہ جرأت کے پتلے
کہ مال اپنا بچایا اُن سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سُنکے ملکہ اُٹھی
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اور
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پانون تھامے
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کے
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت
عشق حقیقی کی عجب صورت ہی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہی میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہی رومال ہلا کر
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ زخم
کھایا ہی ابھی تک ہوش نہین آیا ہی دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا ای ملکۂ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی ضعف
زخمی ہی تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بہت جلدی ہوش آ
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سر

ساٹھ ہزار فوج کے چار غول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ بڑا سے ایرج او
زر الد ہر ہیبت ملکہ مین نعمان کو طلائے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلائے پر آیا
انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گینڈا
بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے
بڑا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جا کر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار
لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا
یا شیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا۔ نعرۂ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

انجم شہر میدان و با عدل و داد	بہار گلستان کاؤس وجم	منم شاہ شاہان فریدون حشم
	منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان
بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر اجلال سر کش آ سنے
پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر
شاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھا کر ہاتھ تیغۂ قمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
اجلال پر ہاتھ مارا کہ اُسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام
مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل راکب تیرا سست ہی اگر تو جالاک
بست ہی مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا منھ مثل قعر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اسکا شانہ چبا لیا لشتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اُسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے
اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور
مقصود اور ہیکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر
لشکر اُتری ہرکارے پر لے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن
گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہی کہ مقنا طیس
سامنے قصر بیٹھی ہی فیروزہ بہ شکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا ہوا تین بنا رہا ہی ملکہ نہایت بیتاب ہے مین

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے | مُہراب کو ٹلون یہ ہونے لگی | دولتِ حسن جب لُٹا

سبز رنگت یہ اُس پری کی رندہ | کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین
کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار بالکہ عزیز دار کوہ مقناطیس پر قید
ہین اُنھین کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اُس شہریار کے جاؤن انکو حضور
باغ مین لاؤن وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی
وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین
مین دھڑکن ہی قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو
دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہین ای گلرنگ
حجاب آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا اے نا دیدہ مسلمان
ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجائے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس خیال میں
فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو ایسا ہی ظہور مین آئیگا حضور کے قلب
ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلوے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی
شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے
گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر
مرقوم تھا ای بندہ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد
اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین اُنکا ارادہ
وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یاد
آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون
ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی ای پہلوان
صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف
تیغ زن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال
سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر

بیقرار ہوگئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
ی گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجارہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا دیوان معلوم ہوتا تھا
تم لوگون نے کمی کی وہ جان بچاکر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہوجاتین مین آج پھر
صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیجلیے مین اُسے تلاش کرونگی
ب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
بت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی
ج شہریاری بر سر و چار قبت شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے
تخت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زرنگاری
پھریرے کھلے ہوے بہ حسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین
معین موتی رولتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب اب جو
مقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگئی کہا کہ گلرنگ تو نے اس
شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت ولیاقت مثل جاکران کمترین آمرہ
ن دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک
بن خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی ۔ نظم

کسی شمع رو پہ کہا بیٹھے
ندگی مین اگر وہ آ بیٹھے
وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
تے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
الفت مین رکھا بعد قدم
رھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
ل ہوکر اگر اُٹھین تو اُٹھین

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تو لنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھین کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیان چھوٹین
جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
رکھدیا سر کو پاے قاتل پر
لے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب ودانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا
ہو کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پا
کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دمبدم فیروزہ کو چھیڑتی ہو کہتی ہو ای شاہ
تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اُٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اُس وقت
کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی
کام ہوگا نا بجانا ہو وہ اُنکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا
باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہو کنیز
کہا یہ گائن ہو فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اُسکو بیہوش کیا اسکو تو
ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہو کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب
شب کو مقناطیس جادو بو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے
عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اُس فقیر کی کیا ضرورت
اُس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ ۔
مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی ۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کی
معروف ہو سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
روتے پر میرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہو پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلائیان کین
آتی ہو صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجیے بات ہو ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہو زیبا
تقصیر ہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین زندہ دہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بُری کی
الفت پہ تیری خالت
نقابید نہ کی کبھی کس
کیونکر نہ فریفتہ ہوا
تم باتین کرو نہ بیکسی
بے یار ہو دل کباب
ان ترکون نے جنگ زرگ
اُس اس طرح اس غزل

ور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جب

سبز ہین نسرین وگل و یاسمن ابتک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک

...ا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک

...خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک

...ک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ تمہارا دہن ابتک

...و قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

...زون نہین کرتے مین جو مضمون دہن کو
سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک

...شاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون
قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک

...رنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک

...سے مین لیا کرتا ہون اُس رخ کے شب و روز
خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک

...ستی زندہ محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

...اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر
...کال دیے گانا سُن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان
...حرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہین آنکھیں گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین
...یروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضاے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس
...باد و باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر
...کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی
...کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی
...کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر
جہانگیر مگر نہایت حسین و جمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران
ہوا بلطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سُنا آخر خیال مین گذرا کہ اس
فقیر کو اُٹھا کر لیجاو اپنے باغ مین اسکا گانا سُنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں
بند ہوگئیں بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اُٹھا کے تخت پر
ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اُتارا کنیزان

جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی
خبر لایا ہو کہ ایرج و نور الدہر آپس مین ہمچشمی کر کے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصد
ہو اُسمین قید ہوئے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے
ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر یا بخزار فوج
آکر پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ پیکر و لغمان مردم درد ہیکلان خود سر مع پانچ
فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے
آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سے
کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
تھا ہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت جیا
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہو گئے اُنکی رہائی کی
د فکر واجب و لازم ہو آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو ہو
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا
غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہو آپ کے اقبال سے دونون شیرون کو رہا کر کے لاتا ہو دو
دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک ا
کے قبضے مین آچکے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت با نہا
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران نا
آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہو کہ لشکر کو طرف
کوہ مقناطیس کے لیجائے مشکبار جادو کہ عاشق جمال ہمشیال ہو رہبری کرتی ہوئی آ
لیکن فیروزہ بن عمرو تیسوین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب
چشمہ ہائے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی اسنے جو صحرا
دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شنجرفی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملا
بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

...و کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس بج و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

...و ساقیا جام صہبائے عشق
...گیسو کی صورت پریشان ہین
...دیوانہ وارو پریشان رہا
...سامان درد و الم ہوگیا
...وا کوہ کن نام مشہور ہے
...ٹھائے محبت مین کیا کیا ستم
...وہ باغ ہو رنگ جسکا ہو زرد
...مضمون کیا کہ یہ حال بھی طول ہو
...گلچین کو دعوی ہو با صد خوشی
...کرتے ہین رورو کے باہم سخن
...حال مضامین نہ پایا گیا
...ٹھائے فلک نے ہمین کیا ستم
...بہار گلستان کی خواہش رہی
...ہین بلبلین ہون کرین جبکہ غور
...غم حال اُلفت بہت طول ہی
...مشتاق ہین ناظر و سامعان

کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا
ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان
یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہی
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
چمن اسکے برباد مین سربسر
کہ یہ منزل غم نہ طی ہو سکی
کہ کس باغ مین ہی ہما را گذر
کہ اس باغ کا آج سا پایا گیا
تڑپتے ہین اس باغ مین بلبلین
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
کرو جلد اس راہ آفت کو طی

عجب عشق و اُلفت کے سامان ہین
دکھائے یہ اُلفت نے رنج و تعب
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیمجان
ہوے سختی عشق مین رنج و غم
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی
غم و غصّہ وان کا ہر اک پھول ہو
کہ صیّاد ہین یان کے بیداد گر
ہر اک جا یہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
عوض پھول کے خار ہین سربسر
ہوے ہم گرفتار رنج و الم
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
کہ دیکھین بہار گلستان کا طور
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ
لکھو داستان جلالت نشان

چہرہ رقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا + چنین می نگارد بہ لطف و عطا + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندان کو فتح کرتے ہوے قلعۂ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہو ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین سرپر جہانبانی پر

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جا کر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصّے مین کانپنے لگا کہا کہ او شغفل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ میں
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سے
آگاہ نہیں سراسر بدعت کرتا ہو کیونکر کہون کہ تو مجھپر مرتا ہو مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کر
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا تھا
کہ اے بھائی آؤ تمکو کسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھم سے پھاند پڑا
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے
بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعوں پر قبضہ
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان قلعہ
کو لیکر خدمت رستم مین آئے مہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہے
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہر
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پر آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے +

حال کھلتا ہے بد و نیک کا وقتِ بدمین — جوہر تیغ عیان ہوتا ہے عریانی پر
بیٹیگا وہ سمجھ لے اُسے پتھر کی لکیر — جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ — دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی پر
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا — موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند — ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے مہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای
مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا
کہ ای مہلال میرا حق ہے کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین
ان باتون کی ممانعت ہے ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہے کہ عورت راضی ہو تو
تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہے ایک طرف سے
تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین
آیا کہ ہزار ہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے
روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین مہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہے تجھکو غیرت
نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیون زیادہ گھبراتا ہے یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے
پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے
سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم تن
تیلے پتلے ہونٹھ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشۂ صحرا سے
پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ
بنوایا ہے نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا
زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اُس
نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین
نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن
پھیلاتا ہے دیکھتا ہے کہ مہلال کھڑا ہے تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

نثار کردن جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شبہ زور کو
کو گرفتار کر کے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین
بیٹھا تھا کہ مواج شبہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم
آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے
گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے
شبہ زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ لب رہائی شبہ زور مواج کو اپنے قلعے سے
نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہو کر
کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا مہلال سر کش
ہما کے اور نہنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آ کے پہونچا تلوار کھینچ
قید خانے مین آیا شبہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای نہنگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی
رہا کرتا ہی دیکھ یہ برائی ہی نہنگ نے کہا کہ ملکۂ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے
نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہی مواج اور نہنگ سے تلوار چلی
اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہی عاجز کر دیا ہی کہ مہلال سر کش
آکر پہونچا مہلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا
فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجر اچھالا فغفور
کار د کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر کو روکے آخر اُسنے
آگے کر دیا نشانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کر
چمکی ہما نے جو گجر اتارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھین سرخ ہو گئین
ہو کر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال
واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منھ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت

نظم

رشک آئینہ کو آسکے مری حیرانی پر	صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین کیا دم مارین	لوگ ساحل کے ہنسین کشتئ طوفانی پر

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی اپنی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ایک ڈھب پر نہین رہتا نزار ز نہار مزاج — ہی طبیعت متلون تو ہی عیارہ مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم — گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب — جسم ہی زار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج
غش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ ای ہمدم — ایکبارگی جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن پھول سا منھ گل سا بدن — خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
ہیچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین یہان — ایک دن ہین مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج
فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا — کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
اس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا — کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ پر فخر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھپٹ کر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی جھلال نے اٹھتے اٹھتے ہمائے اور زنگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہمانے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سائے مین کھڑا تھا ملکہ ہمائے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

کھلا رہا ہی چہرہ کہ انور بہار صبح — کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
نکلی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار — یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسارہ حسین کے جو عاشق ہین آپ کے — کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا — دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیاریون کے حیلے نکا
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالا
جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلس
ہو سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سمک اُٹھتے ہی گرا نہنگ
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہ
چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا مہلال سرکش نے دیکھ
سمک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصد کر رہا ہو کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون فغفا
یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہان کا حاکم نیسان جادو منگیتر فغفور کا کہ نسبت
قرار پا چکی ہو تھوڑی پھیرا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہرکار
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا
ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمو
آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا
برق برس رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہوا بالا
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک
سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اپنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو جھک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

مین برستی جی مین کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھنڈھا کرون یہ کیا
غضب ہی کہ ابر بھرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی
شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چند کس ہوشیار ہین
سمک سامنے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی سمک قریب پہونچا کہا کہ اے مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے
جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر
لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آتا تھا مجھکو دیکھ گیا
طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم کشا
نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغۂ ہفت جوہر
نکالے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ہاے ابر آتے ہین
رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے
پہنچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طے کرکے بالاے کوہ آیا
دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران آپ کسپر سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم
کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو
خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور براے
بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جا کر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ
نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہوجائے مین جاکر طلسم کشا
کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام
انھون نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی مرواج
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم
ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرین نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا اے مہتر لاؤ

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے
عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہوچکی تھین کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر
طلسم کشا کے ساتھ ہین انکو بے کار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرلونگا نہنگ نے
حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی جان
تم قلعہ مین بیٹھو آرام کرو مین جا کر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو
پڑیگا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بعد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف
طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پر ٹھہر افغفور کو طلائے پر دیکھا کہ ایک نازنین پر
سیم بر رشک قمر ٹہل رہی ہو نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زندان مین
دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اترا خیمۂ جہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمۂ جہلال
پہونچا جہلال کو بھی سحر کرکے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر
آیا ہمائے اورنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہو تڑپ کر اٹھی نہنگ نے
حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی کا منھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی
دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمۂ تصویر مین آیا تصویر کو بھی بیہوش
اٹھا لایا جب ان چارون ساحرون کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا ایک ہلڑ جو ہوا ملک قریب طلسم کشا تھا اسنے جو
طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلین دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہو پانی برس
جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزارون بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین طلسم شاہ با
دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہو یا تو پانی برس رہا تھا یا کا یک
گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ
رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر بیقرار رہا ہو

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ ای افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور نہ مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
ار کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے
اتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون
سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون
سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آ کر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہی کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعہ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہی کیا عجب ہی
وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر
لکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور کے
لیجانے کا اس درجہ قلق ہی کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی
شہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے
ہو پر دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک برائے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے
موجود ہی حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہی کبھی زیر پلنگ چھپتا ہی کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب
حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالائے قلعہ
ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے
اسی طرف آتا ہی نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو
لاتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہی مولج گھبرایا ہوا تھا
نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال
بیان کرون صحرائے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
شریک رستم ہوے ہین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جہلال کے پہونچ گیا جہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار
کہ ملکہ ہما نے پیچھے سے سحر کر کے نیمچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جو تھی ضرب میں
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما
اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہو اور ہما بد حواس بھاگی ہوئی جاتی ہو زنگی مثل شعلہ
دوڑا ہوا جاتا ہو چاہتا ہو کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پر
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان
کس طرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہما اور رنگ نشین
بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہو یہ
طرف جہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ جہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز
اے شہریار علام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش
طلسم کشا نے جو جہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکار
او نامرد خبردار جہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہو
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین
مارا کہ ہما اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ پڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و جہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑ
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہو کہ ان چارون کے سر کاٹ لون ادھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے
آتے تھے چاہا کہ جہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہو رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ

گولہ مارا ہما نے اور رنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب کنیز کی یہ کیفیت ہی دراصل یہ صورت ہی **نظم**

ہما

صدمہ یہ اُنکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا — گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
مین نے شبِ فراق مین جھیلی ہین سختیان — روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین — تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہو اُنکی اک ادا یہ تصدق ہزار جان — کیا بات ہو نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی — گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے — اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپ کے تو بہت سے ہین شہر مین — اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
صورت تمھارے دل سے محبت نہ جائیگی — رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سُنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر سحر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ہو جوان صحرا اے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہو آواز آئی کہ حاضر دیکھا تو ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ہوا فیصلہ تلخ بجا لاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہی یہ میری بیٹی ہی لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہی جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کالا تجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہی وہ مواج کی بیٹی ہو یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہو گولہ پھٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے مٹے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا
خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ
فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو
لیکر اُسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو زور دیتا ہی پانچوین
پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے
دیکھا کہ جہلال کا رنگ متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی نیمچہ کھینچے ہوے عقب مین جہلال
کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ ای شہ
مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا
ہی سواے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم
بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگے
رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے نیمچہ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پہ روکا جہلال
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالدیجیے رستم نے کلاہ ہفت
کو گردش دی پتلے پہ عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اُٹھا کہ ای مواج مجکو ہاتھ سے طلسم
کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اُٹھالون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالون
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے
مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ
قلب پر صدمہ ہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان
یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائیں
شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سا
سے لڑتی ہوئی ملکہ ہماے اور نگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ
ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا ان کو قتل کرایا
حسرت مین باقی ہولت مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کر کے مرونگا یہ

...ب کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیگر اُٹھالیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ مین دیا
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا **نعرہ رستم بن صاحبقران**

...شاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزوق فگندہ شور — یل نامور رستم پہلوان
...م نور عینین صاحبقران — اگر تیغ بر سنگ خارا زنم — زگاو زمین بیخ و بن برکنم

...طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون
...دارون نے زمین ہلادی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہے رستم لڑائی مین مصروف ہین
...ک نے اُٹھتے ہی حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہ ہاے آتش گرے
...دوسرے جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوے پہونچے گرداب نے تیغہ
...رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر
...نے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مارکے اُڑ جاؤن کہ جہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر
...نے کو گرادیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جہلال کے آبلے پڑ گئے آگ کرکے گرداب کو چھوڑ دیا
...رداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پر آکر ملکہ ہما نے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منھ کے
...بل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو نہ توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا
...داب کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہوگیا آواز مین گیر و دار کی آنے لگین
...بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی منھ اپنا
...یٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سواے تیغۂ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب
...قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص یہان کی مالک تھی اُسی کے نام سے یہ صحرا یہان کا آباد تھا
...ج صحراے گرداب نشان ویران ہوگیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
...رکارے نے خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہما نے پشت
...پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغۂ ہفت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی
...مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا زوجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن
...پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے افسوس
...کرین یہ کہہ کے جہلال کو للکارا جہلال رُکا مواج نے گولہ مارا جہلال سرکش نے

بقول آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ عن
طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے
اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے
آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہین اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گ
نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہین آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ
ہین ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائینگے اگر کسی کے سحر کے ہین تو
رہین گے مواج نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ایک طائر کٹ
دیکھا کہ ملکہ ہمائے اورنگ نشین بصورت طائر بقرار رہی تھی منقار پہلو مین مولا
کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہ
وائے آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہے نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہین جان قاتل | میرے سر پہ ہے تری تیغ کا احسان قا
دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل | میری گردن پہ پھرے خنجر بران ق
بلبل جان کا نکلنا ہے نہایت مشکل | ہین گل زخم کہ پھولا ہے گلستان قا
وار ہنس ہنس کے لگائے ہین جو مجکو تو نے | ہر گل زخم ہے گلچین پہ گل خندان قا
دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال | تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان ق
نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا | دیدۂ زخم رہین گے مرے گریان ق
مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون ہون حشر تلک | دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قا
بعد میرے جو سہے گا نہ جفائین قاتل | قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قا
اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن | آرزو بھی ہے یہی اور یہی ارمان قا
سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو | دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قا
ہو اجازت تو گلے اسکو لگا دون مین ابھی | ہے تری تیغ مرے سامنے عریان ق
بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بجائے سکوت | خوب دیکھا کیا پھر دن تن بیجان ق

منقار بیقرار طرف ملکہ ہمائے اورنگ نشین کے دوڑا کہ جھلال سرکش نے نعرہ کیا

یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہو سماک دعائین مانگ رہا ہو کہ ای کارساز وای بے نیاز
ی ذات پر کل سامان موقوف ہین اگر تجکو منظور ہو تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہو بلک
کے دعائین مانگ رہا ہو عرض کرتا ہو کہ ای خالق حقیقی وای رب تحقیقی رحم کر دے۔ نظم

مین ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
و گل ہنمود از کتم عدم رخسار خاک
شد چو از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہمصورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر
جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
انار ریحہ و برگہ در میان خشک و تر
گاہ زر گشت و گہی سیم و گہی لعل و گہر
جابجا ہنمود با نوع دگر اظہار خاک

شم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ
گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ
گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

مرتبہ میکند این خاک عاجز افتخار
بر کسا می پایہ دار د پاے نخوت استوار
لہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار
بر چہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
بر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

ب بلک بلک کر دعائین کر رہا ہو رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر
اع و ضیا کھینچے ہوئے میدان چرخ نیلی مین آکر آمادۂ قتل ہوا یہان میدان خونی نثار
ادارین استاد ہوئین جلاد شلنگین لگانے لگے چاہتے ہین مواج حکم دے تو رستم کو
ل کرین مواج حکم دے رہا ہو کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر
لے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمجھ کر حکم دینا حکم
ل ہو قتل کرنا ہمارا کام ہو جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو مواج نے حکم دیا کہ مین نے
ر حکمون کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوئے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہو کہ
ر ماردون سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہو جلاد خنجر کھینچے ہوئے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماردون کہ ایک

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ ہمارا بیان طلل
آئین مہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے
آئے مین لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اورنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو مین لشکر کشی کر کے جاؤن وہ گیسو بریدہ سب
زیادہ بیقرار ہو یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوے جاتی ہو کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہو اُدھر کہان جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر مین چلو
جنگل کو طی کر کے آتی ہون مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے
ہو مواج نے ذرا منہ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر
پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا کہان جاتا ہو ارے میرے سامنے سے
لیے جاتا ہو سمک اور بھاگا مواج نے وہین سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیا
چہرے سے اُڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونون کو گرفتار کر کے
سمک کو بیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا لے یہی بیان گرداب جادو بعد جا
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر مین پھر رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آ
صاحب اکیلے گئے ہین طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہو سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یکہ و تنہا
خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائین کہ یکایک سمک سے باتین کرنے کی آواز آئی گرداب نے
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے لائے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے
مبارک ہو کہ مین طلسم کشا کو لایا راہ مین اس مکار نے تمھاری صورت پہ عیاری کی مگر
پہچان لیا دونون گرفتار ہوے جلد میدان قتل کی تیاری کرو کہ ان دونون کو قتل کرو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُ
دارین استادہ ہونے لگین جلاد شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہو کہ لاؤ طلسم کشا
کرین مواج نے اُسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہو سمک ہوشیار ہو مگر رو رہا
دیکھتا ہو کہ آقا کے جسم مین صرف زرہ ہفت جوش ہو کلاہ و تیغہ قبضے مین مواج
مواج تیغہ ہاتھ مین لیے جلادون سے کہہ رہا ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا

اسی نقب مین پھاندا نقب کو طی کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا مہرہ نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور برسر طلایہ ہے
سمک کو دیکھ کر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون ای شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ ای مہتر والا گہر یہ کام مواج
کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہ ہی آ کر آقا کو لے گیا یہ سنکر سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہ کے سمک بھاگا تلاش
مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی
موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اترا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اٹھے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
آوازین سن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام صحرا
باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوے نتھ ناک مین گھبرائی ہوئی
کھڑی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمھارے مشتاق ہو رہے ہین
سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہین خالی نہ پلٹین گے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

قتل کر رہا ہی منھ سے نہین بولتا آنکھین سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے کر گالیان
دے رہا ہی کہ مواج و گرداب کہان ہین یہ سُنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام
مقدسے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے مین گھس آیا دیکھو
کیا حال کرتا ہون تلملاتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار مبہوت
شہر سکوت تیغہ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہی کہ مواج کہان
ہی کہ سامنے نہین آتا قصر مین گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونون
ہین مواج نے للکارا کہ او منقار کیون دیوانہ ہوا ہی تو نے ہزارہا بے گناہ قتل کر
کو نہین روکتا یہ کہہ کے مواج نے گولہ مارا گولہ گردان دو سو کے پھر اسپ پر سایہ
دیکھا اسپ نے کہ منقار تلوار نیام مین کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا
کہ ای مواج مین اپنے ہوش مین نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہمارے اورنگ نشین طلسم
کے ساتھ ہی اُسنے مجھپر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ مین آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجالاؤن جا
ہمارے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤن یا طلسم کشا کو سزا دون مواج نے کہا کہ ای منقار
تم نہ جاؤ نہین معلوم تمھارا کیا حال کریگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹو گے یہ کہکے منقار کو
ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون فوراً قتل کرونگا
خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا یہ کہہ کے مکان سحر مین گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ
پر پروانہ پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا دور
بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر
ہین جملہ سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا
طلسم کشا خاصہ نوش کر کے براے آرام چلے مواج ایک گوشے مین آیا نقب سحر کھودنے
مین مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب مین پھاندا چہرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا
مین توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہین سرہانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ
رکھی ہی زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر اسنے اول تیغہ و کلاہ اُٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے
طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی مین زرہ اُتار نہ سکا بقچہ کمر مین دیا اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا	میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت	نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھین سُرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہمانے اورنگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہو کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زمانۂ فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمایئے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھایئے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمپر حاکم ہو اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعۂ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لے کے بخیر و خوبی پلٹو تو بھونری بھر جائے بس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سُنکر منقار چہکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعتِ سعیدہ ہو بلکہ یہ دن ہزار عید ہو مین ابھی جاتا ہون جا کر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دوسرے رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کمیدان و رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار یہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجا لائین گے سر اس ناہنجار کا لائین گے دوسرے افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دوسرے سردارون کے سحر کا ٹل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہو رعیت شاہی کو

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ نکل جاؤن مہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا
یہی قصد ہے کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ
پیلتن مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے مہلال کو جا
دیکھا نعرہ کیا۔ نعرۂ علمشاہ
منم صف شکن تیغزن پہلوان

علمشاہِ رومی شہ فیل زور
منم نورِ علیین صاحبقران

کہ بر تخت مرزوق افگندہ
ملکہ ہماے اور رنگ نشین

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین کنیز اسکو سمجھا لیگی دیتی
ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے جھولی سے
نکالے انپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے منہ پھولون کا
برسنے لگا منقار نے اٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ
ملکۂ عالم مین تابعدار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے

شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے

سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر
شرط کی اسنے محبت کی ادا میرے

کفِ افسوس ملا کرتے ہین اس ننگ سے وہ
اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے

ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے

سختیان ہجر مین تیرے جو اٹھائین مین نے
دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے

دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا
نام میرا نہ کبھی اسنے لیا میرے

ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین
نہ رہی انکو ذرا شرم و حیا میرے

نہ ملی مجکو جو معشوق سے اک دن راحت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے

مجھسا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اسنے نہ لیا میرے

مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے
خاک اڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے

نہ رہا عاشق و معشوق مین الفت کا مزا
اور ہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے

دل کہدے یہ اُس سے طالب دیدار ترا ہی | ذرا صورت دکھا جا وقت آخر اب ہم شماری کا
برہنہ دخت رز کو حضرت زاہد اگر دیکھین | اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
ین بولی جو بعد دفن مین تربت مین گھبرایا | کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے میری غمگساری کا
بیگی ترک ہو جائیگی پیری جبکہ ای سطوت | جوانی مین بہت مشکل ہے چھٹنا بادہ خواری کا

صاحبون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم مواج کو پیغام دینگے وہ جبر آئیگی تو اپنی آپ کے سپرد
دینگے منقار کہتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ ہما سے اور نگ نشین کو اپنے ہاتھ مین
دیکھون مین نہایت پریشان ہون یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا
عرض کی کہ جہلال سرکش اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہے عقب مین رستم مع ملکہ
ہما اور نگ نشین کے آتے ہین نام معشوقہ کا سنکر منقار اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ
میرا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہما سے اور نگ نشین پر قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار
لشکر لیکر چلا یہان جہلال ایک مقام پر آ کے اُترا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ منقار
ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھسے مقابلے کو آیا ہے ہرکارے
قریب گئے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہے پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسنے
طبل جنگی نہین بجوایا جہلال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہے کل طبل جنگی
بجائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا بہ ارادہ شبخون
آ کے لشکر پر جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہین ملنا مین خیمون کی کاٹ دیتے
ہزارین پامال کرتا ہوا قریب خیمہ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکارون نے خبر دی کہ منقار
برائے شبخون آیا ہے جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہے
خیمے گر رہے ہین منقار لڑتا ہوا آتا ہے جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا
منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا
بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار مین تہلکہ پڑ گیا ہے جہلال
جہلال دوڑتا پھرتا ہے لشکر پر منقار کے گھیرا ڈالدیا جب گولہ مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے
منقار چاہتا ہے کہ مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جہلال نے گھیر لیا ہے رات بھر لپیٹ [illegible]

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان مین بیٹھا
زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین
طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحرائے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار
ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر
مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما
اور رنگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گر
جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے پودری فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم
کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط
باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلط
مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اسکے عرض کی کہ ای مواج سمندر نشین
رستم نے صحرائے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور انکے ساتھ والے بھی رہا ہوئے
اب مہلال سرکش اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آپ کے قلعے پر آتا ہے
یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا تھا یہ
بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین ملتا

اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تجمل مجکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا — چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے — ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے — لکھا ہی مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا
ارادہ ہی فلک سے بیچے مہر و ماہ کے ساغر — نہایت اوج پر ہی شوق انکی بادہ خواری کا
جہان مین ہی ترا حسن خداداد ای صنم ایسا — کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگزاری کا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین — بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا
تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو — مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

نکال لو مین پھر تمسے براے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو
خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوئے پندرہ ہزار نے بدل و جان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اُسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے ترنج و نارنج لیکر
مارپڑے جہلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہو کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم
لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جہلال سرکش و تصویر دلکش و ہماے اورنگ نشین
و سماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدہ رفاقت ساتھ ہو مقام صدر
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہماے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمھارے
مان باپ کو پہونچینگی یقین ہو کہ سلطان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین
ہما نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا گر یہ خبرین بھی
اُسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جہلال نے کہا کہ غلام اٹالہ بارگاہ کا لیکر
بڑھتا ہو آپ وقت پر آئیے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جہلال سرکش اٹالہ
بارگاہ کا لیکر طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ
کیا عقب مین جہلال کے رستم چلے سماک بن عمرو ساتھ ہو گر حال نکبت مآل گرداب جادو

جھاڑ معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین فتیلے بندھے از
تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ ای شہ زور اب وقت
جنگ ہی اب کیا درنگ ہی شہ زور بھی بہ مجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہہ رہا ہی
بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہی دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین ...
اگر قدرت مدد کرے تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو معروف کارزار ہوا ایک طور پر
ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ
ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہی پہرون ہانپتا ہی چہرے کی یہ کیفیت
کہ ماتھا خون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہی دوپہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
شہ زور کو ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے
شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ سینے
کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر
اُٹھا لیا لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چرخ دے کر زمین پر مارا سمک
دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور
نے آ کے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم
لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہی آخر جہلال سرکش گولہ پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ مارا کہ
جوانون کے سر پھٹے ملکہ ہماے اورنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی
آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا
کہ کیون ای پہلوان دوران وای گرشاسب جہان اگر کچھ زور مین اور حوصلہ باقی ہو دہ

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ اے رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آ گئے
مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کیونکر بچو گے تلوار کہین قبضے سے مردان
کے نکلتی ہی یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستبان
ساتھ زبردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے
آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہی پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چیت کرون
مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا تنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی مین
کہتا ہی کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارو
زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ اے
رستم شاباش ہی خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہی کل میرے تمھارے
اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ اے شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جاوینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آ کر
آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون
کو رات کا دن کر دے کیا دیر لگتی ہی یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی
کرو لڑائی الجھ گئی جہلال سرکش نے پڑھ کر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے
ایک طرف سے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری تیلیان قندیلین لیکر
موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان
شہ زور نے پیچ شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہاے صحرا

کرگدن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان
تمکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے بہت غرور
نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھر و
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم
شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمہارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے
ملکون پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کر لو بعد
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمہارا حوصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ د
اگر تمہارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرلینگے یہ سنکر شہ زور
خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی ا
ولشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر جہلال سرکش و ملکہ نغفور و تصویر دلکش
اورنگ نشین و سمک بن عمرو عیار یہ چند کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل
تین سو ساٹھ طعنین ردوبدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی
نے مرکب جمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمہاری سست ہی
ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہ کے نیزہ شہ زور کا کا نٹھا
کو اُڑا کے تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا
شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے
پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوے مرکب و کرگدن

شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی
چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا
دعوی ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سر فتنۂ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان
پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہین ہوا لیکن
پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہین پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہونے
جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہ کے بکبر ونخوت کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر
ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا رستم
لڑ رہے ہین فغفور و مہلال بالتصویر چمک چمک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے
دون کو مار اکثر بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چُن چُن کے رستم قتل کر رہے ہین
ہر اسے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا مین بہت
مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے نشو نشو
س پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو توڑ کا زیر کر کے اپنا شاگرد
آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار برسائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی
نہین ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کر کے تمھارے ساتھ
دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو
کر کے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سُنکر رستم تلوار پکڑ کے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیزہ
نے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان وای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے
ن آئیے تیغۂ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب چمکایا باگ پھیر کر
اُسنے شہ زور کے آئے تگاور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
م مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس تگاور پہ ناز نہ کرنا

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہماے اور نگ نشین ۔
کہ دیکھو اس بیچیا کا کیا حال ہی دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہی اب مین اسکو حکم دیتی ہوں
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار
دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے
کرو میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے
نے سر اٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون
مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہی کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لا کر سامنے ملکہ
پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سواے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی
نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہو کر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہی سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا
قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران
اپنا افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی مجھے زبان لڑاتا ہی دیکھو کس آزادی سے
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکار
کہ یارو مجکو نہ روکو معشوق کا حکم بجالاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل
صحراے زور آور ان کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اسکو ہرکارون ۔
دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحراے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہی تیمور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہی کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسی کے
روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر
ایک ایک انمین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ مین جا کر طلسم کشا

لال سبز کش کا گولہ بیچ مین آکر بیٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور راگ ہوا تیغہ ہاتھ سے
ڈٹا ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے
ہو یہ کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونون نے مل کر جو سحر کیا پھول
نے لگے بلور کے چہار جانب پھولون کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھیں سرخ ہو گئین
رنگ رو متغیر مشر ددو متحیر یکایک بیقرار ہو کر پکار اٹھا۔ قطعہ

جو م درد و غم تشویش پر دل مین نہین — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
ان افروزی کی او گردون ہوا دلیس نہین — کچھ سواے خاکساری آب اور گل مین نہین
لم وابرو گوش و بینی ہین نہ غنچہ ساو ہین — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال — جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
ن نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدے — میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین
ہی جسکو کر دیتا ہی کام اسکا تمام — نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
ب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
ح سے دست و گریبان تہ دریا مین ڈھونڈھ — گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین
مرون لاش اس کوچے مین گڑ جائے مری — آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل مین نہین
لو گردن مین پہن کر کب گلے میرے ملا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
وہ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نابلد ہی راہ سے تو پھیر منزل مین نہین
ربان ملتا نہین دے کون مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل مین نہین
لہ اللہ جذب الفت لے گیا انکو سقر — وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین
لا آگے رہنا تنہا نغمہ پیرائی کرون — ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

شعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر وہما و جہلال زمین پر اتر آئے ملکہ ہما
لے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے
ہماے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا
ں سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے

طلسم کشا کو مار تو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو برید
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ ابتک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب
آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہی اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی چمک چمک کر لڑ رہی ہی یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمپر سحر کرتی ہی زمین پر نہین گرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری
ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہی آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین طلسم
سے جو نگاہ ملگئی اشارون مین کہہ رہی ہی کہ ای شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہی سحر
بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پر گری ہون اٹھ نہین سکتی کنیز تک تشریف لائیے
طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون فغفور کو اٹھا
لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوئے کھڑے ہین جہان ایک کو قتل کیا دس
آکے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہے ہین
جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارو یا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ
نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھبرا گئے ہین
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوے پہونچا چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون فغفور نے اس و
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے افسوس ہی کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے آ
سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری فوج
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم جہلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ ہما
اور نگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینون نے مل کر

پ رہے ہین اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بُلا سفاکہ کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی
ای فولاد مردار خوار اس پتلی کو آگے روک یہ میرا پیچھا نہین چھوڑتی صحرا سے ایک پتلہ
واز دی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہان جاتی ہی آگے نہ بڑھنا
کیکے سامنے آیا نیمچہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا سر پہ نیمچہ پڑا سر اُٹھا خون کا نکلا وہ خون پتلے
گرا پتلہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفاکہ دیکھا تو نے جو تیرا
مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاکہ نے چاہا کہ
نے کو بھاگ کر بچاؤن لیکن اُس پتلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاکہ کسی طرف بھاگ نہ سکی
لی نے جھپٹ کر اس طرح نیمچہ مارا کہ سفاکہ کو کچھ نہ بن پڑا نیمچہ سر پہ لیا نیمچہ کا سر پہ پڑا
فاکہ کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سفاکہ کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
لی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفاکہ مردار خوار
د جہلال فوراً جھپٹا پتلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز سامری کیا کہنا کس
فن سے سفاکہ کو مارا بھاگنے نہ دیا پتلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعونہ کیا ہی جس روز سفا
ہفت پیکر کے جلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوگے اور طلسم کشا کے پاس
ج ہوگی اُس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ
تی ہون مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہی تمھاری خدمت مین حاضر رہتی ہون
ن وقت جو کام لو سر سے کرون جو حکم دو بجا لاؤن جہلال سرکش نے پتلی کو جھولی مین
ل لیا پلٹ کے آیا آکے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
بھی معلوم ہی جہلال نے کہا کہ یہ خبر مین نے پائی ہی کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہی مگر خدا
مدد اُنکے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیون سے بڑا
طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہی اب ہم لوگ چلتے ہین فوراً جہلال سرکش نے
ت سحر تیار کیا جہلال و ہمائے اورنگ نشین و ملکہ تصویر دلکش و سماک بن عمر
ت پر جہلال سرکش کے سوار ہوے جہلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہان تیمور کی مدد کو
ور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگرون سے آیا ہی اُسنے آکر آواز دی کہ ارے گھر کے

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہی یہ کارد
سینے پر پڑیگی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہین ہی بس یہ کہکے ایک پتلی
جھولی سے نکالی سامنے کر دی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے
پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار گذر رہی پتلی تڑپ کر
پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی مین کنیز سامری کہلاتی ہون
عجائب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہون یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپ
چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ اے جہلال کیا حکم ہوتا ہی جہلال نے ہاتھ کا
خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیمچہ ہاتھ مین
وہ نیمچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہر چند چاہتی ہی کہ روکون گولے پھینکتی ہی ماش
دانے جھولی سے نکالے اور اسم سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکے مگر پتلی پر جون جون سحر ہوتا
اور زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہی تڑپ کر سفاکہ پر جا پڑی نیمچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر
آگے کیا نیمچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو تھام لیا لاکھ پتلی زور کرتی ہی نیمچہ سپر
نہین چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہر چند کہ تو برسون خداوند ہفت پیکر
کی خدمت مین رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو مین نے گرفتار کیا جہلال نے
اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو مین لیکر پھینکا آواز دی کہ اے کنیز سامری اپنے کو سپر سے
پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا نیمچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہر چند کہ سفاکہ
ہی مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے نیمچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے
کیا کہ کئی پتلیان فولادی پتلی کے روکنے کو آئین پتلی نے ان پتلیون کو بھی مار ڈالا ٹکڑے
زمین پر گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہی کٹے ہوئے ہاتھ کا خون
ہی جو قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اس چنگاری کو منھ مین رکھ لیتی ہی کہتی
کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کہان بچیگی مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقا
نامدار و مولا نے قدرشناس نے حکم دیا ہی کہ سفاکہ کا سر لاؤ مین تیرا سر لینے آئی ہون
تیرے مددگار بھی تجکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے پڑے

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

[illegible]ست اندر اختیارت ہر درون ہر برون | صانع عالم توئی اے خالق چون وچگون
[illegible]وز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون | بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

[illegible]وچہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ | تحفہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
[illegible]یش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ | در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منسلک ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

[illegible]لہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو اپنے [illegible]ی مین کہتی ہو کہ اے ہیہات اور رنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم مرتے دم [illegible]ال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا الیقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائین کہ ہماری [illegible]ہر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی [illegible]رماتی ہین کہ اے مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہین [illegible]ہتی سفاکہ چاہتی ہو کہ جلادون کو حکم دون دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اڑ جائین [illegible]ہ زمین شق ہوئی جھلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ [illegible]و ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جھلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونون جلادون [illegible]ے سر اڑ گئے جلادون کا مر کر گرنا تھا کہ جھلال سرکش نے سفاکہ پر گولہ مارا سفاکہ نے [illegible]اتھ ہلائے برق چمکی اُس گولے کو اُلٹا پلٹا یا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی [illegible]ور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف [illegible] دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رکتی ہو مگر کچھ زور نہین چلتا [illegible]صویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا ایسی زخمی ہو کے کہی [illegible]سفاکہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کار سحر نکالی چاہا کہ کار روائی کرے جھلال نے فوراً تصویر

ایسا سحر ہوتا سفاکہ نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیار رو کی
ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سمک
ہان ہان کرتا ہی کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہے
نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سمک اٹھ کر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی
ناعیار کہان جاتا ہی سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی
قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر
پر مارا سمک لڑکھڑا کے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ و غبن
سمک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہوگیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سمک
دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا
کا عارض نیلا ہوگیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر
تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا
سہمائے اور زنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سر کوب کہان
جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاکہ
آئے کہا کہ اے ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے
یلداقی نے بلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس آ
آسمانی سے بچالے ۔ نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را
سبزہ را سرسبز کردی تیز نوک
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی
انقلاب دور دوران است در دست تو
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام
ہیچکس را نیست در فرمان تو چا
آب و آتش را نمودی قائم اندر
برق را آتش فشان و ابر را ساختی

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤن جمال جہان آرا کو دیکھون ـ

نظم

ابود دور زبان آباد باشد دار عشق — محکم از سد سکندر کرد حق دیوار عشق
صورتِ مطلوب از خود مینماید چارسو — صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان گر کند از دادن جان ہم دریغ — از زبان و قتیکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقفِ حق گشت از فیض حقیقت مستفیض — محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
گر دمند درد دل را گر شود صحبت نصیب — گر رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بصمصام محبت خم کند — سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق
بشکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا — ہر کہ بر گردن نہ بندد ہمچو زنار عشق

ملکہ دعائین مانگ رہی ہین سفاکہ نے نیمچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی ہی کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمورہ نے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمورہ نے آپکے آداب و تسلیمات عرض کیا ہی مراد اُنکی یہ ہی کہ آپنے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہان تک کہ ہاتھ کٹوایا ہمین لیکر ملکہ ہماے اور تاک نشین کو بھی آپ بھیجے عاشق و معشوق اب ہی مقام پر قتل ہون وہان تماری میدان خونی کی ہوگئی ہی فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی حقیقت مین تیمورہ نے بڑا کام کیا پہلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چھینی زرہ ہفت جوش کس تکلف سے اُتروائی آخرکار گرفتار کرلیا سفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجکو حکم ہوا کہ جاکر ملکہ سفاکہ کو لا کہ انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل کوہ عجائب پر ہمین روز میلہ رہتا ہی تیمورہ کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت پکڑو تو تیمورہ نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کررہے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ آج تیمورہ نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید
مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک
سب کو شاد ونگی مین ملکہ ہمارے اورنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجا
مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین سحر
گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے
سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ا
کب مانتی ہو کٹے ہوے ہاتھ کا خون لیکر چھینٹا مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جل
اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا
مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہی کہ ملکہ ہمارے اورنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی
یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھنا شعلے ہمارے نالہ آتشگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب ا
چشم کم سے خاکساری کے یہ مضمون دیکھیے
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوانو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر
سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر
ہین ملائک یہ جتنے والے تری تصو
دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی میرا لہو
حلقۂ زنجیر ہین جو ہر مری شمشیر
رٹ لگی رہتی ہو تیرے نام کی وحشت مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر
اسقدر روئے ہین معشوق سخن کی عشق مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر
کہیو ناسخ کی طرف سے اُس پری کو یہ صدا
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان
بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھ مین عشق
تیرا اُتارے دیتی ہون میرا تو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا
کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آ
قفس تو زمین پر رکھدیا نیمچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہمارے اورنگ نشین نے اپنے

فتے خون کے جسم پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جھپٹ
یٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب لوٹ پڑو
سم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اُتار لو یہی
ت ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤگے فرداً فرداً کے قتل ہونے سے تو
ات پاؤ گے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب د
ی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار اور
گے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
ان رعنا نے زرہ کے طوق سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت
ے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال معیت
اہ ہماے اورنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ
یا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر
واز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مار
لکو ملکہ ہماے اورنگ نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہہ کے دوسرا
ملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
ا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اُسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو
تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اُسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہی تڑپ پھڑک
رہی ہی کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت بر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
ب تیمور سحر کرتا ہی فغفور پشت بر طلسم کشا کی آجاتی ہی علمشاہ تیغہ چمکاتے ہین ہر مرتبہ
فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جن کنیزون کو فغفور دیو
ند اٹھانے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور سفاکہ
ردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ اُمید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت
ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ بات
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تو دۂ دل تیر دل دوز ہے بانو
کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہو سکے قفس سے نکال دو زبان سے کبھی سوزن نکا
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اُس شہریار کو بچاؤن نہین
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قید سے رہا نہین
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبر
ہے مگر یہ سُن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہ
عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار
چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہو سکیگا بچاؤن
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ
محبت نے اِس مہ جبین کا کیا حال کیا یہ کہہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون
چلی کنیزین بازو لبط و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا
ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ٹوٹ پڑو
سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ
پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیر لیا
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرلو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہا
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا اگر دلاشئے ساحرون کے بیچ مین

روز گل ہاے انبساط کا جوش	ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش	چشم الطاف چارہ جو باہم
نگہ ہاے آرزو باہم	دمبدم تازہ محفل آرائی	دل دہی دلبری دل آرائی
سقدر تشنہ کام آب وصال	کاسۂ چرخ جام آب وصال	دائما ساغر و سبو بیکار
ستی اشتیاق بوس و کنار	راہ پر اپنے آسمان نہ رہا	زہرہ بر جبیں کا نشان نہ رہا
رھا ہی شوق دشت و چمن	اپنے دعاے پر آگیا گردون	اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
دلم دوران کا ماجرا یہ ہے	دونون کو حسب مدعا دیکھا	چشم بد دور اسلئے کیا دیکھا
ربانون کے منھ پڑھی یہ بات	خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات	بذلہ سنجون کو اک بہانہ ہوا
ھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا	دیکھنا عشق کی فسون سازی	کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

	اقربا کی نگاہ مہر آلود	دست دشمن مین تیغ زہر آلود	

آواز سُنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہو کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہو کہ
جی کو برماتی ہو ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پر سوز ہو کہ دل بیچین ہوتا ہو
کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون درد رسیدہ قید ہو کہ جسکی باتین سُنی
نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے
آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب
آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے
لڑائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ اے پرسان حال غریبان و اے مہربان حال بیکسان کیا
حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون
دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہو خوف آتا ہے کہ
بیانہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہرچند کہ بربادی اپنی منظور ہو مگر
اسکا سراسر قصور ہو تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو
خدا اُنکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہان تک پہونچائے ہم نوبت بجان دکارد
استخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی چاہتے ہین
وقت اپنا قریب ہو یہ سحر دان کشیدہ بد نصیب ہو شاید جمال بمثال دیکھ لین

اس صحراے ویران مین کھڑے ہین کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر
قوی تن وقوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک وچست
برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے و تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے
نے آواز دی کہ سنم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا مہلال کو
سے کیون بلا یا رہائی کی تدبیر آلبس والون نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا
اکناف کا وہ واقف کار ہی سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بصحراے محیط لیجائیگا
کا بتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہی گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر
چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے
جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ
اُن ہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار
پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز
پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم
کو بچا لیتے ہین تیغۂ ہفت جوہر چمک رہی ہو کلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور
تھا تو ہماے اورنگ نشین کو قفس مین بند کر کے مکان تنگ و تاریک مین لٹکا
نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت
بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آکر پہونچین فغفور گوشہ نشین سے نے پوچھا کہا
کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب
گیا مین اسوقت وہان گیا تھا جہان مہلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب
مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا
فغفور درزند انخانے پر بیٹھی ہو کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صد
دردناک سے کوئی درد رسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش حسرت فتنہ دولت بیدار	مبتلاے فزائش دکاہش آخر آرام آگیا جی کو	ہمدم وہم مزاج لبل چھوڑ کر غم چلا گیا

لتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
ال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہے بیقرار و مضطر ہے اس زور سے
ویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے
ب آکر بال پکڑے کہا تجھکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
ال پر روئیں اور مجکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اُڑون اور لیکر بلند ہون
سم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے
ک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا بایان ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اسنے ایک چیخ ماری کہ زمین
لزا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
ے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلۂ
ش نکلیں رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
ے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے
ریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
ہر ہو کر تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رُکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو
یا عجب حال ہے دم بھر میں ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مار یگا پناہ نہ دیگا میں جاتی
ن اس متغنی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اُٹھے یعنی ملکہ ہمارے
ور نگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اُسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اُسکو اسی کے ٹھیرے ہوئے
ہ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونون پاؤن مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا
ڑ گیا سب کنیزین بھی اُس غار میں بھاند پڑین طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ مین بھی عقب
ین سفاکہ کے اُسی غار مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصّے مین گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے
ہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار مین نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
کر سکتی ہے غلام فوراً جاتا ہے یہ کہکے مہلال سرکش اُڑا یہ پرواز پیدا کر کے چلا بعد نکل جانے
نیزون کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہے سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر سماک
ے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا برائے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑ پھڑ
اڑنے لگی جبپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھکر سماک و جہلال کو رہا کیا سکھ
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مرکر گرے لگے
کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہوا رے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
یہ رستم ہو صاحب شوکت و حشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے
فرنگستان مین چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا
آج تک قارون دار قعر ضلالت مین غرق ہو اسکی جرأت مین کیا فرق ہو خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصّے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے سُرخ
گرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ کے
کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر ماش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے
مروان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو جھکایا پیترہ بدل کے
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر سحر کے
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سراب جادو
یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل
اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہان تک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحرا
محیط کا نام لیا عیار بیٹھا سُنا کیا اب اسکے بعد یہی وہان لیجائیگی ہرچند کہ تو جادوان بڑا
زبردست ہو مگر مین سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + جلاد کھڑا
ہو رہا ہو کہ ای ملکۂ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم
کرونگا قتل کرنا میرا کام ہو جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ
نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہو افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے
محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون
کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اس وقت دونون مدعا اس بعالم یاس قضاے کار
تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اُڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس
جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اُتارا کہا کہ حضور یہان ٹھہرتا مین جا کر خبر تو لون دیکھون
سراب کیا کر رہا ہو رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو
بدم کہتا ہو اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہو سفاکہ جواب دیتی ہو کہ ای نور نظر مین خاطر
سے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہو لین جب عورتین مکارہ وحیلہ ساز وشعبدہ باز جائین
اور طلسم کشا کو لگا کے لائین تب مین جانون کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے
یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے سر اُڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے
للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہو تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی
یہ کہکے گولہ مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلے بھڑکے
تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیے
خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہو ہونٹھ کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین
سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے
سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے رستم آتے
ہین اور آواز دی - نعرۂ رستم پیلتن

منم شاہ رومی شہ فیل زور ‖ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ‖ منم فارس عرصۂ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار ‖ منم قاتل کافران جہان ‖ منم نور عینین صاحبقران

سمک وجہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب
نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کر
سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا
معین و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ
خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہوجا
سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم
عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا
ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ
تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دار بن استادہ ہوئے
جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون
سمک نے بیقرار ہوکر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز و ای بندہ نواز
تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کریم و رحیم ہی۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع — شد اندر خانۂ دل جلوہ گر
گہ اندر راست وچپ جلوہ نمودہ — گہے شد جلوہ گر زیر و زبر
رخ اندر مطلع ایجاد بنمود — گہ از شمس و گہ از روے قمر
بچشم اہل بینش داد جلوہ — گہ از شام و گہ از نور سحر
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت — گہے پرتو فگن گردید در
بہر دل پرتو انوار بخشد — بہر دیدہ کند روشن نظر

بیقرار ہوکر سمک دعا کر رہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ
کا مار دو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے مہلال کو بھی لاؤ جب تک
وہ ظالم یہان قید رہیگا خیرخواہان طلسم کشا برائے رہائی مہلال آوینگے تدبیر رہائی کر
وہ بھی قتل ہوجائے چند حبشنیان گئین قفس مہلال لیکر آئین قفس سے مہلال سر کشیدہ
نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد دست کش بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی۔

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
ے پاس آئی کوئی خبر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ
قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ جہلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہی چند شعر
اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُنیے گانا کیا ہی
سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی
ہے قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال
ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہوجائے سفاکہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل
سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحراے گرداب نشان
طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم کشا
قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحراے محیط مین پہونچے لوحداران جبا دو خود
خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرون اُس وقت
طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح ملیگی طلسم کشا
صحراے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ
مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا
کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہوجائینگے سماک نے یہ باتین
سنین آج کان مین نام صحراے محیط پڑا جی مین کہتا ہی کہ ای سماک اب خدمت آقا مین
یہ ذکر کرونگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند غفلت کا
وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
نوشخرام کے سپرد ہی مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کرو
سماک کانپ گیا مگر بمجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین
سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہی — تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعا
لبون پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہو — مریض عشق محبت کا تیرے حا
اُڑا ہے طائر رنگ رخ پر یرویان — حضور صل علے آپ کا جمال
عیان ہی سینۂ محبوب سے عروج شباب — پھل آیا نخل مین کیسی حُسن کا ک
رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی — دلا لبس آہ رسا کا مری وبال
نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا — گیا وہ غیر کے گھر پہ فقط ملال

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خو
تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بناکر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مو
مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزارہا روپیہ مین نے پایا اُستادون کو دیکر یہ کمال پا
یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور صحبت مین بٹھائیے
جمائین مین ساقی گری کرون سر سے شراب پلاؤن منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن
سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ ای قاصد خوشخرام یہ کما
بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک
کنجی لی چاہتا ہی میخانے مین جاؤن کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا
پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس
پہنے ہوے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آ کے زمین پر اُترا چند کنیزین بھی بیٹھ
وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اُتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہر
اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اسفاکۂ آدمخوار نے کہا کہ ای فرزند اس وقت
جہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اُسکو مین نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی
مضطر ہی مگر شاید اُسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا
نادان بنکے پوچھا کہ ای جہلال سرکش قید خانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو یہان سے
نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اُسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت
مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا معاد

ام ملیگا سماک یہ سُنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا
ھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
ک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ ای برادر تمھارا
انام ہی کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی
اج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے
تے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کردن طلسم کشا
تے ہین ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتون مین لگایا باتون مین
کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
لی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ
ل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے
دم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سماک نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ سراب
آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام
ہی یہان بلالو خادم آیا سماک کو بالاے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر
کلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحراے سراب آباد
اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کون
ین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور و
از طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے
کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے
مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ
ا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے
گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گائنین موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین
اب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سماک بایان کھینچکر سیدھا سیدھا ٹھیکا بجانے
لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی۔ نظم

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہی کہ اے
بیحیا کیا تیری شامتین آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جلیبور اپنے ہوش مین نہین ہی ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھ
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جلیبور کے دو ٹکڑے ہوے
مین تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور ماڑونگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہی کئی افسر بار
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تصویر کے جاتا ہی ادھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت
پر روکا عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا
تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب
تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہی تصویر نے شرم کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت دیا اس مین دل
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جلنے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہی کہ تیمور جادو قنطور
بڑا بھائی ہی جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اسکو جل کر رہا کیجیے دوسرا جادوگر اسکا
اسی کے پہلو مین رہتا ہی جسکی قید مین ملکہ ہماے اورنگ نشین ہین جل کر اسکو
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو مین جا کر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کر دوں
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اسمین گرد اڑتی ہوگی گرداب
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہی جب اسکو مار و گے تب نگہبان

...نا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر ہی پر
...ر گیا کہ زمین نے پائون تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ
...ینچ کر چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہو کہا ہو خداے نا دیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا
...تھ سے اس ظالم کے بچالے اُس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ
...ف وروے تصویر دلکش اُترا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پائون مین رعشہ عالم یاس
...و اس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا
...ی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخش ہو تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران
...ی کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا تصویر پھیر
...ف چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جلیبور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال
...ہ مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچاؤن
...ون پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا ہاکہ ہاتھ ڈالون تصویر نے
...چھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اُسکے جلیبور
...ر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جلیبور کی سُرخ ہوئین ہاتھ پائون مین رعشہ آیا قلب تھرایا
...یاب ہو کر پکار اُٹھا

نظم

...ق پر آپ ہین عبث مغرور
...ریار دیکھ بھال نہین
...م کے منھ سے بات کیا نکلے
...ر زور سے غضب و صال نہین
...جر مین ہو گیا و صال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہو جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقتِ مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہو
پھر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہو جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہو فرق
اُنکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا یا تنگ
وصل کا آپ سے سوال نہین
اے جان جہان و اے آرام دل

...شتاقان میری تجھپر جان جاتی ہو ایک نگاہ پھر اُٹھا دے آہوان چشم نے مجکو شکار کیا دل کو
...ب بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون
...لیبور یہ سُنکر جھپٹتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا و قنطور بے ادب
...نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اوٹھا یا رستم تب اپنے جسم سے دور کر جا
تصویر دلکش نے تینون یہ چیزین اوٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر
تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کر کے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ یو رستم لقب دیگر | علمشاہ رومی عنبہ فیلزور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے جو رستم کو جنگ

مصروف دیکھا حقہ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم
بڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہین قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر
دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہاے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افت
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے
ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اسپر
ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اوسکے پاس پہونچ گئین اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مولا
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحراے حسرت
مین بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے اوڑی جا
نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم
کا لاشہ جو گرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے
مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولون کے پامال طائر
زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پا کر زمزمہ سرائی
مصروف تھین یا منقارین بند دل دردمند دیوارین گر رہی ہین قنطور نے جو لاشۂ نسیم کا
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا لڑ رہا ہے طلسم
پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی سحر تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش
سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا ڈالا جلنا موقوف ہوا
چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کر دن ہن تصویر کو صفحۂ

و مالک صحرائے حسرت انگیز ہے طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنایا زرہ
مین لی تمعین پیغام لیکر جاؤ قنطورہ کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
یہ ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرلے تحفہ جات
وین موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہے مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
شوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور مہلال کو قتل
کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوندی مین بھیجین
کارخانۂ خدائی سُست پڑا ہے رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوے
پھر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کرین جلد
پنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سُنکر تصویر دلکش اُٹھی یہان قنطورہ و نسیم
نے انتظام کیا ہے کہ کنیزین آمادۂ قتل ہین ایک کنیز سر پر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہے اور دو
کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزون نے
رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان پر
ی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی مین کہتی ہے کہ ہے ہے کیا غضب ہے معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہے جس وقت وہ کشتۂ حسرت وہاں سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین جب
ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر مرگ
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کرینگی سامری نامے مین بھی یہی مرقوم ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہے کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہو گی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یون قتل ہوتا ہے
یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین قریب رستم کے
کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سمک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابکی خود چماک کر گری جس مقام پر

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخباروں مین لکھا دیکھا کہ عمرو
نے اسی عیاری پر سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہو ہزارون بلائین نازل ہونگی
دشمن ہونے مین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو عجب بجا یہی رنگ ہو ہر مقام پر یہی
ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہو لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی
نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان
کنیزون نے میدان قتل کی تیاری کی کنیزین خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین لیے گھیر رہی ہین
خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت
ہو طلسم کشا اور سمک کی یہ صورت ہو کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے
الملک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچا
اوران دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمندر نشین پہلو مین گرداب کے
جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہو اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہو گرداب
باغ آراستہ کیا ہو مسندین درست کنیزین چالاک وچست معاجبین حسین و
گرد بیٹھی ہین صحبت عیش وجلیس آراستہ مواج خوش بیٹھا ہو ملکہ ہمائی دایہ کی بیٹی
تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہو مگر ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کے واسطے ملول وحزین
گائنین جو گا رہی ہین جب ہنگامۂ عیش ونشاط کو ترقی ہوتی ہو تصویر دلکش کا عجب نقشہ
سناٹے مین آجاتی ہو یاد کرتی ہو کہ کیون ای تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذر رہی ہو
وہ پروردۂ مہد ناز ونعم اُسیر یہ رنج وغم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے
جنگ مین معروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا
مواج نہ آجاتے تو پتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے
آکر پتلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ
تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اُٹھی کہ ای شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون
مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے
طلسم کشا کو مین نے قریب صحرائے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

ون وہ میکش محتسب مین ہون تو پہلے حکم دون | دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب
ر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہووین گل | تاک کے سائے مین اینڈین مست پھر لیکر شراب
صفائے قلب چاہیے میکشی کر اختیار | واسطے آئینۂ دل کے ہو روشن گر شراب
شوق سے داماد ہی پیر مغان کرتے قبول | خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
دستہ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب | گور پر ساقی کے بھجوا دون گھڑے بھر بھر شراب
میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہی | دیکھتا ہی سیر پر رندون کو پلوا کر شراب
غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے | خون دل پینا پڑے مجکو نہووے گر شراب
بکتا ہی تول کر پیر مغان سونے کی تول | ہوگئی ہی دَور مین اپنے تو آب زر شراب
مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو | ہی ابھی شیشے مین ای ساقی کئی ساغر شراب
حشر کے دن دیکھنا بدمستیان مجھ رند کی | گور سے کہتا اُٹھون یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے بتا رہا ہی قنطورہ جادو بنگاہ غور سمک یلداقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطورہ جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا مین اُسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے مین بہت مشتاق ہون تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر مار دون اسکا یون خاتمہ کرون بتعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ مین لیکر کچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطورہ نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اُڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا اور پاؤن زمین نے تھام لیے اب تو محفل مین ہلڑ ہوا کنیزین چیخین مار مار کے بھاگنے لگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی مٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگین سمک زمین پہ پڑا ہوا ہی قنطورہ نے کہا کہ کیون نسیم دیکھا تمنے میرا شگون سچا تو نہ تھا میرے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو
کہا ہو میرا بھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر وار کرین کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم
کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب
لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھ تو وہ اسقدر روتی ہو ڈر ہو کہ نگوڑی کا دم نہ نکل
سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہو آج تک کبھی اس
امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور
نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سمک دوڑا
مین آتے ہی ہلڑ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی
کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی بتلہ لیے جاتی ہو کسی نے گلابی
کسی نے قرابہ اُٹھالیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سمک نے وہ بیہوشی ملائی
رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سمک گھبرایا ہوا ہو کنیزون
جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہو کوئی
کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہو قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب
کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اُٹھی لڑکھڑا کر
گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہوگئین سمک بھی جلدی مین چالیس
کہ اُنمین بیہوشی ملا کر ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا
نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا
شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہو سمک نے آ کے
شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی - نظم

ساقیا بلوا تنک ظرفون کو جلو بھر شراب	مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہو اک ساغر
فصل گل ہو کھینچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب	بادہ کش یکمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب
ہو دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب	جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا	خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

دل سے دعائیں کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ ای
شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پیئین صبح ہوتے ہی
نشے کے جوش مین ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کرین کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتون
کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آتی تھی کہ طلسم کشا تا بہ صحرائے گرداب نشان
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بہ آرام سوئین گے یہ سنتے ہی قنطور
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون ای نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہی معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے مین عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت مین ہماری نہ رہے ہمین خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمھین کسنے سکھایا تمنے کیون ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو سمک تکے ہوش اڑ گئے
کہا ای سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آ گئی جہان یہ شکوک ہین ایک لفظ
کہتے ہی کھٹک گئے مین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتین
کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیار کا
شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہین سب ساحر دلشاد رہین سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہی مین نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالین سب عزیز
ذبح جائین گے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہین خداوند ہفت پیکر کی جان بچے
کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہی اسکے قتل کی
مجکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی مین پڑینگے ایسے قدرت مہربان
اسکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نہ کرین آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگایا کہا کہ ای شگوفہ صاحب کو شک ہی مین تو تجکو اپنا جان و ایمان جانتی ہون تو
کیون اسقدر روتی ہی سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہین باہر ٹھہرو مین باہر رہکر آپکے

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برائت تھی ہم لوگ خائف ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے میں خداوند ہفت پیکر بڑ دری فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی ای طلسم کشا یہ ملک ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائین اسمین ہین رازداران طلسم تمھارے شریک ہوسے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیئے تحفہ جات نذر پا گئے کہ تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین یہ خرابی ہوئی کہ دامنہ قلعہ مین تاہ اریلی اوری ہماے اور زنگ نشین ملنے وہ سحر کیا کہ افسون جان دیوانہ وار و وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سماک نے جو یہ باتین قنطور سے سنین بیچین ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای سماک ہمین تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہی اگر قید کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو قلب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پھر پھر کا معاملہ درمیان ہی ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائینگے کہ ای سماک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سوائے تیرے کس سے کہون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض — باغرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق — کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد بدانش دوستدار — یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان — ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کے دل دہند — گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد از و ہر صاحب صدق و صفا — بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال — ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہین مبادا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار — چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

کیون اُٹھائیے ہلکے ہوجائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کررہا ہی کہ اے
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہین کہ آپ سے زرہ لے لین پھر قتل کا سامان کرین رستم نے کہا کہ ای
نسیم ہمین زرہ بار نہین ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ مین مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم پر
آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل مین آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھ کر
کہا ای ملکہ ہمائے اور رنگ نشین تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس
موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار لیجیے تو تینون چیزین ایک مقام پر ہوجائین ہم لوگ مہلت پائین
ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے متحمل بالطبع ہوکر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ کے سب ملازمین
اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھین تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھولے ہرچند
سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ
لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغہ و کلاہ
رکھا ہی وہین پر زرہ بھی رکھی ہی تینون چیزین جب ایک مقام پر ہوچکین تو قنطور نے
آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمائے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے
اُٹھنے لگین رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر
اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے پائجامہ
بھاری پہنے ہوے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے
لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہان جائیے گا اب یہان سے
جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُڑا تھوڑی
دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ہتھکڑیان اور پانوٴن مین بیڑیان اور گلے مین
طوق بغلون مین خاردار لٹو باہون پر جوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور
نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو
اتنی رات بیچ مین ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا تمنے کہ معشوقہ نے

ہر زمین پر ہی نئی اب وہوا کی تاثیر	مردم زنگ سیہ مردم کشتہ
غم ہجران پیے لیتا ہی لہو جونک کی طرح	کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر

اس کٹن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہی کہ غلام آپ کا حا
سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا
کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہی اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور طلسم
مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خا
بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہی کہ معشوقۂ اصلی پہلو مین بیٹھی ہی جو یہ کہے وہ کر
وہ کہہ رہی ہی کہ ای شہریار مین آپ کے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین
تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگن سیاہ رو مجھپر حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن
سے نکال لمشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی
یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہما آباد اسکا نام ہی بہت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے
یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہی یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہی کہ
موجود ہین اب جو کہیے گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی نہا
بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ
لگا لون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان آ
دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہی جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہی رستم ا
کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم
دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر صہبائے دلگیر کو آراستہ کرو
بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صو
بنکر بیٹھی ہی وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقا
اُٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلا
کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین
ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

ے اور نگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی
یہ بات بھی حل جائینگے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم
کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے
کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔
نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتار لے اور کنیزین اُن چیزون کو تلاش
ے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے ناز و کرشمے کرتی ہوئی لیکر
ب باغ کے پہونچی یہان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے
لین گا ئین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی
ب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوئے ساتھ
ن نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے
کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش پڑی ٹو کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور
کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند
الی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اورنگ نشین نقلی پہلو مین آکر
ین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گاؤ تو سامنے طلسم کشا کے
گاؤ۔ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

بر و ہوئے ہین سنکر تری تقریر سفید — اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید
سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین — چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
جانان کی کبودی جو انکھین دکھلاوین — زرد ہو کر گل سوسن تو طلبا شیر سفید
لساری سے ہوا آئینۂ دل روشن — کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
ہجری بتان کی جو حکایت لکھون — شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
ید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا — پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
منور ہی خیال رخ نورانی سے — پر تو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید
نت جاتی ہی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے — نہ چھری اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ ای ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون
کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحرائے بحزان مین پہونچا اور شکل ہمد
اور رنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا کہ یہان لانا کہ مین کسی تدبیر سے زرہ بھی
کر مہلت پاؤن جہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اوسکی خطا معاف نہوگی سماک نے دیکھا
روانہ ہوئی یہان رستم اوسی جنگل مین دیوانہ وار و وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سائے مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی
زور کرتی ہو پکارتے ہین کہ ای ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی
اب تو ہماری یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہو نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا	درد مندون نے ترے منھ نہ دوا
تیرے پھرتے ہی اوداسی چمن مین چھائی	رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا
سامنے آئنہ رکھتے تو غش آ جاتا	تمنے انداز نہین اپنی ادا کا د
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا	آئی جب راستہ برسون ہی قضا
ای شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہی جو تو	سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما
سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے	کار خانہ ہی نہ تھا شان خدا کا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت	قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا د
کوے قاتل کا تماشا اوسے دکھلا ائے نقش	گرم جسنے نہ ہو بازار فنا کا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عا
صادق وای یار موافق مین قید خانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا
صبر نہ ہو سکا شکر ہو کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا
گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ای لیلائے عصر وای سلمائے دہر تمھارے فراق نے
بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ
ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہو وہان تشریف لے چلے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین

رت ہے دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہوجاؤ گے تب
دسے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہین بعد آٹھ پہر کے آب ودانہ لاتے ہین
ردو ٹیان خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جھلال وہ کھاکر بسر اوقات کرتا ہی جھلال
اس حال مین ہی لیکن سمک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
زنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین خدمتگزاری کررہی ہین
مک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اوس گلگون پوش کے پہونچا کنیزون نے جونام لیا
معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اوس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزون سے کہا کہ ارے
ت لاؤ مین انکے پاس جاؤن دیکھون کیا کررہے ہین کئی دن سے مین نہین گئی یقین ہے
انتظار مین ہون کنیزین تخت لائین نسیم تخت پر سوار ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل
ہوا ساتھ ہی تخت اوڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اوسمین تخت کو اوتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط مین باغ کے ایک چبوترہ
در کا ہی اوسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اوسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہی گرد خادم
تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اوس جوان نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی دن سے کیون
ین آئین مزاج کیسا تھا تیغہ وکلاہ کہان رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ شی میرے
پرد کی ہی کہ آٹھ پہر اوسی کی حفاظت مین رہتی ہون ایک لمحہ آنکھون سے جدا نہین کرتی
قت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر عیاری کرے مین
ساتھ لیتی آئی ہون یہ کہکر تیغہ وکلاہ سامنے رکھا اوس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
نظور مردم در اسکا نام ہی کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اوس صحرا مین جاؤ
جہان طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہی کسی فطرت سے زرہ بھی اوترو الاؤ تو میرا سحر
پنی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب مین نے کئی مرتبہ
رادہ کیا کہ جاؤن اور زرہ اوتروا لاؤن لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا کہ
و نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
زرہ لینا کیسا تیغۂ ہفت جوہر وکلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر زرہ کی فرمائش ہی تو

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + سماک ہر چند سمجھاتا ہی کہ ای شہریار تیغہ و کلاہ تو آپ
ہاتھ سے کھویا اب زرہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سماک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سماک نے عرض کی کہ ایسے
مین حضور آ پڑے ہین کہ یہان سے نکاسی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جا
اگر ملتا ہو تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہو گا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے
یا مواج کو قتل کردون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہ کے سماک نے
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب و غرائب کی جا
حال ملکہ ہمائے اورنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھُلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک
پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ کیو
ای ہمائے اورنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحرائے گرداب نشان
کو فتح کرا دون یہ صحرائے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حا
کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہمائے
اورنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائیں
قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا کے جا
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جو
نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتیں
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جہلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان مین سوزن ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی من دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے
ہین کہ کیون ای جہلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤ گے

ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہو نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین / زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہو تو جسمین مکین نہین / ناوک کا یہ گمان ہو کہین ہو کہین نہین
ہر دو دو بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا + / دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین ہین عشق باز ہون / جاہل نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی / کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین حزین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن / کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین / خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی / وہ کونسا حسین ہو کہ چین بر جبین نہین
کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے / تلوارین تیری چال پہ کسدن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہو وسے نہ نباہے کوئی / اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو / دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی / کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند / موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہر چند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے نہ مانا گریبان چاک کیا کلاہ سر پر ندارد ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پانون مین آبلے پڑے اور ورم ہین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہوکر فرمانے لگے۔ فرد قمر کانٹے تلوون سے نکالین گے ہمین ہوش آیا + مار دالی وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا ای

بیہوش کر کے صحبت مین آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہو کہ زرہ نہ اُتاریے گا تیغہ و کلاہ کیب
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہو کہ جو تیغہ و کلاہ کو پوچھتی ہو اور زرہ کو منع کرتی ہو نہ اُتا
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک
دل مین سوچتا ہو کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی
کر رہی ہو یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اورنگ نشین نہین ہو دم دے رہی ہو اور
کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زرہ اُتروا لون سمک نے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور
نہ اُتارنے دی شب گذر گئی جبکہ رستم سفیدہ پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیار
قصر مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا
شعاع غالب آ کر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہو
کہ اشارے سے الگ بلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہو اپنا کیا
تحفے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آ
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہو کہ وہ اشارون سے
منع کر رہی ہو کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجھکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز و
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کم
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہو
اسکے ہاتھ سے بچائیے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا سنکر دوڑے چاہتے
کہ ملکہ کو رہا کرین مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہی ہی ای شہریار
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھا لے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جا کر کنیز
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہو یہ عرض کر رہا ہو کہ ای
یہ ہماے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین آ
بھر کے کہا کہ ای حقیر والا گہر ایسی معشوقہ پریچہرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے

مر یہ جب سے تری کاکلِ رسا آئی / وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا / زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی

لئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم / تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی

حجاب ہوے بزم غیر مین صاحب / تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی

یگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری / پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی

یال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا / ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

شبِ فراق کی کالک سے دم نکلتا ہی / الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی

زارون مرگئے اُسپر سسکتے ہین لاکھون / عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی

نال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے / مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی

و پنج رہی ہی تو اتر مجھے خبر گل کی / ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی

کاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے / کو اڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی

نا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر / بتا تو اودل نادان یہ جی مین کیا آئی

قب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی / خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی

نا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین / مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

س نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ اتار دینے پر
تھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوے دورۂ جام چلنے لگا رستم بھی برابر
ارہے ہین اُس نازنین سے بوس وکنار مین معروف ہین سامان محفل عیش ونشاط پہ
قوف ہین اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہی کہ ای شہریار
ہنر نے بڑی بڑی کد وکاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مواج سمن رنشین کے سحر پہ غالب
آنا دشوار ہوا آپ خیر وعافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے
یدان مین بیہوش پڑے ہین اُنکی تدبیر واجب ولازم ہی اگر کنیز خیر وعافیت سے رہی تو
بح کو آپکے ساتھ چل کر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کرین سمک پھرتا پھراتا
سی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

نہین ہی مگر نوبت بجان و کارد م استخوان ہی اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب معاملے دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُن
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بد لگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے
ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو
کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے بلایا ہی رستم
معشوق سُنکر کنیزون کے ساتھ ہوے ایک باغ مین جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا معروف
نخل سر سبز و شاداب گل و غنچے درختون پر معروف شگفتگی ایک جانب نہرین لعبد و
ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمے پر جمع ہین
بحر و بر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزین ساتھ ساتھ ناز و کرشمے دکھلاتی
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہمائے اور رنگ نشین
پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھین پکار کر کہا کہ ای شہریار آئیے
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئینگے
بلوا لونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی
بھی اُتار دیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیے
پہلو مین رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ بوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون
کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا غلمشاہ بے اند
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر نہنگ نہ رکا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار
ہوکے دو پٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام مین پھنسکا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملکہ ہمائے اور رنگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین پھاندا جہلال سرکش
نے کئی تلوارین پھینکین کئی خنجر سحر کرکے پھینکے نہنگ پر تاثیر نہ ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہو گیا
دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اُٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی وہان کیچڑ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا
اور دریا مین پھاندا پڑا جہلال بھی غائب ہوا سمک نے دور سے غائب ہونا رستم و ہما
جہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے مصیبت ہوا کسی کو نہ معلوم
ہوا کہ سب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ
ایسا ساحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دیے ہین انکا کون سامنا
کر سکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا
مواج سمندر نشین انکا نام ہی اُسی نے سحر مین سب کو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری
اس چھوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین
دریا پلٹ کر درۂ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درۂ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے
پانی کے ٹپکتے ہوے جوش و خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے
بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ ای افسون تمھارا ہمائے اور رنگ نشین نے
کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ پتلا کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا منقار کا آکے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ ای فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی مہینے
مین طلسم کشا کو قتل کرکے ہمائے اور رنگ نشین کو تمھارے ساتھ کر دونگا فقط تھوڑی
پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہو لون تو اُسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان
ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے قبضے مین

حیات کی طوفانی ملازمان جہلال کو پناہ پانی دشوار ہی دل پانی پانی ہوے جاتے ہین تما
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جہلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی ہوا
وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جہلال غرق دریاے ح
ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین وہ دریا اُنکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیا
کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغہ
کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین جہلال نے جو یہ ہنگامہ د
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی جوش وخروش ہی مچھلیان
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپیٹ کر ساحر وغیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجا
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ ای جہلال یہ سحر
ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہی کد وکاوش بالکل بیکار ہی وہ بڑا ساحر نامی ونام
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو اُ
رونق دیتا تھا عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی
نہین ہی اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو نہنگ
اس وقت سے افسون ہوش مین ہی گرداب کے آگے عذر کر رہا ہی کہ خطا میری معاف
مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطا دار ہون آپ کا گنہ
گرداب نے کہا کہ ای افسون تم سے یہ امید نہ تھی اس چھوکری نے جو نگاہ سحر آگین
اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جہلال وہماے اور رنگ نشین
کے آگئے ایک ٹاپو مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُتروں اُتر
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کی
طرف صحرا کے نکل گیا ایک زرعۂ نخلستان مین جاکر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع
غائب ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہو
عقب مین رستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ای
نہنگ کلان نکلا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے زیو

بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے
کہ پلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہو کہ پیچھے قدم
کے اُٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے بہلوے
سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے
قارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا
مواج سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

غزل

تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے ۔ ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے
آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے ۔ اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
اب اشک کو سون تلک موج زن رہا ۔ روتے ہوے جدھر ترے گریان نکل گئے
ت رہا مین آج تلک اپنے قول پر ۔ اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے
ت جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا ۔ دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے
تمھارا کا فرو دیندار نے کیا ۔ ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکل گئے
ب جو یاد آئے تصور مین زلف کے ۔ ہم چلین ہو کے سوے پرستان نکل گئے
غیرتِ پری کا تصور جو بندھ گیا ۔ دیوانے ہو کے سوے پرستان نکل گئے
تا کجا یہ تغافل شعار یان ۔ تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
عشق زلف جو کرتے تھے آن کر ۔ یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
نے ایک غیرتِ لیلی کے ہو کے رند ۔ مجنون سے بھی بڑے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غراتا مار کے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ پتلہ کہ جو
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس پتلے کے چلا پتلے نے چاہا کہ
بھاگے لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس پتلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بیٹے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی
نگوڑے کو اس طرح قتل کردن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجکو ترس
نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی
میرے شوہر نے تجکو سحر سکھایا اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اُس
نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ایکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی تر
کے خون چلو مین لیا گولہ آ کے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چرخ دینے لگی اور پکارکر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
و جمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیا
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کام
آگرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا تیغچہ ہاتھ مین
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہائے فوج گرائے علمدار کو
قتل کیا جہلال سرکش ایکطرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی دامنۂ قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہائے فوج سرنگون کلیجے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے سحر کیا ایکطرف سے جہلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ ای مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی کہ

...مروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہما ہے اور رنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلادی
...ملال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کہ کل فوج
...ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہو جہلال کے
...سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہکر گئین کہ افسون جادو باد اجان کا شاگرد
...نید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون
...لمہ ملاکر نعرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے
نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھر نمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑے
...ر گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای
...ر تاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھہ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو
ایک نگاہ بھر کے تو دیکھہ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجیب کیفیت ہی۔ نظم

...ہد سے گذرے ایذا گذری
...ند کہو تب۔ کیا گذری
...ذرے جسدم ہم دنیا سے
...کیا گذرا کیا کیا گذری
...فر یہ بھی گذرے نہ ایسی
...ند گی اپنی بیجا گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
ہمنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہمپر جو بیت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
ر ند کہو دل پر کیا گذری

اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے
...شارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون بڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف
...رداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا
...مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کرکے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او
...گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آمین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی دیار
...ودانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

سوزن نکالون قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندر
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن
چاہتی ہی للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین
ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کرلی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہی ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب
کہ گرداب چرخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین
بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہی اور ایک عیار
قتل کیا چاہتی ہی وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ
پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے
اب زمین شق ہوئی گرداب اسمین سماگئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب
بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیز
کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیز
بیٹھی ہین جو آتا ہی اسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبخت
زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کرڈالے کنیزین بلوہ کر کے چلین سمک بشکل
گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی
رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گرین زیور اتار اتار کے مارنے لگین کبھی
بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین جھلال
بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

ب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو تلوار تیرے ہاتھ مین ہو کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے
ند تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر
بہ لگی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہہ کے
نہ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے
تے ہی منقار کے منہہ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو بیٹھ گیا
ین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر چپ بیٹھا ہو کہ منہہ بند کرون بند نہین ہوتا منہہ کھولے کھڑا ہی
ن کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کرکے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
کہنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب
نقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہو کہ طلسم کشا
گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے
ب کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار پکار کے
دارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہہ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا
منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا
ور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب مین بیہوش
ے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سُنی
ب تلوارین کھینچ کر اُٹھے اُس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب
کے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر
ہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سماک نے جب
یکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اورنگ نشین مین چلا
در قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گرہ
نیز مین نگہبان بیٹھی ہین سماک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے
ونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان
الین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑکر کوہ الماس
پر اب رہتے ہین الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہی ہون کہ
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑون ساحر آوینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائین
مین پہلے ہی تدبیر کر رکھون کہ فقط اشارے کی دیر ہو سمک نے باتون مین لگایا باتون مین لگا
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ مین تیرے سا
جل کر اُسے گرفتار کر لون یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہان
سمک نے تینون چیزین لے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے
سمک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ ای شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا
زرہ و تیغہ مجھسے نہین اُٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوے زبانین منھ سے نکال رہے تھے اُن سب
کپھنے اپنے جھکا لیے رستم نے یکبارگی ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جاکر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہان سے پلٹا تھا دیکھا
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہین منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولدیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو مین پھر وہ ہی سحر کرتا ہون کہ زنگی آ
اور تحفہ جات اُترواکے مین گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحرون پر جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آ
پکار کر کہا کہ ای رستم تم رستم ہو فرزند محترم و محتشم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے
پہلو سے آواز دی کہ ای شہریار برائے خدا اسکے مکر مین نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

غبان بچے نے کہا کہ خوشاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو
کھلے مین کنجی جاکر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلالون یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی
ایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا
ہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا
بلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت
کے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی
نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو
طلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب
کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان
تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے
دمون نے کہا کہ پہلوے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہو اُسمین قید کیا ہو سمک سب
تے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت
ں وبلبل کر رہا ہو منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہو باغ کی جانب دیکھ رہا ہو باغبان بچے
جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہو کیون اِس طرف آیا سمک
ے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت
ت حسین بمنت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر
سا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین
ل آیا کہ چلکر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو
نے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر
نے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ وکلاہ وتیغہ پہلو مین اُسکے
رہا ہو سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہو اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے
ہا اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہو زرہ کو پہن لیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ
گہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعۂ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہما
اورنگ نشین کو اُٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ
آج کی شب اسمین اُترو کل بیٹوتون کو جمع کرکے ساعت نیک دبد دیکھکر بھونری تمھار
بھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ا
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شب
ہوچکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو سا
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اُتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ
لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرلو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پا
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سمک بن عمرو
جو یہ معرکہ دیکھا قلب اُلٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک ما لگن
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو اُدھر سے نکلتا ہی اُسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سمک نے پکار کر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب دروازے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک کام
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بند و بست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو ابشہ جادو

ر کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہوا ور زرہ ہفت جوش جسم سے اُتر جائے تو ایک حقیر ساحر
رفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا
ر رستم پر تاثیر نہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے
ھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی قریب رستم کے
ونچا منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیون رستم
ن تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہی اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہی تو ان چیزون کو جسم سے الگ کر کے
ھسے مقابلہ کیجیے تب مین جانون کہ آپ رستم ہین یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
ر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ اُتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آ ہم فرزند
ا جبقران مین ہر شرط پر موجود ہین زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
ک پلدا تی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اُتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
ی تیغہ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر ہنوہ ہی کہ سماک
بانا مشکل پڑا رستم تو جنگ مین مصروف ہین کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہین
نار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کر لے دوڑے زنگی ہر چند
نا ہی کہ زکون رگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
نار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اُٹھالی رستم نے
رہ قدم زنگی کو ریل کر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے
ن ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغہ منقار نے اُٹھالیا رستم نعرہ کر کے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار
ا چیزون کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر مین ہاتھ دے کر
م کو اُٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہمانے جو دور
ے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کر کے چلین کہ منقار کو مارون جب قریب پہونچین منقار نے
ک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کاؤن کاؤن کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
س اپنا ملکہ ہمائے اورنگ نشین پر ڈالا ملکہ چرخ کھاکر گرین منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرون

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچالئے اور یہ روز سیہ اُنکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آ
ہو پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیتر آیا ہوا ہو مین اُسی کے حوالے کردونگی
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک
کہا کہ ای ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ تو فرمائیے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو رفع
کریگا اس کمبخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جو ماں کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہو اگر یہ زندہ رہے تو برا قتل پر ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہو کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھا کے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
تو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہو
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو دیکھنے کو ملتفت ہوئی گرداب نقلی نے حلقے کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچائیے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای مہتر والا گہر کیا بات ہو عیاری ہے کہ
کرامات ہو کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہو اُس بلوے مین شیرانہ و نہنگانہ دستم
مصروف جنگ ہین کافر ہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلا

ھے ہوے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جبکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ
ئے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہی تو برق چمکائی دو دو سوار کٹ
رہے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا
سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری
پنجہ کمر مین دیکر ملکہ کو لے اُڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی
اکہ جا کے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اُتری ایک تختہ
ب برزبان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ
نے مان باپ کی بربادی کرائی جا کر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو
ہ کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار
متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار مجکو اس ظالم کے
ہاتھ سے بچا لے

نظم

ربستہ کشاید خدا ز ہر سو باب ۔ کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
است مالک املاک و واقف اسرار ۔ خدا است کاشف استار و فاتح الابواب
بہ پیش خدا سجدہ بندگان خدا ۔ میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
از خاک بر آورد جوہر انسان ۔ خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
ے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد ۔ بباب حضرت حق آورد رُخ از ہر باب
نقش و نگار جہان شود مغرور ۔ کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رُخ آب
نت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو ۔ نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
سم نازک انسان بر تہ جان حزین ۔ کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
د سجاک ز آلایش زمانہ پاک ۔ نشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
د بساحل امید مشکل است آخر ۔ فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
نت عمر جوانی ز دست ما ہندی ۔ ستادہ ایم برای دو روز پا برکاب

ب بلک کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا کبھی وقت ہو گا کہ پھر

لیجاتا ہو ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اٹھایا مرکب بادرفتار طرارے بھرتا ہوا
اہل لشکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر وغیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب مین رستم کے چلے
گرداب ملکہ کو لیکر آئی۔ برج قلعہ پر ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف
ہنگامہ ہو کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر
رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ جو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور — یل نامور رستم ذی ہنر
دیگر
علمشاہ رومی شہ پر فیل
منم نور عین شہ عجب

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آپڑے رستم چاہتے ہین مین لڑبھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گ
نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوے قلعے سے باہر نکلے آ
سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلوارین گر رہی ہین
سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اُسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغہ ہفت
سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کر
سے گرد اُڑی سنقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہو ملکہ ہماے اورنگ نشین
منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ
اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہو گرد
نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی جھلاکر برج
کو دی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم
نوجوان کا بلوہ ہو اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہو کہ فوجین
بھیج رہی ہو دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج
کو ملکہ نے متفرق کیا اور سنقار بھی لڑ رہا ہو رستم پر آگ برسا دی تلوارین برساتا ہے
رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین گا

ای شہریار اُٹھے رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغۂ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر
واز دی کہ او طلسم کشا اس بھروسے پر آیا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ
و شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان
آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھین گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو
وانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا
سے چلے فرد - ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم + رستم نے
یکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے
کہا کہ ای مہتر سماک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا
ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا - نظم

ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین ... منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
...ش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین ... کچھ سوائے خاکساری آب او رگل مین نہین
...ن بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال ... جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
...تا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام ... نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
...سکو گردن مین پہنکر کب گلے میرے ملا ... سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
...د مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی ... کینہ او بت تیرے دلمین ہی مرے دل مین نہین
...نہین ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق ... ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
...کے آگے رند تنہا نغمہ سیرائی کرون ... ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

...ستم نے بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو جہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین
...سوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہین جہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمایئے
...ن وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائین رستم نے کہا کہ ای جہلال
...کل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر
...ریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغۂ ہفت جوہر چلے گرداب نے
...تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

بشت یا مارین نہ کیون ہمت گردون پر زند | شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو آ

رستم بیقرار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہو کہ ملکہ کو لیکر آئیگا
رہنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہونی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان پر
جمکی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین سمک کے نیچے مین دبائے ہوئے بصد تعجیل آتی ہین رستم
بے اختیار پکار اُٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما ملکہ
زمین پر آئین سمک کے نیچے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پر ہوائیاں
اُڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آیئے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال نوح نہین بتاتا سمک
بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سمک بیٹھکر گانے لگا یہان
گرداب جادو سو کر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑاتی
ہوئی نشئے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری اور سب
کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دوہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ
اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط
بی محلدار آئی تھین اُنھون نے گلوری کھلائی جب ہی مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو
کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا
کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی
اب تو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہو مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صدہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین
سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہو کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکا لیا ملکہ نے
آنکھین کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

لوری ہمکو دو یہان سے بدلی ہو تو اپنی صحنچی مین جائین تب یان لغیب ہوا ایک ایک گلوری
سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اُٹھی گر کے
بیہوش ہوئی کنیزین لیتا لینا کہکر اُٹھین سب گر گر بیہوش ہوئین سمک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام
و آپ نے بہچانا مین ہون سماک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین
ت کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سمک نے
بیاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہے مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے
ہ کہکے ملکہ نے سمک کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑین رستم اُسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی
رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سمک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین
لہ یارو نہین معلوم اسیر کیا گذری عرصۂ دراز سے گیا ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب
صورت ہے

نظم

شعلہ تھا یہ شبِ ہجر مین مہرو اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا

پھینک دونگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھے قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

ے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اُسکی تو بو کا
جو چلا رہنے دے بادِ سحری تو اپنا

یا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

بان جان جب سے ہے تجھسے مرا خالی آغوش
گو کبھی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

یاد کرکے لب بانخوردہ کی تیرے سُرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چُلّو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا تین
پانون میدان سے سر کے جو سر ہو اپنا

مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رو سے
منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرویون کے
حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا

پیچ چشم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اُسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

بیٹھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہی ہنسے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ گا
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کُرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتی کو اُنگلی سے
اُکسایا اور انگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُسپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین ہمنے بنا ہوا
یہ اُسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہی اپنے کو چھڑاتی ہے کہے
کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے حباب مارکر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بن
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلور
بنا رہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ نہین معلوم
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت کرکے جا
طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہین
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہ ہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان ہاتھ
مین لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو سمک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزوں
کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائین ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی بات
سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلاے روزگار ہی اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہین حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح سلنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہی کہ قدرت کو نامہ لکھا ہی دیکھیے وہان سے کیا جواب آتے نہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھالیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

رہنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار و وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین
ڈ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن
اکر سمک سے فرمایا کہ ای یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہماے اور نگ نشین نہین آئین
خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل
بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی۔ نظم

ذرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور کفِ دست بیابان ہوتا

ب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا

بت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا

بنتے موسم گل مین جو نہ پوشاک مری
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

ن سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا

لشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون
آدمی تو اگر ای سروِ گلستان ہوتا

ب اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

لک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال
ری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم
کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و
رار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال
کا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون دامنہ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف
ے کے روانہ ہوا راہ کو طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے
چھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سر
ن آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین
اتھا یہی ذکر ہو رہا تھا جہلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی
ظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے اُن مین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ
دو نگہبان ہی فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سُنکر دروازے پر جو مونڈھا

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمھاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر
تھرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہو مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلا ے اسراردان کو بلا دُ
ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھر تھر کانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ
شب کو جو مین براے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گار رہا تھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو پلٹکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کر رہی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر شہلال نے پشت سے آکر کارد سے
ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ
سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے اژدر سیاہ جسم مین لپٹالے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما ہی
اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے
کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر
برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہران ہی نازنینان مہ جبین کی
تلاش سے پایا مگر یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری ہو اس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہانتک پہنچا ہماری
سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہمانے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے
نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان پر
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتیٰ کہ مہلال سرکش ساتھ ہی
پیمار رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کرین تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہنچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا
مگر کیون بیٹیا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح
پیش آئین گے ہمانے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہمہ گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین ستم
کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائین گے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو دیگا کبھی
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہوگیا

مرتے ہین بیمار الفت متصل اب یا مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا

اُس نگاہ تیز سے دل ہوگیا چشم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا

حور کے غمزے اُسے جنت مین خوش آتے نہین
ای پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا

یاد مین اُس راست قامت کی جو کی فریاد رند
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کر کے تخت پر سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین یہان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا مواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تمھین کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہون اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہو پسران حمزہ آنکھ مین موہنی رکھتے ہین جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برائے گشت جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین مصروف رہو مین اپنے بار مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا بیرون لئے لا کے پہونچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہی یہ کہہ کے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجا لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا مواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہماے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمانے

ہماے اور رنگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر اُنگلی سے اُسپر ملا ملکہ پھینک ماری پشت پر بادانگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری مُنھ کے بھل بادانگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ اے جھلال کیا کار نمایان کیا جھلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش بادانگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا ہماے اور رنگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکین مگر وہ بونڈلہ گرد کا جھلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے ملکہ عالم لاش اسکی تمھاری ان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل پہونچایئے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہے تو اُسکی جستجو مین معروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اثر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آفتین برپا کرتین بادانگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین معروف تھی مین نے غفلت مین کارد مار دی اسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پھر دو پہر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحراے بادانگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے جھلال اب مین جاتی ہون جا کر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہے کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہے بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہے ایک ایک ساحر مکار و غدار ہے ملکہ ہماے اور رنگ نشین باتین کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ اے شہریار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہے۔

نظم

...ک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
...بس کو کھویا مگر جو یا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سرکٹ کرگرنے لگے ملکہ ہمائے اور رنگ نشین آگے بڑھ
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہو اس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہو کہ ط
گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین
اپنی جان بچائی ہو امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین
سب تیری باتین سنین عرصۂ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے
وزیر زادی صاحب تجکو گھیر کر لائین وہ بھی الجھی ہو عیارہ طلسم کشا پر مائل ہو اب کوئی عیار ط
ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سا
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہو اس زور
جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ خیمے اُڑتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکا
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی
جب باد انگیز دستک دیتی ہو تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ زمین تھرا جاتی ہو کئی
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ جو زیادہ ہوا مہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہو ایک طرف شعلے آتش کے اُٹھ رہے ہین
مہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہو جس طرف شعلہ آتش اُٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ایک نازنین لبصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اُس
رد و قدح ہو رہی ہو وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر مہلال سرکش دوڑا اُس وقت ہوئی
کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اُس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اُسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین مہلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہو مگر باد انگیز دم نہین
لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہو ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین مہلال نے دیکھا کہ ملکہ

اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
وسب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت
ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا
انکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے
تے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے
یک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کرگرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی
رستم سے جھنجھلا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ درانداز آجائے تو بڑی
مشکل ہو ای شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف نقل
کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوائے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ ای شہریار
مجھے نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہین گے آئندہ
جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جا کر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دو گھڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
مین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
یہ بات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر یہ بچ کر
گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوائے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آپ کی فکر مین نکلی ہی وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ جا ئیگا جدھر جلیئے گا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہوجیے گا رستم نے کہا کہ انشاءاللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب کی قضا آئی ہی یا انشاءاللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے گرداب جادو کے قبضہ مین ہی آخر لوح کا کیا نشان ہی گرداب جادو کے پاس ہی یا لوح حال گرداب کو معلوم ہی ملکہ نے سر جھکا کر گرداب دیا لوح کا حال مجکو تو نہین معلوم ہی مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہی کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتا انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہی دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہی موت عشق کے آزار کے لیے ‌‌ ‌ بد تر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے ‌ ‌ ‌ نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے ‌ ‌ ‌ جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک پلک سے نہ ای دل تمام رات ‌ ‌ ‌ رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے
ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف ‌ ‌ ‌ بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پر لطف کو چڑھا شتاب ‌ ‌ ‌ ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے
مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو ‌ ‌ ‌ ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجیے مجھے چاہے بہشت مین ‌ ‌ ‌ یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
اک ماہ چاردہ کے تصور مین صبح ہو ‌ ‌ ‌ کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود ‌ ‌ ‌ کیا مرتبہ ہی سنگ دربار کے لیے
عاشق ہون رند یار کا تقصیر دار ہون ‌ ‌ ‌ جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہی حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا کشاکش مین ہے

ہزادی سے کہا تو دیکھ ملے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا
رلم ہی چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیر زادی نے کہا کہ یا اپنی عملداری
پ کے صحرا مین اُترے ہین ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونون کوہ سے اُترین
ب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہین پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اُٹھایا
ہ نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
ن مین لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد - رواق منظر
م من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا
رزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ اے صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
وش ہو گیا تو آپ کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ پرائی عملداری مین آپ یون بیخوف اتر پڑے ابھی
اہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہین تا بہ صحراے
اب نشان جائین گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگین سمک نے وزیرزادی
ھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد مین بیٹھے ہین جب آپ حکم دین خیمہ
الیجائین ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہی ہم ایسے
ب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
نام بتائین گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی آخر
ر کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سنا ہو گا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید
احبقران صحراے گرداب نشان کی فکر مین نکلے ہین منظور ہی گرداب شعلہ زن کو قتل
ن یا اپنے ساتھ لین ملکہ یہ سُنکر ہنسین کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے
ر ڈالیے صحراے گرداب نشان ایسا مقام نہین ہی کہ جہان یون بیخوف جائیے رستم نے
کہ اب تو قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کیا عجب ہی
آپ کا گذر دہانتک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہین خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
و، آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحراے گرداب نشان مین پہونچیے گا بادانگیز جادو

میکشی موقوف جام و شیشہ رکھ بالائے طاق — رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روے انور پر ہوا آغاز خط رو سیاہ — یہ بڑا اندھیر ہے رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان مین اوسکے نہین کرتی اثر — گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

میرے مرنے کی جو دی اوس حور کو جاکر خبر — سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا

شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے — اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا

لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ — بیمروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہِ رسا سن لیجو رند — عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

سمک عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہی شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین یا تو با طمینان
بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکال دیے صدائے دلکش سنکر جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل
کر دسمک کے چرخ مار رہے ہین قضائے کار ملکہ ہماے اور رنگ نشین تخت اوڑاے ہوے
آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز تی کی آئی وزیر زادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا ارے
کمبخت سنتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کلیجے کے ٹکڑے ہوے
ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی وزیر زادی نے کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل
کیا خوب گاتا ہی اس پہاڑ پر تخت ٹھہرایئے یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہی اسی مین کوئی گا رہا ہی بلندی سے آتے
دیکھے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اوتر ین پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا
عرش اعلیٰ پر پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اوٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن و صف شکن
زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہی زلفین
عنبرین ہوا سے اوڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہین عارض
کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ خوبی دہن گلو صراحی سے صحبت سینہ چوڑا دونون شانے
نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہی چہرہ گلزار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص
دبلا پتلا کہ نگاہ مین نہین سماتا آلی کو نئے طور سے بجا رہا ہی اور تبا تا بھی جاتا ہی جوان مسند نشین جھوم
رہا ہی دیکھتے ہی ہماے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب
ٹھرا یا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہی کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچاؤن

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھ آیا مردانے
نام کا کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین کھیل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہماے
اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہی تخت آ کے اُترا باپ کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھ آپکو
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپ کی سرحد مین آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ اے نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین
گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ اے نور نظر کل میرے پاس مالک صحراے باد انگیز یعنے باد انگیز
جادو آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین وہ روکے ہماے یہ کہکے اُٹھی کہ اب
مین براے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہماے اورنگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان رستم جب صحرا مین
اُتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہے
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سُنکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار براے خدمت مقرر
کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا مہلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آ کر مسند
پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے فوراً
اپنے پاس سے نے نکالی سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا | اے پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بے خبر ہونے لگا | آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال | انگلیان کانون مین دی وہ گران سر ہونے لگا
ایک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے | درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوے آثار صبح | بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسنے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا | ہے تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہو
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آواز دینا دشمنون کو
گرفتار کرنا مراد مندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غا
کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلا
روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ال
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحرائے گرداب زد
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب
جلسہ آراستہ کیا مہلال سے یہی باتین رہین سماک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کی
کا کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا مہلال نے ساحرون کے برے جما
رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہی کہ نخل بنا
ہوے کھڑے ہین مہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استاد گرامی فرمایا کہ ای خیرخواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کریگا یہان تک کہ
پہونچایا ہزار ہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی مہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی
مار اخدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کر کے آیا ہی باتین کر رہا
کہ سامنے سے ابر سنہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پاؤن کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر چشمے پر مارا دنا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو مہلال نے جھلاکر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھکر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جاکر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اُٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری
گردن پکڑلی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہوگیا عمرو نے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ غوطہ زن بود اب
مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین دیر دن بارگاہ
لوٹے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریاے خون مین نہایا ہوا ہی جب
بہت خوش خوش رستم نے بڑھکر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا
اے شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا اُن ساحران حرز
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشۂ اسم اعظم توڑا اب منظور
تھا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچاؤن جب یہان شیشۂ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد مٹا اب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجکو الگ کردیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجھپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپ کے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ اے مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ
زبرجد نے سپر سحر اُٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین
تلوار نے بوسہ دیا زبرجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین وزیر کو
بالاے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہ ہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازین پیتنہ
آنے لگین تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی جہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا
مین کھڑا ہون سمجھا کہ یہ فعبسہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپ
پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استاد ہر ایک سمت بار
ہشامی خیمے بارگاہین استاد ہین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکریہ پروردگار
اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہان سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے
تو اس مقام پر اُترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر
ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے مجھکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران یہ آرا
یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار مہلال مین تھے مہلال جو ایک صحرا
پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین مہلال دیکھا کیا جب خواجہ
مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب مہلال آ کر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ
آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و مہلال و برق با
رستم کے جانتے ہین راہ مین ایک چشمے پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے مہلال
پی لین تو آگے بڑھین جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ
چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ
جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو
عمرو و مہلال جب تک دوڑین نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے مہلال
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے مین بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا جب چشمے پر آیا چشمے کو
ہنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے
مہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے

ں ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای
ہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف
ندھے کھڑی ہو ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سُنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب
ہر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مرکر
ے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ
ادس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے
ائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین اُنکے ساتھ
ریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہی کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی
آواز آئی۔ نعرۂ صاحبقران

م صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزۂ ذیحشم	منم قاتل کافران جہان
نغم گریزندہ نوشیروان	جو رفتم بسنجان پئے گیر و دار	ندہ یرفت گنجاب ملعون فرار
ور باختر جنگ شد آشکار	شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار	گندہ چون بجولان گہ قاف شد
ائرہ براز عدل و انصاف شد	زدم دیو عفریت را در مصاف	بلرزہ فتادند دیوان قاف
مندون بدبخت گشتہ شکار	شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار	در انجا چو جاہ وادب یافتم
لیمان ثانی لقب یافتم	ایک طرف سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرے کرکے	

ے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام استقدر جھکا
سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام
ر حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز
د کان مین پہونچی شیہے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے
برجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہی جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے
لب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال کی
نے خوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد پر بس پڑا تلوارین برسائین
شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا
آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا کبقال و سالار وغیرہ سب مارے گئے قیام
سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذا...
سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا اُسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ ک...
کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہی اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوا...
جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب
آمادۂ حرب و پیکار ہی یقین ہی کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحراے گرداب نشان جائے
اطاعت گرداب دریاے طلسم تک رسائی دشوار ہی یہ سُنکر زبرجد آکر سوار ہوا تمین ...
فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھکر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عق...
سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہی قدرت تجکو طلب کرتے
جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کر کے خداوند بن...
مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پا...
تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گ...
جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر برا باندھے سامنے کھ...
تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہی معشوقہ کے جمـ...
بیشال کو دیکھکر بلبلائے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا　　مجکو فقیر تجکو تونگر بنا...
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق　　دارا کوئی کسی کو سکندر بنا...
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہی　　سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا...
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص　　جسکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا...
اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق　　مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا...
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود　　ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا...
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند...　　سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا...

ار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر
ی سپر کو کاٹتا سر پر آئی تاج کو کاٹتا تاج کو کاٹ کر سر پہ تلوار گری سراسر سر کو کاٹتا تا بہ
گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین تمام باغ لوٹ لیا اور
ڑیون مین گھس گئے جال نکال کر سارا مال کھینچ اور مندر زنبیل کیا چھت پردے تک
لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو دیتے
تے ہین پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہین یہانتک کہ غلام کو بھیجا
ن شکر ہی کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہ اے جہلال مجھے مرنے کی عادت نہین مین جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی
شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کیقال کے لی یہان تو عیش
تا وہان امیر اُس قید خانے مین بیٹھے ہین سردار بھی سامنے بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے
یکایک سردارون نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
یار ہوے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہین اسم اعظم یاد آیا غصے مین آکر
ر نے قید کو توڑا سردارون نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے نکلے دروازے پر
مصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
ن لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا مار کر آگے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر
ے کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آ پڑے وہ
ران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہی مین نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا مین یہ حرز ہیکل صاحبقران
پہونچا دون ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
سحر تاثیر نہین کرتا جہلال نے کہا کہ مین پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہی کہ لڑائی
ی ہوتا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پر پرواز پیدا کرکے چلا اُسوقت
پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ
ہے ہین زبرجد طرف کوہ کے چلا بالاے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ
زنگی حوز ہیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُ
گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھو
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات
عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلا
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمی
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کیقال زنگ
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے
نکالا جلادون پر مارا کہ سانون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے بھی
جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا و
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونو
جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ
ایک طمانچہ مارا کہ مقیمہ کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشو
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلا
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلو
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلو
کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا

...سارے فتور ہوے ای کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشۂ
...ع سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابروون پر بل پڑے ہوے خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین
...لے پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت
...ی انکا تمھین کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا
...قدرت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون
...مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر
...ے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا
...گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی
...دگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچالے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین
...گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے
تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے **نظم**

سپے کشائیش باب امید نا امید — بدست فاتح الابواب زان ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید — چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید
گدای درگہ پاکش فقیر و دولتمند — امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین — خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد — خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر — خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
ز کینہ آئینۂ سینہ چون مصفا شد — عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشا ہراہ طریقت نہاد پا سالک — برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان — نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

...خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجرہاے برہنہ
...ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑائین مگر لشکر ستم
...زلون کو طے کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اُترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حسن — عاشق ترے فقیر ترے بینوا
ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تنک سنے کوئی — در سے ترے پلے چلے او بیوفا
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند — کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا

ق

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خو
کرتا ہون دو نون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ
اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھالا
دو نون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو
رنگ و روغن دو نون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ
کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دو ہتھڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بھل زمین پر
سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص ا
اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ
تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لاکر آراستہ کرنے لگا مجکو اسپر بھی اُسی وقت شک پیدا
مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے
مقرر کی ہے ای کبقال میدان خونی کی تیاری کر کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیداد
اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے
خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دو نون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ
شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار
ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج
قضا دامنگیر ہے کس طرح آکر دو نون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دو نون نے مارا آج
خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت
پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے
آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سا
مارا گیا دیدہ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انہین ظالمون کے آ

ہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین
ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی
ل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر
ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ اے کبقال اُس مرنیوالے
شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا چاہین مین باغ
کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے
ر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے انکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے
نے انکو بہ افسری قبول کیا ہے انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ
آئین سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین مجال ہے کہ وہ ہم تک نہ پہونچے
ینہ کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے
ب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو اُلٹ پلٹ کر کے لانے لگا کہتا جاتا
اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرین گے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض
کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہین گانے مین بھی دخل ہے کہا حضور
تو بڑی چیز ہے دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے
آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے — لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اُٹھا چلے
ان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے — کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے — اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
ت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہِ سرد — بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
ف ہوسے نہ اہل جہان کے طریق سے — بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
تے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے — چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
نگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار — دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ٹھنڈھی گرمیون سے مین جلتا ہون کیا — تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھے
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا کہ بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد کہین ایسا نہ
کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہو
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے نہالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دوہیا
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قسم پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا ہی
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہریے
کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپ کے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسپر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

فہم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینگ کا تیر مجرکمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
سمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر ایسا مارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ جو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
رونے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین
لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے
لے تمھین وہان حورین ملینگی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا
کہ گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہے جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
اے سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ
تیرے سپرد کر دینگا تجھے اختیار ہے برق نے وہ آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ
اوپر سے پاتے ہین مزے اڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا
اپنے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے ہنسنے کی باتین کر کے سارا گھر اسکے
سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او
کمینا ایسی باتین نہ کر دمین کیا اپنی بی بی پر سوتا پا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر
میری پائینتی آبیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انھین
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانین گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہے اسنے عورت کے لیے جان دی مین نے
بہت سمجھایا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گونگھٹ مین تھی جب سے میرے اسکے
آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
پھر چک کے برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری بقچی تو لے لون یہ کہکر کوٹھری مین

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا فر
یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کیونکہ
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالا
کہا کہ آپکے چھوٹے بھائی ہوکر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے
بر قبضہ کیجیے برق نے جو بہکایا سالار نے فوراً بہادج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون اوطن
پیچ وخم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینہٗ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا
کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرو نگا دیکھ
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیچلو وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمۂ اصلی نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھکر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبا
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکلجاؤن شو
کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ ا
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون
بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بیحیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا
جاتا اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین
چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین جہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو
اُبھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالا

ر باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائیصاحب سے باتین کرلے
لین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑجائے اب یہ کیون
سکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب
ب ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا
بھائیصاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا
ل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین
تین تڑپ تڑپ کے کٹتین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

بھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر　　رہگیا ابکے برس بھی مجھے سودا ہوکر
رتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر　　پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہوکر
ہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہوکر　　رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر
رد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد　　سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر
اکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے　　چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہوکر
بلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو　　منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر
شم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا　　چور بیدا کیا نا ہو نے اچھا ہوکر
ھہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق　　نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر
و معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا　　تار موے کمر یار نے حلقا ہوکر
اس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ　　اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر
پنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا دینا اک دن　　کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر
لک الموت کو تکلیف نہین دینے کا　　پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہوکر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جاجا کر زاہد　　بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آیئے اب تو آپ
کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جایئے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج
ین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حباب
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر
میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین بدخو
ہرچند کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے
دھڑکتا ہی نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چم
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجا
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہی تم بر کیا نگاہ ڈالیو
مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا
صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہی کہ کُل اہل طلسم اپنی
جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن
کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام براے استقبال اُٹھ
مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریاے جواہر مین غوطہ
نازنین برق غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار پس گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا ہا
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوش
ہو رہا ہی اشارون کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کر
ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی اے سا
ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائینگے رنج و ملال اُٹھائینگے دونون نے اشارہ

کے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گا ئیگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے
اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ا بل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا ... مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا
باکی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا ... بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
لق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا ... فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
ایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے ... مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
ایا دھجیان کرکے رگا جو ہاتھ وحشت مین ... کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
ٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی ... وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
ے باعث سے ہم عالم مین شہرا تیری صورت کا ... دگرنہ مصحف رو تیرا کس کا فکر کا ایمان تھا
ستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی ... اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا
دیوانہ جس وادی مین تھا ای غیرت لیلی ... پرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون بیابان تھا
لایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے ... ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
مان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے ... مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
چھوٹا فقر مین بھی پیشۂ مردانگی ای رندانہ ... نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

اجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا
دل بیقرار کردیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین
ر یہ اُنسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو نہ آجائے
قیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رکھیے
یرا دل دھڑکتا ہی ہرچند کہ مین ایسے وقت پر براے ملاقات قدرت گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا
ر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب مین کیا
روں کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب مین
واجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ
پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازمون کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا
نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جا
ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ تبائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ
اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل
و شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قر
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزۂ صاحبقران بد طلسم کشا مع سرداروں کے میرے
قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصۂ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا
اندر دیر کے گھُس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر لقا
سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے بیٹھے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین
تخت اُڑا یا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اور کے سپرد کرین گے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جہلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور وہ
ہی اگر وہ نشان بتا دے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اترے کنیزین
چبوترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

...ام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت
...رداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمائے اور رنگ نشین اُسکی دختر
...یت حسین و جمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا
...ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مولاج سمندر نشین
...ے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائین گے غلام آپ کا
...ب کچھ کر لیگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کُل فوج ساحران کا افسر کیا
...ال سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائین گے
...ن کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحرائے گرداب کے حالات
...ن بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد
...ے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا
...ب طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو
...نیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو
...ہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
...نون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
...خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
...تھ چھوڑ دیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ
...ب جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
...ن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ
...ن حاضر ہونا اکثر زبرجد نے گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خدا وندیہ کیا باعث
...بعض مراد مند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مراد مند آتا تھا محروم نہ جاتا
...تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جا کر طعن و تشنیع کرین کہ کیا قدرت
...عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ اے زبرجد شاہ ہر چند تیرے ہاتھ سے
...ب کو گرفتار کرالیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی عملہ
سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح
تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تینون چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر
بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی
کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہے
اس راز سے کون ماہر ہو جہلال عرصۂ دراز تک رستم کو سمجھایا کیا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر وہان سے
اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت مین
صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تعویذ
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قہام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکے سپرد
کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی
پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے مقابلے
پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین وہ س

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پانوٴن طناب مین بندھے سر نیچے اور پانوٴن اوپر
فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو
ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو
کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار
دربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صاد پر سمجھا رہے ہین کہ ای جہلال تم حافظ کلام
ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر
ہی بس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاوٴ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا
کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل
کراوٴ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو اس فصاحت و بلاغت
سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور
عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا
ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدہٴ دل روشن ہو گئے اور مین ہفت پیکر
کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق
شہرہٴ آفاق ہی جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے
ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین ای شہریار ہفت غار افراسیاب مین
کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان
گیا تھا کُل فنون مین مین نے بھی سند پائی اسنے جو مجکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا
کہ ای جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس
ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسیطرح
مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون
کوس کی خبر بتاتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے
مہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لا
دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اُسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہ
نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ مین
دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا
دھوان نکلا دماغ مین مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوز
دی پشتارہ اُٹھاکر تخت پر رکھا اور تخت اُڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ ک

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہو
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر
دوندہ جہان گرد و طرار ہو

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے
افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا
عمرو نے فوراً مشرقی حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی جو ساحر جھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا
نیچے پانون اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکا
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام
پر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوے آتے ہین اُسکے ملازم رو
رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض
کہ غلام جاکر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی
کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشا
دہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتا

د ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر مہلال
ین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارۂ لشکر مہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
تا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
وڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر مہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو مہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلواؤنگا
پ جاکر اگر بن پڑے مہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچائیے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارۂ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر مہلال مین
ئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی
ل ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین
یا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ
دریافت کرکے اول بشکل ساحر دربارگاہ مہلال پر آئے پوچھا مہلال کس کام مین مصروف
زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہو مخانے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے
ٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
مہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان مہلال بیٹھا ہی
ب اسباب سحر منگواکر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منم
سرار بلند پرواز یہ سُنکے مہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
ترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے مہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
ر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے مین مشتاق تھا
اجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے مہلال جس چوکی
بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آ لیے کاغذ
ہاتھ مین مہلال کے دیا مہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت
معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
رف کرو مہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری وطی کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پی + رہ داستان یون ط
ہین طی + خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک
پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ ای برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سب
سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بند کر کے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہی برق بھی اس بات
پر رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کر دو وہ آکر رہا کرا لین گے انکے پاس تحفہ جات موجود ہین و
تحفہ جات بجلے لوح کے ہین کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کر کے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طی کر کے راہ مین صحراے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق سب
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا انکو مارا تب
جنگل ویران ہوے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
مہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جاؤ
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے مہلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہی ہو مخانے مین داخل ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا دونگا یہان
ہمراہیان رستم نے عرض کی ہی کہ ای شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین
آفتاب فلک سپہر کاہش نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکل جائیں پس رستم کو مہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہر چند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ مہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ ای برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات
نہ کرنا مین مہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے [illegible]

برین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آوازہ دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا
اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے
نے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال
کر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان
کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش
سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای دارلے ہند کچھ خواجہ عمرو کا
حال معلوم ہی کہ اُنپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہی کہ خواجہ عمرو
مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہی کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع
یاران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر
طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہو گا۔

کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تمہید رہائی امیر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ھر ہی تو ای ساقی گلعذار
دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
یہ ابر سیہ شکل برسات کی
سوچو تو اک بات ہی بات کی
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ مشکل ہی مشکلکشائی کرو
ے دل مین ہر دم یہی جستجو
یہ ہی مجکو حسرت یہی آرزو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
یکش کی میخانے مین دھوم ہو
یہ مجمع غنیمت ہی ای یار مست
بٹھائے جو پہلو مین دل از دست
صلت قمر کو ہوئی جو نصیب
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
سب دور رنج و الم ہو گئے
غم فرقت یار دل سے گیا
تردد مرے آب و گل سے گیا
ال تمنا ہوا بار ور
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
ہی گل کو بلبل سے ملنے کا جوش
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہی
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخاب ہی
ھون داستان امیر جلیل
کہ فرزند انکا ہو جا کر کفیل
لکھون حال خواجہ کا یا شہ ولد
ین جا کے صاحبقران کی مدد
کہ ہو قید خانے مین ایسا جلیل
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

پکار کر آواز دی کہ ای دارا ے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہوا بہ ہمیشہ
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُتر سکلولا
لندھور کے اسی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر
پھاٹک کھلا ہوا چنا۔ نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارا ے ہند
مالک آیئے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اُس مکان مین داخل
فرامرز عاد مغربی وجمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو
کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل
و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اُسی مکان مین چلے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین
تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اُسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران
حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر
قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر
صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید جھرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقا
نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کرلین بعد تھوڑے
گے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون
بیڑیان مسلسل ومطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل

تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا		دِ دُر دندان مین گئی جان مری تن نار

ن طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر
دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ مبہوت ہو رہے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی
ئر دمبدم اشعار پڑھتا ہی اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہی کہ
احبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پائون مین رعشہ آیا خاموش ہوے آسمان سے
از آئی کہ کیون اے سپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو منم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو
یف کرنا پڑی کہ اپنے نامون کی تاثیر تمسے لے لی صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا
سا کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی مین آپ کو نہایت خاموش
ا ہون صاحبقران نے فرمایا دریاے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اس سے
موش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا
نبل یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے مین غبار اُڑا
س غبار مین مُقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار
م کی خبر لیجیے غلام کے قلب مین درد ہی رنگت بھی زرد ہی یقین ہی کہ روح نکل جائے ہر ہر عضو
ل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ مین کلیجے سے مس کرون کہ جان ٹھہرے
نبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر
از دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل وفادار
ین ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتار بلا تکلف مقبل کے حوالے کی
قبل نے تڑپ کر آواز دی کہ منم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے جو یہ
ل دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تھا سامنے
ے غائب ہوا امیر خاموش ہوکر کھڑے ہوے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
از آئی کہ اے زبرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد
زیر کوہ جا کر زخمدار کھڑا رو رہا تھا یہ آواز جو کان مین آئی سرداریکی دوڑے ہوے آ کے
یرون نے ہاتھ تھام کر تخت پہ سوار کیا زبرجد سحر کرتا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے زیر علم اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سائے مین ٹھہر گئے اُس آواز سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بچیا کیون دیوانہ ہوا ہی ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرہ نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکار کر یا صاحبقران ہوشیار ہو جب ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا
ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لیکن نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا

جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا

تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہی وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آئے جو مجکو شب ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال
جوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا

کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری بھر کرنے لگین خون دلون کا
ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

نخلستان مین آئے وہان سے کھڑے ہو کر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی
سات سو ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہی تیراندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوے ایک گوشے مین
کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوے کہ یہ تیر
کہان سے آلتے ہین تیرانداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کسنے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوے گھوڑے سے اپنے اُتر پڑے ہین بیخ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوے تیراندازی
کر رہے ہین ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ مستانہ کرتے ہوے
قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجاد نے بڑے بڑے سحر کیے جب
سحر کرتا ہی اشقر رُک جاتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہی ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیون ای اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہی کہ جو تو رک جاتا ہی
اشقر نے زبان جنّی مین جواب دیا کہ ای آقا زمین پاؤن تھام لیتی ہی اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہون امیر نے غصّے مین کوڑا اُٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے
پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زبرجد نے زور زمین اپنے سحر کے سپر سحر کو اُٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تڑپ کر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہون لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
پکڑ لون چند قدم بڑھا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اُٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار
قدرت قدرت نے تجکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہی جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہی
یہ قدرت کے نام ہین اب اُنکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہین جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا تھے

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب و غرائب قدرت کو سنبھالے ہوئے ہین سب طرح کی
خبر ہو جاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بناتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو بڑھایا فسر
نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کرکے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران
غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک جم جم کر سب سردار
لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کرکے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے آبر
اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا سب طرف سے
دریاے آب و آتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض
کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرا دین سردار کیسے کیسے کوڑے
گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال ہی سوار
کو لیے ہوے دوڑے پھر رہے ہین کم کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین
زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہی صاحبقران نے
بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے
کہتا ہی کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے قریب پہونچین
اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اُتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم
ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین
عاجز ہو کر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے
جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشۂ

باد ہونے سے بچیگا زبرجد نے دیکھا کہ لوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب
ح پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو لوزینہ
پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرانے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ
نکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھو تھنی غنچہ گل تیز و طرار اپنے راکب کے
خواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اٹھاتے یا طرارے
رتے ہین کہ سوار کو گرادین دہانہ چبا رہے ہین کف منھ سے جاری چہرون پر اداسی پریشانی
سبزہ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین
زنجیرین پڑی ہین لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر
ن کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار رسیدہ گیران سب کے
ون پر قبضہ کر کہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہون پہلو
سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام
رنگ جما رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما جاتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو
خوار بلے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے
ے کو خلاف جانتا ہی لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون
ایسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہوجاتا
ن نے تم ایسون کو پوجہ پاٹ کرکے قبضے مین کیا یہ کہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پر
ی چھری مار لی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر لے جسقدر جی چاہے
ج جسم کا بد دولت کے لیے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
ن جائیگا منھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تاکے ہوے کھڑے تھے دہن لوزینہ کا
کر تیر مارا حلق پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذر امر لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
غباری ہونے لگی عرصے تک ہوا سے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ گشتی مرا نام من
زینہ منزل دراز بود زبرجد شاہ نے جو لاشہ لوزینہ کا دیکھا سامنے والون سے کہا کہ یہ
ئی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس
اڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مرد
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر بار کر گرائے یا چپکے کھڑے
کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدرنگی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائیں
اپنے قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز
کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ
یہ کیسی پریشانی شکل آئینے کے حیرانی یہ کہ کے جا پڑا اوس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ
بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہائے آتش نکلنے لگے سب
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھالتے کئی سردار اس مقام پر
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہی اپنے پیر
نام لے لے کر پکار رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہ ہی
شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا
کسی طرف سے کچھ خبر پیدا ہوئے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی پر
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ باز و تم جلد آکر
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر
سامنے ایک نخل تھا اوسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اوسنے پکار کر آواز دی مثل انسان
گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے
چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مر لٹین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کر لین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہی میری شعبدہ بازی مین
ہی کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا رکوگے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت

سپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرلے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے
ہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائیں گے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پایۂ تخت کے
تہ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہی کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
گے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار لشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے
فوج زبرجد شاہ پر گرے - نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال ۔۔۔ منم ماہتاب سپہر کمال ۔۔۔ سمند وفن زیر شیم فراری شدہ
من دیو عفریت عاری شدہ ۔۔۔ ہمہ قاف از کفر شدہ پاک و صاف ۔۔۔ سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر ہا دار اسلام شد ۔۔۔ کہ صاحبقران در جہان نام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا - نعرۂ لندھور - جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا بہ ہندستان +
ریا مم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا - نعرہ مالک
م مالکِ اژدرِ خشمگین + سپہ دار در لشکرِ اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک
ان می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا - نعرۂ بہرام - منم گرد بہرام
قان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار لشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد پہ
رے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کردیا لاشوں سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ
ساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے
ے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد
اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری پر تین
ل کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صف شکن
ہ کیسے تیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلوارین
الیں حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے
تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیاروں
کی کمندیں جلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر
گ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہین فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہین نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آواز
آرہی ہین نعرۂ صاحبقـــران کی جو صدا ہو بچی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مراد مند
پہنچتے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ پہنچے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہین
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار غصے مین کیونکر لڑ رہا ہی سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور
لباس معقول پہنے ہوے قباے زر لفتی زیب جسم موتیون کے مالے گنتھے یاقوت احمر کے گلے
مین اڑا ہوا جاتا ہی کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مراد مند
پہنچے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہین بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ اے زبرجد
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑے گیا لندھور
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے مین طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و بیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لاتق جنگ
کے ہوے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوند ہی صفین جما کر زو کو بوزینہ نے کہا کہ اے زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی

ل سنیے کہ خواجہ عمر و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
ق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون
برجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اکر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تھا تین دن
نے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے مین
نا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہے
لو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
سکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرای شہر مین اُتر رہیے
ن آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی
ر پانچ لاکھ ساحر وغیر ساحر جمع ہوکر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالای
ہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اسنے تصویر کے سامنے جاکر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
حضور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بالاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
کے سے نہ رکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جاکر میلے سے باہر صفین باندھو کہ حمزہ کا
ان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
ج میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی دوکانون پر کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
ب پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
نے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف
و جسطرح بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مارلین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی

مقابلہ ہو آمادۂ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہر انجم سیاہ رو بہ فرار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بعبدہ کرو فرمیدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہو اُسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہو سہمان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہکر میدان مین آیا چار گولے چار طرف پھینکے اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے مین سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم بڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر چاہتا تھا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر با توقیر جس طرف دیکھتے ہین شیران صحرا حملہ آور ہین صاحبقران نے جیبر رُخ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہ گیا جیدر کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اُڑی ہزارہا بندر پیدا ہوے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر با توقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جیبر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر صاحبقران کو مارلو چار لاکھ ساحر امیر پر آپڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوارین کھینچ کر امیر کے شریک ہوے صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

ین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی
تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہ ہاے
عیاری سے آراستہ ہوکر پایے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو
بعد دو دن کے ایک صحراے پُرفضا ملا تالاب جابجا آب صاف وشفاف سے بھرے ہوے طائر
درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پرفضا مین اُترے صبح کو کوچ
کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی
ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو
پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین
دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند
تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے
دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے
اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس
زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ گھول کر خشک
ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر
اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح
کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ
ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم
بوزینۂ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف
اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب سر
میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے
بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

برق کو لے اُڑی برق راہ مین ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہین سنتی خواجہ عمرو
انتظار مین کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان مین آئی دیکھا
ایک ساحرہ برق کی کمر مین پنجہ دبے ہوے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھ
پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام
ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا
ہے قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہے
عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو کہا مین بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ مین بیٹھ کر
یہ بھورا یا پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر مین نے پہچان لیا تو کون ہے کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ مین طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ا
درۂ کوہ مین بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار
گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہے اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا مین بموجب حکم خدا
آیا ہون اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے مین خدمتگزاری کرون قطرہ زن
نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شے کی ضرورت نہین مین اس وقت بہت خوش ہون
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو
قدرت خدا آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن ہنسی خواجہ عمرو نے خنجر
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا
اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اُسی وقت اُٹھا کہ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداران
کے کوچ کیے ہوے آتے ہین ان مقامون پر جو آکے پہونچے حال نقیب دار سُنا کہ قطرہ
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب مین اپنے کو جلد
پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ مین آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمھین اختیار

ارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آنے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکر مین
ین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا اب
ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالہ لیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا
ن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
ہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صدا ے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل یہ سنا برق فرنگی
سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہو ہی برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
ب جنگاریان بنکر لشکر پر گرے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام ہو
سی نے یہ تہلکہ ڈالا ہو جا کر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
لہ ہوے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
حر کر رہی ہو کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ منم قطرہ زن
ادو اے ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
احر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے سقدر
ر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہو اسکو پڑھ لے جو حکم ہو وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اُٹھایا
شارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین مگر
بیٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجکو پہچانا مگر با چار جھکا
گوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
ل گیا برق نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجکو قدرت کا حکم
ین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد
رونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت
لی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او لنگوڑے بھورے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجکو
رت کے سامنے لیچلون وہان جا کر تجکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہو کہ جہان عیارون کو پاو قتل
و لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہو یہ کہکر کمر مین پنجہ دیا

زخمی ہوا چالیسوین بھائی عادی کے ارحد عادی و دریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تیغ رو احلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی
گھوڑے سے اترا ہوا دار پر سوار کر لیا لڑتے بھڑتے قزاق پہلوان عادی کو لے نکلے اتالہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور لیکر طرف صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جلد
مین کریب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے وار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور پھینک
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چورنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پہ جا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخروہ سب بھاگے
اتالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تخفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ مجھسے نہین بچی
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہو مجھسے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو
قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا اُنکے سر مین دلوائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر

نہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور
دن مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہر یار بس
ب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے
قابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اُڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا
ے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھڑی رات
ہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون
رزند قیدخانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ اُنکو جلکر رہا کرین زیرہ کوہ زبرجدی
وار چلے لشکر اُسی مقام پر صاحبقران کا اُترا بڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین
س آگے بڑھ گیا خواجہ و برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت
و ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوے ہین
ر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ ای شہر یار آپ بخوبی
گاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانینگے کہ بھاگا جاتا
لھذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگواکر خواجہ عمرو کو دیے
اجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین
ادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہی بارہ ہزار قزاق بیچ مین اثالہ
رگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون
نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے
ف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت
ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہین سے نعرہ کیا
باشیما ی مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لاؤ منم قرطوس فیل درہ کیکے
دی پہ آپڑا شراب پی پی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق
ے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کرکے زخمی کرین اُسنے
مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہو جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن
تیغزن ہو یہ عیار ہر فن ہو نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار سے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف یہ آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا
علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر ہیرا اُٹھے پڑاؤ پر آئے نقاب
پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خیمے جلنے لگے پڑا لوٹ لیا آخر اُن سب نے مشکل
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا
کس لطف سے لڑے کس زور وشور سے ساوس کو مارا عین میدان مین آکر اُسکو للکارا
چاہتے ہین کہ تمہارے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہو کہ آپ سے امتحان کرے یا تو ہاتھ نہ مارے صاحبقرانی غلام کو ملین یا مین
بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج
مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہو ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہو صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نہ ہوا زمندہ کے ہون تو اپنے
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
مین آئے جو اشیا کہ باعث صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد وتیغ صمصام و قبضۂ
و نیمچۂ سہراب یل وسپر گرشاسب نوجوان وگرز سام بن نریمان جب مین نے پردۂ
قاف کا سفر کیا مصائب بھی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہو فرزندان دلبند بڑے بڑے زور وشور سے آئے اور یہی دعوی کیا
عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور ہاتھ نہ بچائے ایک نقابدار زرین پوش اُنھین اشیا کا
خواہان آتا ہو اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہو جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہو
اُسکا البتہ خیال ہو اور آپ کے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی

[...]س خاندان سے ہی خواجہ دبرق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
[...] نقابدار مرصع پوش کس شوکت وشان سے آیا ہی یہ ارا بلے ذرہ سرخ وسفید کے جو سا[...]
[...]ن کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہوا ور نہایت جوان کم س[ن]
[م]علوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
[...]یا ہتا ہی کہ جا کر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ا[...]
[...]سے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے بہتقن صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدا[ر]
[سا]لوس سے تگاورزن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
[...]رچھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہوا کہا
[...]او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حوصلہ نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
[...]ر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
[...]ہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
[...]ں گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے نقابدار
[...]اتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
[...]دار کو اُسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ ماردیا شپ سے تلوار گذر گئی مثل خیار تر
[...] دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدا[ر]
[...]چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہرچند کہ افسر
[...]مار چلے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاکہ کر
[...]ہدالون اور رسالہ دارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
[...] بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت و پہلو
[...] خبردار عیار پشت بر پشتی بانی کر رہا ہی عیو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اُسکو گرادیا کبھی
[...] آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے نے
[...] دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار
[...] آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

ما لک ماریان شکین پر تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہ
کہ بخیر و عافیت مین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہو کہ
بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہو امیر نے فرمایا کہ مین نے صحرا
گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر جاتے ہین کہ گھوڑے
بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر
صاحبقران حکم خداوند ہو کہ ان صحراؤن سے نکل جایئے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پہونچ
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین
انشاءاللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اُس مقام سے بھی اُسکو بھگا دینگے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھمنڈ اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے روار
کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آر
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہی اور کسکے مقابلے کا خواہان ہ
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کے
روکنے آیا ہی اور اسیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اُسنے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس
پر نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اُٹھایا مرکب بادرفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھیکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد
آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

واجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوے ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ ہمارے بعد تو کسی سے
قابلہ نہین پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے مین صاحبقران کے
مین آیا اسی وجہ سے لشکر اُسی طرح فروکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتین دریافت کرتے ہوے خدمت صاحبقران مین آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم
باگذری عمرو نے کہا کہ ماشاءاللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے تحفہ جات باچکے آپ
الم لوح مین مصروف ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمھارا نور نظر پارۂ جگر یعنے ایرج نوجوان و
ور الدہر بن بدیع الزمان آپس مین کچھ تکرار کر کے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
یرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونون کے مزاج سے جہالت نہین جاتی لیکن
یرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا جادوگرنیان عمدہ عمدہ مکین ہوئین
حراے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرون کو گرفتار کر کے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہین ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
یرون کا شیر کب رکتا ہے انشاءاللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ وکعبہ
سکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہجائینگے
پس مین آنکھیں ملنے لگین جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
لک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیالی کر کے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس مین
بت رہتی دوست چپی بگڑا چاہتے ہین فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بیٹے ایرج بھی بے مثل ہین اور نور الدہر بھی
بے نظیر ہین سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ مین صحراے گرداب نشان مین جا کر
یا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہان پہونچائیگا تو حال لوح آپ کھلیگا مین جا کر رہائی ایرج و
ور الدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھے اُنکا قید ہونا
مت شاق ہے انشاءاللہ حل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے امیر
نب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑون پر سوار ہوے لندھور شبرنگ تازی پر

مری طرف سے ابھی دلمین راہ ہو کچھ
غفور اسکو سمجھے ہین سب کو کیا دل عظ
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو
غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہین
شب فراق مین ہسے تو نالہ رک رسکا
خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا
کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دلمین درد ہو گیا

ادھر سے بھی وہ گنہ گاہ گاہ کرتے ہین
ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
جو ہم کبھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین
وہ پا مرد ہین جو طی یہ راہ کرتے ہین
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چارون نازنین گلبدن لپشت پر اُنکے دو دو سو کنیزین آ کے ان لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کی دن بھر تو یون گذرتا ہو شام کو بھونچال آ کے اُس مکان مین چار رب گشتی کرتی ہو چار رو کر کے سامنے نورالدہر و ایرج کے آتی ہو کہتی ہو کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت ہو ہمار خطا معاف کر لیجیے نورالدہر و ایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونون جادوگرنیان نورالدہر کے ساتھ کی لنسترن و سوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش و نوسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے ایک مکان مین پایا شاپور اُنکے ساتھ ہو لیکن اپنے ہوش مین ہو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تیرہ دل دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہو بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہو شاپور تاکید ہو کہ بہتر اسی مین ہو کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کو سے دینداری جواب دیتا ہو کہ جبپر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کرین اب اُسکے اختیار مین ہین جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ و برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہوئے ہین رُفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو و برق نہ ملتے کہ کچھ حال رستم معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہر کارون نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلا

مرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آکے سب کو لے گیا اب اُن سب کا
نہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ و برق تلاش مین صاحبقران
لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نورالدہر و طہماس و شبرنگ
نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہوگئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا
اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کر رہی
نورالدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی
ای بندگان من کیونکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای
زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ
اس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اُسپر سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو
لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے
مکر کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا
تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر
خاموش ہوئی نورالدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دمامے کی
آئی صاف اُس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر
عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہین دھوان
ہٹا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوے
پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جب پر نگاہ کرتے ہین　جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
ہمارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی　تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
پری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی　حلال کرتے ہین یہ یا نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک　خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
بتان کا عشق محبت کسے ہی کیسا پیار　جو قول ہارے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
سزا اُٹھائین گے عاشق کے خون ناحق کا　عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نورالدہر نے کان لگا کر سُنا مگر
و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل
بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی
جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نورالدہر اپنی
اُس نازنین نے کہا کہ مین نورالدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہی مجھ
زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس ناز
نے آواز دی کہ ای گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریائے جواہر مین غوطہ ز
اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس
بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ
سامنے نورالدہر کے آیا اشارہ کرکے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی جس نا
کا نورالدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرار حمین میرا عیار تیرا خواہان ہی کہ پہلو
نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ
شبرنگ سے یہ اشعار گائے **نظم**

ظالم کہین تو مل کبھو دارو پیے ہوے — پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
آؤ گے ہوش مین تو ٹک اک ساتھ بھی کبھو — اب تو نشے مین جاتے ہو زخمی کیے ہوے
جی ڈوبتا ہی اُس گہر تر کی یاد مین — پایان کار عشق مین ہم مر جیے ہوے
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے — ہوتا ہی کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی — مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈالد
ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صداے ہیبتناک آئی
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین
صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا
نہ دوست کا لشکر ہی نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ

بس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او ظلم قدرے تیری شامت
ئی ہی یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اے
یرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہی ورنہ
کا شل نہین ہی ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیر زادے
ج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی بڑے قبلہ وکعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہی
ٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہی کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نور الدہر نے
ہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب توج مین
پڑی چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہی کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ
بھونچال کیون تیری شامت آئی ہی یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ
بھونچال کو اُٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرزن کو اُٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر
ے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن
رشک قمر زیور ولباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

بسیما نہ کسی سے مرا مردا اُٹھا　　اُس سے کاندھا دیا آکر تو جنازا اُٹھا
ہد و تقوی سے بھرا ہی رند مین گھبرا اُٹھا　　پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اُٹھا
اہر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہے رہا　　آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اُٹھا
بس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی　　دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اُٹھا
ن وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا　　قد آدم مری تعظیم کو منڈھا اُٹھا
یا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم　　آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اُٹھا
چہ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے　　دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اُٹھا
ل شب سے موذن نے اذان دی شب وصل　　لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اُٹھا
ر کو ہونی ہی اک تازہ قیامت برپا　　گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اُٹھا
لو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل　　حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اُٹھا
لے مرنے کی خبر رند سے بولا رو کر　　آج دنیا سے مرا چاہنے والا اُٹھا

منعم شہر دل صف شکن نوجوان | منعم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے توسن نے بڑھکر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای ملکہ
مین کنیز ہون تیری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی۔ نظم

متاع وصال کی لذت اُٹھائیگا پھر کیا — گدا کو دیگا نہ منعم نوا پائیگا پھر
شب فراق منعم سر پہ لائیگا پھر کیا — یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر
ہزار بار کیا میرا امتحان اُسنے — بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر
جفا و جور نہ کر اُسکے بندون پر او بت — خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر
وہ گھورتے ہین بری آنکھ سے بھر اب ہر بار — مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار — یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر
کرے نہ دبر کو مسمار جو کہ بت کے لیے — وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا — جو زندہ کوفت مین تو مر بھی جائیگا پھر

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون بد کردار ہفت پیکر کی یہان کیون بجے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تھمے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ ملا گولہ پھٹا اور آگ برسنے لگین کئی سو جوان مرکر گرے ایرج و نورالدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر نورالدہر نے ایک گیدہ ان کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نورالدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو سپر پہ گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پر نہین لیتے نورالدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے زخمی ہوے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان

ملو تیری مدد کو بھیجا ہی کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہان کنارے
لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا اسکان فیلدر سے مقابلہ پڑا اسکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کردیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ مین
رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہوکر خالی دیا خالی دے کر خبردار خبر
کے ہاتھ ساطور کا مارا اسکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے
ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہی وہ سب لڑائی مین مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کو
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہو نے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہی کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے
پنجے سے عصفور نہین بچتی بیک ضرب ساطور دو پر کالے ہوے فوج بہت ہی لیکن بیدل
ہو رہی ہی سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھین تو
کل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھونچال نے عملدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کردو ایک ایک کو پکار رہی ہی کہ یارو نہ گھبرانا چہار جانب سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نور الدہر بہت کم ہی دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر دیکیے
ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہ رہے ہین نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین
دشمن نے بڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے خون کے دریا
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہوے
نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج

ایرج آن آفتاب منیر
لزل فتنہ درمیان مصاف

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

چو تیغ یلی برکشم از غلاف
زگاو زمین تیغ و بن برکنم

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہو
لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کارنمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید بہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھے
بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دولاکھ ساحران کفار شبرنگ
و لنسترن پر آپڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نور الدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہر آئی ہی جسنے
نور الدہر پر کیا اسنے اُس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادی
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجد پر تصویر سنگی مین
ہفت پیکر آواز دے رہا ہی کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون پکار پکار کر
زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی بھاگی پھر رہی ہی کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جا کر سر
نور الدہر کا لائے زیر کوہ سکّان فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکّان
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اُڑا کر قریب سکّان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکّان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُسوقت پہونچا کہ
بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن یہ تول
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکّان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہے تھے

نکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ
م میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جا کر
ٹھہرے تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہی کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہی وہان بڑی بڑی جادوگرنیان
مع ہین اگر انکے مقابلے مین تم گئے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایسا
رمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
ہ نکلے ملکہ لنسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے
و پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منھ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے
ریب لنسترن آئے لنسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ
علے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرے کئی ہزار ملازم خلنخال و بھونچال کے
لے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ منھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ
ر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گرکر غرق زمین ہو گیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی
گے خلنخال چلی بلا تی جاتی ہو لنسترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
ائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ بشکل
ساحر چھپٹا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس لنسترن کے
ہونچایا کہا بوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو لنسترن نے سوزن
ہنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے
ڑالے ہاتھ مین لنسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہو گئے پانون مین بیڑیان پہنا ئین چاہا کہ
ر زنجیر تھام کر لیچلون سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر
مودار ہوا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ بوا ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان
جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا بوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے
حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تمام
ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیار گو
کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونون لشکر میدان مین آئے ادھر
سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی
بال کھلے ہوئے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران گرلرزان و ترسان ادھر سے
لشکر نورالدہر بعد گرد فر میدان کارزار مین آکر پہونچا یا کہ نسترن و سوسن جادوستان تخت پر
پر سوار آمد خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین اور جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکا یک
زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے گرین سنبھل کر اٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین
گرین پڑی تڑپ رہی ہین اٹھ نہین سکتین نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے
کہ لیکر بھاگون نورالدہر ہرچند روکتے ہین مرکب نہین رکتا راتون مین یہی ہی چاہتا ہے
کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤن نورالدہر نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین
کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزین جو گر
تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور سنبھلیں
سامنے نسترن کے حاضر ہوئین کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ
رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام
ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جاکے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال
جادو پر جاکر برسا لشکر مین بھونچال کے صداے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے
بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہین کرتی
آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوئے ہین میدان مین جاؤ مین لشکر حریف کو تہ و بالا کردونگی
مین یہان سے پانچ کوس پر بھی وہان جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مرے

لخته لخته ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہرطرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
تکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ لنستران مجبور
ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون یہ ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
لنخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر لنستران کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
غذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑایا آواز
ی کہ ای ابر بار سیہ رو جاکر لشکر خلنخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس
و جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلنخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر
یاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو
علوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین
یاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلنخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے
ت گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاوے ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی
صہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
صے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلنخال نے
کم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
ن کی دیوار کھچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر
ر الدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلنخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا
اگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نور الدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
ب لشکر خلنخال کا مقابلہ نور الدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین
لنخال مقابلے مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن دلنستران ایک کو زندہ
چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے
کر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی
ہ کے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلنخال مین

آتی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو اے شبرنگ بونڈلے گرد کے اٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہو
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سُ
نسترن اٹھی سوسن نے کہا کہ تُوا مین بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے مین جا کے د
کیے لیتی ہون یہ کہ کے نسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین بیچا
یہ کہکے دستک دی صحرا سے بونڈلا گرد کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ادے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہی صحرا کیون ویران ہو
چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان اسجانب بھاگا غائ
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی خلخال آکر اُتری ہین سحر کر رہی ہین رات سے اُنھ
نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہو
آب و دانہ اس جنگل مین طائرون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو خیا
مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین نسترن نے اُسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنا
لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر بر
چشمے چھتر پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دنا ٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینھ کا برسنا موقوف ہوا چشمے چھتّر یا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہوگئے پھر خا
اُسیطرح اُڑنے لگی بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھو
عرصے مین اسقدر زیادہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھ
کر گرین گل بوٹے مرجھائے غنچون نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولون کے اُڑے درخت
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا منھ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے
ہر چند کہ دستکین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قائم کر دون پانی برسے چشمے و چھتّر مملو ہو جائین
ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہو تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرتی

کے پرستار جو خاص تھے اُنکو باغ زنگار رنگ مین دیکھا طائر زمزمہ سرائی کررہے تھے آپ کا
لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہی
دیبانے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
ے ہمارے سنتے ہین حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہین بہشت واسطے نیک بندون
ہو اور جہنم واسطے گنہگارون کے تجھکو کارخانۂ قدرت دکھادیے تونے جو قدرت کو بُرا کہا
الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمھاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
ائب دکھایا تجھسے نہین ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نورالدہر کو روکے یہ دونون
ن طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہین گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونون کو
کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہین رُک جائین وہان تک نہ جانے پائین کیا عجب ہی نورالدہر کو
ن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونون دربار گرداب مین پہونچین گے
ساحر جائے راہ مین انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہین انکو ہٹا دے دونون کو آگے
ھنے دے زبرجد نے کہا کہ مین جاکے تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے دربار مین آیا آکر اسنے ذکر کیا
رت یہ فرماتے ہین کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہی کہ جاکر نورالدہر و ایرج کو روکے جس
مین ایرج اُترا ہی اُس جنگل کا صحرائے کشت وخون نام ہی وہان سے ہٹادے اور آگے
نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہین کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو مین جائین گے لیکن
سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلخال جادو مصاحبون مین سے زبرجد کے
اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہا کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کرون کہ صحرا سے وہ خود بھاگین
پال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو مین سحر تیار کرکے آتی ہون خلخال اُسی وقت
ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلہ نورالدہر چلی یہان نورالدہر اُترے ہین صحرا پر بہار
پتھر بھرے ہوئے صبح کو یکایک خبر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ گذرا
ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہوگئے درخت یا تو سبز و شاداب تھے یا پتے زرد
قوق درختون سے گر رہے ہین جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین جنگل مین خاک اُڑ رہی ہی
یران کف دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

اب تو تقویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر مین اندھیرا ہوا دھوئین نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ مین دھوان لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر مین گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہوائے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساقط کردیا
قدرت نے اُس سحر کو مٹایا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجھکو جہنم مین پھینکو
دونگا تجھکو بوجہ کیون غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تقویر نے چلا چلا کے باتین
کین وقت وہ ہی کہ نورالدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین لنسترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہین کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ لنسترن تمنے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہی
میرے سحر کو مٹا رہا ہی مین نے پھولون کا سحر ساقط کردیا تھا اور میرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہان یہ
شکست ہو وہان پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوئے
اب بالائے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولون کو جلا دیا اب کوہان مٹا اب
کوہان کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑون مین
آواز اُسکی سُن رہی ہون کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤن لنسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا مین
پھنس جاؤگی کہ وہان سے رہائی ناممکن ہوگی الغرض سوسن کو نہ جانے دیا وہان پر یہ آوازین تقویر
نے پھر دین کہ ای کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے شکم مین مقام ہی کوہان اسکا نام
ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤن کے برابر گڑھے پیدا ہوئے اُن گڑھون مین سب
پھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلان مین گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجار کو یہان بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپکو بلاتے ہین زبرجد تعریفین کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہونچا سامنے تقویر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانون کو عجب حال زار مین دیکھا

دیکھ رہے ہین یہ سُنکر کوہان ہتر تھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت لے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہین جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائین ہم جنگ کو حاضر
ہین کہیے آپس مین لڑین بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہی عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہی قریب
تھا کہ آپس مین لڑین کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ پہاڑ پر چڑھ چلو زبرجا کی طرف کوہان نے
گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجا شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہوکر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیرون پر یہ کہکر گرا کہ اس ملعون کو کیون جانے دیا زبرجد کو
پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہین وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجا بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند مین نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہین فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ رو اُنکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کے نیچے کوہان
معروف جنگ ہی ایسا نہ ہو کہ بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہان جی چاہے وہان بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچھتائیگا زبرجد شاہ
تو پشت دیر پر ہوکے بھاگا اپنے ملک مین پہونچا دارالامارۂ شاہی مین جاکر تخت پر بیٹھا اور باتین
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سُنانے لگا کہتا ہی کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہی کہدیتا ہی کیسا
خداوند ہی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتین کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہی عذاب خداوندی مین مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے اور
پھر آواز آئی کہ ای بندگان من قدرت مُردے کو زندہ کرتے ہین پھر برق چمک کر گری دیکھا کوئی
زبرجا تخت پر بیٹھا تعریفین ہفت پیکر کی کر رہا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی وہان کوہان پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گھاٹیان پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ
جوان ساتھ ہین پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوے تصویر ہاے سنگی کہ اُنکی ایک تصویر کی نقل
جابجا کھڑی ہین اُنکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر مین گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کر باہر رہ کوہان جھپٹا ساتھ والون نے بھی بلوہ کیا

ہاتھ سے بجائیے ایک ایک تمین دیو خصال فیل مثال ہو تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد
کہ یہ کیا معرکہ ہو کیون میلے والے فریاد کر رہے ہین زندہ ہین لیکن مرنے پر مر رہے ہین زبرجد
سامنے سے تصویر کے ہٹا اور تصویر نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کوہان بن کو ہین تیغہ
ہاتھ مین ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کالے گھوڑون
سوار پامال کرتے ہوے آتے ہین جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا یا
گرا دیا جو خیمے مین تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون پامال کیا اہل
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہین لوٹ بھی لیتے ہین ہر طرح ذلیل کرتے ہین زبرجد کو کوہان
ہو کہ او بجیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہو زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتار دون تجکو رسوا کر کے مارون زبرجد
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ اے
کوہان اپنے ہوش مین نہین ہو ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہو سارے میلے کو و
کر دیا ہزارہا آدمی مارا گیا دیکھیے لاشے پھڑک رہے ہین جو زندہ ہین وہ بھاگے
ہین مجکو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہو نہایت بلبلاتا ہو حکم ہوا کہ اے زبرجد
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہو فورا آپریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمھارا
کر سکتا ہو تم پابدولت کو بخدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہو اُسپر بلا آسمان سے
ہو گی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہو تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہ کہ ہفت پیکر فرماتے
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہو تو آپس مین لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیون برباد کرے
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سُنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چپ
راہ مین جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیرون نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش مین
ہو زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہو کہ یارو
خداوند نے بھیجا ہو آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہین وزیر و
امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کھڑا رہ مین آتا ہون زبرجد نے جواب دیا کہ اے کوہان خ
ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس مین لڑو قدرت بھی ت

ی وقت لشکر تیار ہوتا ہو سب صفین باندھ کر ساتھ ہوتے ہین اُسی جوش وخروش مین
ا بھر رہروی کرتا ہو ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہو ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہو جہان گُل و غنچے پر نظر پڑی
وہین عارض یاد آتے ہین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہو نظم

م لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے ۔۔۔ دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
ی لگا لاتی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو ۔۔۔ جس طرح سے کوئی تکہ بنکے کبوتر چھوٹے
وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ۔۔۔ دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
ن وزنجیر کا غل اب نہین زندانون مین ۔۔۔ قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال ۔۔۔ کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
ی الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک ۔۔۔ اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
ہ خانہ ہو قریب اتنے قدم رنجہ کرو ۔۔۔ پانوئن کی منہدی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے
سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے ۔۔۔ نامہ بر ہاتھیون کے پانون مین بندھکر چھوٹے
ل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون ۔۔۔ جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے
ی صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی ۔۔۔ پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے
ویون کی محبت کا بُرا ہے انجام ۔۔۔ تجھسے لیکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے
ی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ۔۔۔ جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
ی افتاد کئی بار پڑی ہے ای رنا ۔۔۔ بیشتر اُس سے ملے رنڈ کر اکثر چھوٹے

جوش خروش مین چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہان وہی میلہ جما ہوا ہو مراد مند
ہین سب طرف سے آوازین آرہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا
مراد مندون کی مراد دیتا ہو صاحب اعجاز وکرامت آپ ہو تو پوسنے وہ سے خداوندون کا
ب ہی ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولادین ممکن ہوئین سامری جمشید کیسی
ی کر گئے آخر ناچار ہوے مر گئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا مرادین پوری
ہو دامن مدعا گُل آرزو سے بھرتے ہو یکایک میلے مین ہلڑ ہوا فریاد فریاد الغیاث کی
ین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون کے

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجیب درد تھا

ما قلو باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب ہے بے چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وتش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین یون دفن یہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ مین گرو جو قباس

اس چمن کی ہولسے یہین د
تب ہوا سرو خوشنما بید
جب مٹے میکشان محفل در
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی السحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
زرے اللہ خاتمہ بالخیر

اُس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے چہرہ مثل گل کے اُداس عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اُٹھا کہ ای ملکہ عالم کیا اشعار سُننے مین دل پر تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن مین آپ کا تابعدار ہون خدمتگزار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہی لیس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوگی تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہی کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھین سُرخ ہوئین آسمان سے اُترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا ہجوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر لشت پر آگے آگے افسر لشت پر سارا لشکر جھومتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہی ہر منزل پر شب کو اُتر پڑتا ہی صبح کو جو اُٹھتا ہی اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والون پر تاکید کرتا ہی کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہی

ی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کر کے دوسری بارگاہ کیطرف
ے کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہین
رتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تونے اس طرح پامال کیا لالنسترن کہان ہی اژدر سوار
ے جواب دیا کہ ای سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کودا تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن
چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی بچے پیدا ہوے وہ بچے آکر کمر مین
بٹ گئے اُٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چکے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی
بہ دیے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جا کر مثل بجلی کے تڑپین بچے سے اُسکے چھوٹین
لون سے آلیس مین سحر ہونے لگا اُسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اُسے توڑا اُسنے گولہ مارا ملکہ
ے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے
اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اُسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پر
ا بڑا چاہا کہ گردن پکڑ لون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اُسکو چیر ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوے
شکم سے اُسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی لنسترن کبھی دریا سے
خون مین غوطہ مارے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پانون
مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ رُک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی لنسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مار اگیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹجاؤ
مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اُس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکے کہ او مبہوت لے مثل غنچہ
کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو
جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اُسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہی کہ
ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان ذرا اس طرف

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو ملا لئے پر رہے نور الدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آ کر ٹھہری دو پہر
رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے لیکن تھوڑی
دیر کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اژدہا نکلا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُس
نے کہ لشکر نور الدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آ کر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابہ آتش
چھوڑے کبھی آپس مین دُم جلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پر نشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُس پر
اژدر سوار ظاہر ہوا اسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر
پھاڑ پھینک دیا اب اژدر سوار پھر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُس پر آگ برسائی تلوار
گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر مین پہانہ پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین
اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آ کر اُسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ سوسن زبان دراز پر آئین
پکارنے لگین کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آ کر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دئے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

ِ الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے مین
کنیزون نے خبر دی حضور بیبیان آتی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون
آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جاکر آفت برپا کرینگے
ہو یہ توڑینگے دیکھیے اسیر وہ بچا کیا کرے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور
کانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے
ن اُٹھا لئے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے ہلڑ جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی زبرجد شاہ
کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشنی شال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین
سترن و سوسن کا نام زبان پر ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان باتیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے
نیچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ ای کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر
نے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طے کین تیسری
گھاٹی پر آکر پامال ہوے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک
تے آتے تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف
ی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے
لم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور اُنھین گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے
گے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی
لی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج
نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدر برائے
سواری نکلا چند اژدہون پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ فرسے کوہان برائے مقابلۂ شاہزادۂ
ر الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی کی
سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش نمایان ہوے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا
طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

منع کرنے لگا نسترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل و
جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین اُنھین کا سا
دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانۂ اختتام عمر طلسم اگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیر
کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بید ریغ کسے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن
سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادۂ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیرو
جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہرچند کہ ملکہ نسترن نے سمجھایا مگر نگہبان
نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ نسترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہی اسنے نگہبان
پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے
نکلین پر پرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے
مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین
ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہی جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ سا
ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینکے
مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت دیکھ
دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان
یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین **نظم**

گلدستہ توڑا اپنا اے حرص لیس — نہین اس راہ مین فریاد رس بس
کبھو دل کی نہ کھنیے پائے اُس سے — جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو + — کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل — ہماری خاک کو ہی خار و خس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر — بہت نکلی ہماری لیس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی دونون نے کہا کہ جا
تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین
زیر کوہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نور الدہر کے چلیں

رکٹ کے گرا پھر ہاتھ چمکایا شیحہ پھلنے کا کڑک کر اُسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوے سوسن کو
ن آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہین اور ساحرہ بھی مری پڑی ہی اپنے کو نخل سے
ھا پایا زور کرکے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالمہ
ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے
بن کہ آسمان سے آواز آئی او نالائق نمکحرامی پر کمر باندھی ہی اب کہان جاؤگی ایک زنجیر
مان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
کے دست بستہ کھڑا ہی یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی
ت منھ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر
رجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے اُنکے بندھے ہوے دیر مین پڑی ہین منھ
نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین غیرہ حمزہ کی شرکت
زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونون کو لیجا کر قید کرے تصویر
آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل
قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا
ے دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے
کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
ترن کی زبان مین سوزن سر نگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی نگہبان اُس
کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ مین غلام ہون مجھکو یہ غلامی قبول فرمائیے
ن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اُس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
علان کہہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
ے رہا کردونگا میرا کہنا مانیے نسترن نے کہا کہ تو کیسا چاہنے والا ہی کہ ہمکو اس مصیبت مین
یکھتا ہی اگر اس امر کا خواہان ہی زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانینگے یہ
نتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن
، سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور — قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہے مجھے — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے — کھاؤن میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان مین جو تو جائے واعظ — نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آ کے جو اک تند مرے بالین سے — ہے یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھون مین آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزین منع کرتی رہین مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولا کوہیون پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن بلغ پیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا سمجھین کہ یہ نور الدہر یہ سحر کرتی ہی طاؤس اڑا کر قریب پہونچین آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو مین کیا کر رہی ہون لشکر کوہیان کو بھگاتی ہون تم کیون گھبرا گئین نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردۂ قدرت مین نہین ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہین کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانون سے میل کرتی ہو دیکھ تجھپر آفت آتی ہو ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اُٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمین پنجہ اُترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ مین اُتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہی کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہی مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ مارون آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت
شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کوہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر
جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کوہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس
کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کوہی دشمن
جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہین مگر کس ہوس سے مصروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان
سے تنگ ہین دیکھو علمدارون نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑون سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیش برق برق
سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیرون کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم
تیرون کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت ولیاقت شل چاکران کمترین ہمراہ
رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم والم نے
گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع
متفرق کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کوہی بھاگ جائین افسر
تو انکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزون نے
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کوہی گرفتار کر لین کہا کہ مین یہی چاہتی
تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو — آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو — آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو — رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف — ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے — جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے — سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن — دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانہ ہو

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد وقامت اور جو
زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑکے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے
قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار
وگرز لگالے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین
جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران
ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا
نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے
حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے سے
روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا ہی
سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر نہ کرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہین
اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی
ردو بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ
گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصّہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کڑک کر گرا
گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرۂ شاہزادہ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش

کہ شاہا نش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر

بطفلی زجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

لقا را بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

علم آفتاب نکلا جب — ورق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب — ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا — مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوے ملکہ نسترن طاؤس
زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کوہیان فرداً
فرداً میدان مین آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھرکا
بھیر دوش پر بار لادے ہوے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب کو ہی
جمے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کنیز سیم
تن نیزین گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب ہین نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوے سب کے آگے
اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گانار
کڑکتا ہوا پیدا ہوا زیر ابر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا
سنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم
اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان
مین کھڑا ہی بی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر
بی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون آپ
لید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی
نسترن سحر کرینگی تو بہت پچتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکے سلحشوری
دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو جب اس نے گینڈا بڑھایا
نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو
وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمھین اختیار ہی
یہ سنکر اس رکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب
طرارہ بھر کر چلا اپنے تئین بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے — تیز گامے ز برق چابک تر
طرفہ دیوانہ و پریزادے — نرمی گوش و نرمی کاکل
خوشخرامے ز آب نازک تر — دستہ بید و دستۂ سنبل

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہو ایک ابر آیا
بر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاو ہو رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے
ہاتھون مین دور کالے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر
رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہو پریزادون کا مجمع
نورالدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس الیار رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز
شاداب ہو ہر خیمہ لاجواب ہو دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہو قلعۂ جہرانیہ اُسکا نام ہو وہانکا حاکم ہو اسوقت بڑے سیر کو
اس طرف بھی آ گیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نورالدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر سر
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہو کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران
شبرنگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہو
سیر صحرا ے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آ کر اشقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہو کل انکو قتل کر کے سر انکے خدمت خداوندی مین روانہ کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہو کہ نسترن باغ میرا ساتھ ہو میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے
اور اے نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آ جائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آ کر روکیے گا آپ آ کر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لونگا نہنگ
اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نورالدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگ
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شیرین کلام اشعار

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑون کنیزین جل گئیں صد ہا باقی رہین
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر سے دیکھکر کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضہ مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون یہ چشمہ خاص آپ کے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی لے لیا مین اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کر کے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا مہتاب کا
پہلا احسان ہو کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر رہی مین
آپ کے ساتھ چلونگی صحرای گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نور الدہر کو لائی مقام
صدر پر جگہہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کو کا اسکی سر سبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہو اب تو جلسہ جما سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ ای شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحرای گرداب نشان مین پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہو نور الدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہو چار لاکھ ساحر جمع ہین اب انکو صحرای گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن چابک خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہو کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہی اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہی نور الدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن بلغ پیرا سرسبز و
گلشن افسر کلان نے ابر نارنجی تیار کیا ابر بالائے سر آراستہ کیا زیر ابر نور الدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پر جس صحرا مین جاکر اترے نسترن نے اسی وقت
اس صحرا کو بہار کر دیا گلہای سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نور الدہر برابر
رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہی ملکہ نسترن نے بارگاہ زر بفتی
استادہ کرائی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ساطور مقصد منی کاندھے پر رکھے ہوے
پہلو مین بیٹھا ہی شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہی ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی سر سبز پہلو مین

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خار صحرا ادھر آ ئیے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہے دیکھیے وہ ظالم
مجھے نیمچہ دکھاتا ہے چاہتا ہے کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خار صحر نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر اُبھار ایک ہاتھ گھونگھٹ سا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہے منھ سے گلوری گر گئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہے اُسی کی مکاری کا سا
فتور ہے فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہے کنیز بتاتی ہوئی جا
کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہے کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
ہوا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگا ہون مین کھائے جاتا ہے دیکھ مجکو گھور گھور
کے دیکھ میرا خون ہلکا ہے گھٹا جاتا ہے ابھی کل بخار اُترا ہے آج پھر یہ کیفیت ہے کہ تو گھور گھور کے دیکھتا
ہے آنکھین جھکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہے اسی جانب گھور رہا ہے لہنگا پھر یا پہنا چاہتا
گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد جب بیٹا
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اگر یہ وزاری کرین
اور اُسکو ترس نہ آئے ہزار ہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہے ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہے اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہے ہاتھ سے بتاتی ہے کہتی ہے کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہے کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہے یہ کہکر
گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہے مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ نہ سوجھیگا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہے کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز
ہے آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلیجہ پتھر کا
کر کے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مار آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا واصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا مین نے اپنے باغ
مین جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سنکر نورالدہر نے طہماس و شبرنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزین ہمراہ اُس مکان سے نکلین نورالدہر نے دیکھا کہ پہلوے قصر مین ایک چشمہ
ہی اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طی کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا براے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین یہ سب ساحر
خدمت شاہنشاہ خارصحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے
مردون کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے مین اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نورالدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم
شاہنشاہ خارصحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی دیکھو تو
تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً اُسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ منھ کے بھل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منھ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی
اُسنے ارادہ کیا کہ اُٹھون شاہنشاہ خارصحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گری جو پہلوے نورالدہر مین تھی اُسنے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارصحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہی کہ شاہنشاہ خارصحرا زمین پر آیا نورالدہر و
طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے
چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھین تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپک رہا
ہی بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خارصحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار وہر مین — رُخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کی
بدنام اُسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو — سارا فساد یار کی تکرار نے کی
سیدھا کرونگا گیسو خمدار کی قسم — جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کی
ای بادشاہِ حُسن ہوا تعجبیہ وہ فقیر — ترک لباس تیرے طلبگار نے کی
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن — مردہ خراب کا فرو دیندار نے کی
گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین — باغ و بہار یار کی تلوار نے کی
قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان — کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کی
دکھلادیا جمال تصور نے یار کا — جب اضطراب طالب دیدار نے کی
پان ہونٹھ نیلے کردیے دانتون سے کاٹ کر — وان زیرلب کسی کو اگر یار نے کی
بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے زلف — دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کی

شبرنگ کس لطف سے یہ غزل گارہا ہو کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ
ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دو
اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب گرگدن سوار خبر سنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقرا
بلا کر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہی دروازے پر کنیزون کو قتل کررہا ہی یہ ذکر تھا کہ پہلوا
گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رُکتا سامنے جو
پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تیر
سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹادونگا تجکو خاک م
ملادونگا یہ کہہ کے گینڈے سے کودا تلوار چمکاتا ہوا چلا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے
مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نورالدہر نے کلائی
ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نورالدہر نے تیسرے پیچ
اُسکو اُٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا
اُسنے جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر چرخ دیکر گرد
اُسکی کھینچ لی مار کر اُسکو نورالدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار

بجور کو کل غیر ساحر دن کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام و گلپوش کو
بہا اس کر و فر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے ایرج طرف صحرائے گرداب فشان کے
چلی اب حال خیریت مآل شاہزادۂ نور الدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ جو آوارۂ دشت ادبار ہو کر چلے
ایک صحرائے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے
ہین تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ جنگل سے ایک
شیر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اُس نے چاہا کہ بھاگون شیر نے آکر گردن لی چھاگل
ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے
جا کر چھاگل اُٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہین معلوم کیا غش دیکھی سبحان اللہ کہ کے
چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر اسپ
بادپوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہی ایک قصر
عالی آراستہ ہی طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہی نور الدہر
حیران ہوگئے طہماس کو پکار کر آواز دی اے ہزبر بیشۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری فاقت سے
منہ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا
اے شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہین نور الدہر نے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون ٹپلیان جوڑ کر نور الدہر کو لیے ہوے چشمے مین جا پڑا نور الدہر
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و
نازنین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع
نقان خاص و عام مقام صدر پر گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس کے
ایک پہلو مین شبرنگ کے بخبر رنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہی۔ نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرر بار نے کیا　　رسواے خاص و عام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا　　دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا
ٹھہراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا　　میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
ان بنکے لپٹا سر سے نہ اُترا کسی طرح　　دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جما یا پھر ہرے علم کے کھول لیے جنگ مین مصروف ہوے
عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جابجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمی
لگی ہی پھڑک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ
لاشے پہلوانون کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ صبا
شمشیر برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آئے
مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج
مقابلہ نہ کرون ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی بڑا تجھکو ملکہ کے آنے کا
ہوا او بیحیا حلوا خوردن را روئے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور
ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو تبا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب
مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا
شہر یار مین آپکی اطاعت کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جا
جھلایا گینڈا اڑا کر مقابلہ ایرج مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بڑھ بچا کے کلائی
ڈال با تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیگر زمین پر
دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلما
فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت
اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہو گئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب
سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہی ملکہ توسن چابک خرام بھی
تخت شاہباز مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ
سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاءاللہ
کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکۂ عظیم پڑیگے گرداب جادو بڑی
مکارہ ہی اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہی اُسکا سحر نہین کرامات ہی ہفت
اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہی اپنے مقام پر کہتا ہی کہ ما بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ
وہ بلائے روزگار پرکالۂ آفت ہی ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی!

پہونچائی کہ ملکہ توسن براے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پر عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہوگیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر لڑ ایرج
سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑہ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ
سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا -
فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بہ ارادہ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغہ برہنہ ہاتھ
مین گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
ن لاکہ اسکے ساتھ والے بھی آ کے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار
لشن جہان ہوے لشکر مین غریو بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے
شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر
ب کی فوج پر آ گرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
ملکہ بہت غصہ آیا جھلا کے آپڑا کہکر چلا ہے کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہے کہ اپنے
بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام
سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اُس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہکر حکم دیا کہ اے شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہہ کے گرہ بن اشقر پر سوار
ہو کر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہکے اپنے نام کا نعرہ کیا - نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

...صاحبقرانیم و آفاق گیر	چو تیغ یلی برکشم از غلاف	ملک ایرج آن آفتاب منیر
...تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم	نزلزل فتد در میان مصاف
...ال گلستان صاحبقران		منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
...نے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہے کیدان و رسالہ دار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب د[...] سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر [...] سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر سامنے [...] رنگ روسے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہی مگر خاموش [...] جانتی ہی کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ مُنہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس [...] شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

دیکھ کر دامنِ صحرا کو چمن یاد آیا
اسیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد [آیا]

ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد [آیا]

جانے والون پہ عدم کے نہ مین رؤن کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد [آیا]

گل کو دیکھا تو بندھا عارضِ رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد [آیا]

لحدِ تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد [آیا]

یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد [آیا]

تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد [آیا]

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد [آیا]

باغ مین بھی نہ مین اُس رشک چمن کو بھولا
زر گُل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آ[یا]

بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش ای رند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد [آیا]

ملکہ توسن نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ و[...] نرگس کنیز ہی ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھار[ی] گرفتاری کو آئی تھی اِی شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہی آپ یہان سے کوچ کرکے جلد [...] طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرا باد [...] فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہی یقین ہی کہ رہبر[ی] مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب [...] بہ دل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور [...]

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہو کے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین بیٹھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگواکر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا مہتر جناب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا مدار غل مچاتے ہوے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آ گئے
پکارتے ہین کہ ای آقاے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہی شاہبار نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوے
ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
ہمیرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آتی ہی گاتی بندھی
ہوئی سینے پر ابھار نارپستان یا سنان نیزۂ دلستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
ہم تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جیا باک خرام نے
دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین براے تیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق
ہوے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام نوبت بجان دکار دباس
ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چلبہ
بہت بیتاب و بیقرار ہی نظم

آج پھر اُس شوخ نے نفرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنے ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر مجپیر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے النسب کیا اولا کیا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آ گئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا تہ بہ تہ کا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی
مین نے منہ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

عشق نے پھر مفسدہ بر
خون ناحق اک مسلمان کا
اسقدر آنے مین کیون عر
وہ کف پاے حنائی کر
دیر تک حیرت سے منھ دیکھ
خاک چھانی مدتون تنگ
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیل
ہو گرہ موے کمر کی ناف
جان کھوئی ہاے دل نے
معرکے مین عشق کے سر کا
ہیزم تر کی طرح سُلگ
زلف جانان جسنے دیکھی
دانت پیسے آہ کی نالا
تھا مناسب ترک عشق بلا

ملکہ تو غصّے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے با
جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جا
ہم ابھی جا کے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہی تو سن آگ
برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگ گئے
جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جا
جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے
ارا گیا جاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ او

دیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکونگی مجکو توسن چابک خرام نے بلایا ہی
مجھے وہان جانا ضرور ہی اُسنے مجکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن چابک خرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے
ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان مین
سوزن پڑ گئی توسن نے گلپوش کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قیدخانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ
ہم شاپور شیردل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا
اور شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ جو
توسن نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر
رہ گیا لشکر مین ہلڑ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ
جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی پر
ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیردل تھا
گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول ہسنے جلائے غصے مین چہرہ
سُرخ کہتی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتظام کرونگی اس غصے مین طرف بارگاہ کے

کل صبح کو طلسم کشا تم پر حملہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے مین آگ لگا دے
بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملکہ عا
فقط نگاہ لطف کا امیدوار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس نواحی مین کوئی ہمسر میر
نہین ہی فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کر
تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرا دین خود قدرت تمکو سمجھا دین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ا
سبکو آپ پر نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضا م
کردون کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیرون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دو
خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استاد کرا
لشکر اپنا امیر الملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ ہوسخانہ آراستہ کر
کنیزون نے اُسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ ا
ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہوسخانہ تیار ہی توسن چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھی تخت
آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ای ہوائے تیز اپنا رنگ جما ا
کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ابر سیح اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دورہ سردار
کا بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اُٹھین توسن و حکمیت نے پو
کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے
اُڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہی ملکہ
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزین اُس طرف چلین دیکھ
کہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہی کنیزون کے سر فراکر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر
کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ رہی ہی کہ مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ اُچک کر پشت
مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن نے چلی قضا سے کا
شاہباز طائر در سویرے سے اُٹھ کر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہی دیکھا کہ ملک
گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہی اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہی شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون ہونٹھ رشک نسرین و نسترن پشت پر دولاکھ
جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و لطو قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار
وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب
کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہے آنکھین فرش کرون
خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہے قلب کی یہ صورت ہے
کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے۔ نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا — کیا کہون تمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا
یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن — ابکی تو چندی مین اک چاند سا مکھڑا دیکھا
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی — مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا
کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا — آئنہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا
ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو — پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا
جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری — اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر — جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار — کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق — کونسے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا
افترا مجھپہ کیا ہے یہ دراندازون نے — بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا
اب کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی — مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
اُڑھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے ای رند — صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کر جواب دیا کہ ای مشہور مین
تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے
نکال ڈالو مین ابھی جاکر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ اسقدر
انھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ لی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا
اشارہ اُسپر کافی ہے دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور رہین تو رخصت ہوتی ہون

غون آلود صحرا اون کو طی کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہو جو مشہور کو اس حال سے
دیکھتا ہو پوچھتا ہو کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہو کہتا ہو کہ یا
کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا
دن بدن زور بڑھتا جاتا ہو یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہو ساحر دیا
غیر ساحر کم خود بہادر مجھ ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار
اسکے عیار نے اسی وقت اسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون یہ
کہتا سنتا بشکل بالا سے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہو پکار کر آواز دی کہ یاد
سوا اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس حوالی صحرا سے عشرت
تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک میں
جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ ا
حوالی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اسکے ساتھ شریک ہو گئے انھون نے یہ زور اسکے تئین با
اسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم وشان پر ناز کرتا ہو ایسا ساحر بھیجون کہ جو جا کر زمین ہلادے مگر
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اترا جہان ٹھہرتا ہو وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے
ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہو کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہو کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار
یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا پیشے کے
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہو اول آکر لی گلپوش اترین تھوڑی دیر کے بعد
توسن وکمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہو
ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آ
تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہو مین اسی
انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے
چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

خانۂ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است	قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے نیمچہ ہاتھ مین دیا ایرج نوجوان معروف جنگ ہوے مشہور بھی اپنے مقام
سے اٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرا لیا
اسپر یہ غرور مشہور نے طرف ہیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو
بلا کمندون مین اسکو گرفتار کرین ہیمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور ہیمان
سے نیمچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے ہیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لے
آخر اسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہی شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہی یہ فقرے ہمارے
گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہی تثبت بر حریف آگیا ہیمان پلٹا شاپور شیر دل نے نیمچہ
مارا کہ سر ہیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی ہیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست
کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے
آواز دی کہ یارو خبر لو آقا گھرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر وار آپڑا ایرج
نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اسکا لیا معروف جنگ ہوے شاہباز جب
سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا معروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر گھبرائے
پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اسنے بڑھ کر
ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار
کھوپری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی
بے نظیر ہی فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہی بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
بارگاہون اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بلفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوے
مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین بالاے کوہ
پر جلدی جاتا ہون خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین
ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخم اور سر سے خون بہتا ہوا کپڑے تمام

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چہار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقا
پر سراغچہ چابک پا یا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا بیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے
دیکھا کہ ایک سیاہ پوش لپشتارہ بر دوش جاتا ہی خیال مین آیا کہ للکارون پھر سوچا کہ اسکے
پیچھے چلو آگے آگے بیمان جاتا ہی بیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہو یہان مشہو
رات بھر انتظار مین عیار کے جاگا بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی تو دکھ
ہوگیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بیمان لپشتارہ بر دوش آتا ہی پکار کر پوچھا کہ ای بیمان
شیر یا روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے بیمان کو ساتھ لیا بارگاہ مین آیا شاپو
بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر مین بلڑ ہوگیا
کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ مین حاضر ہوے مشہور نے
کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر مین گرفتار کر کے لایا ہون یہ ہوشیا
ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگرون کو بلائیے اُسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا
اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر مین غل ہوا ایرج بل کر کے اُٹھے سامنے
مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بہ طریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم
کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے
جلاد حاضر ہی شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی
قتل کرون ایرج نے کلمات سخت و شست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا
سر کاٹ لے یہ خاموش نہین ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہی کچھ اسکو خوف جان نہین ایرج نے کہا کہ
مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہین شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج
نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوئلے کا خط دیا
شانگین لگانے لگا آواز دیتا ہی کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ مارون کہ سر
اسکا اُڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونون
ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم۔

گرمی بازار عشق از تف خون من ست
بر سر دار فنا خانۂ نوغاے من

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

ملعون آسکے بیمان پھر لشکر مین داخل ہوا جابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہو پتہ لوگون سے
پوچھتا ہوا الپشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی
دی پوچھا کہ آقا ے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا ئیے تو آپ لوگون کی بھی
خدمتگزاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے
بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ بیمان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر
بیمان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اُٹھ کے اسنے کاٹا شام کو جب چیپی پر تقسیم
ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چیپی پر میرا پہرا ہو تین خدمتگار اور جو تھا یہ قرار پایا چیپی پر
ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش
کیا اپنے مقام سے اُٹھا کفچہ نکالا داروے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب
سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوے اسنے دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن وکمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر
عیاری مین باندھکر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلا ئے کی آواز کان مین آتی ہو دروازے
پر نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہو آخر ہیلوے بارگاہ پر آکے سراپچہ چاک کیا نکلا
پاے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا
کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہو شاپور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا
تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے ہمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی
لیجائے برق کہین گے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہو ہمنے تمسے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا
یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین
شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہو نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہین
جی مین کہتا ہو کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہو پھر خیال مین
آیا کہ چلکر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہو پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج
کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہین ہین

کہ عیار میرا ییمان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل
کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای ییمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے ییمان نے کہ
کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح
سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے
سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھ
مین وہ جوان ہاتھ پانون چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اُسمین کوٹ کوٹ
بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی اب
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جُھریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر ییمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلائے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو ییمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی ییمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے
مارے ییمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہائے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہی ییمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا ییمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا یہان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہو کر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

خبردار خبردار کہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دو دمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونون پلٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیجاتا ہے ایرج تڑپ کر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین الجھ الجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھکر ہاتھ تھاما فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہین بے حریف سے فیصلہ کیے نہین پلٹتے یا تو مین زیر کریگا یا ہم تجھپر غالب آئینگے تب میدان سے پلٹینگے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان مین آنا نیزہ و شمشیر آپس مین چلیگا ہر چند کہ ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جاکر اکیلا بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھ کر رونے لگا آنکھین روتے روتے سرخ ہوگئین عیار اسکا پیمان شگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو پیمان شگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس حال مین دیکھا کہ آنکھین سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے پیمان شگرد نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہون ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہون مگر بخوف کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ اے یار وفادار مین برابر سے مقابلۂ نبیرۂ رستم میدان مین گیا وہ کل فنون سپاہ گری مین مجھپر غالب ہے شام کے ہوتے ہی مین پلٹ کر آیا مگر وہ نہ مانتا تھا مین سوچا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جنگ
مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے گرۂ ابر
صف سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا الیا مرکب اصیل کوہ سرین و کوہ کفل
مین سونے کی ہیکل تھو تھنی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے جنور کرتا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شیدیز خامے کا پا لنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ مشکین ا
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل خنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھ
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت

تین ٹھیکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین تگا و رزق ہوے تین قدم کر
افتقرا اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ
آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ ای جوان میری
کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجکو ثابت ہوا کہ تو مین چلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا تب ما
کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقد
غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین وار کر یالات و منات پر لعنت کر اور ہفت
سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہوا ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ہتھ
چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تقبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہو
مثل ابر کے گرج کر آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین
میرا نیزہ ہوائی گیا مگر یہ تیغ بید ریغ ہی حلال مہمات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص
ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹون صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہیں
اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ اژد
غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مظلومان کہون یا ابر سے چھٹا برق جہندہ کہ

ہی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا اب وہ آتا ہو غلام کو بھی بڑا خیال ہو مدت سے وہ یہان
ہتا ہو سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کر لیے کوئی کچھ نہین کر سکتا اگر یہان کے بادشاہون سے
ریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا تُون
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
لھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوے پشت پہ
ج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس کرو فر سے آکر
ہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جا بجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
ے چھانٹے جائین اور وہی سب ساتھ جائین گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
ین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
فضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہدو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علٰحدہ رہین کوئی
صاحب ساتھ نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحران کسقدر ہی وقائع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہو ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہو تنہا غلام
کافی ہو ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہو مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہباز طائر در نے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب مین
مشہور ہو کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہلہ کر رہے ہین
از زمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف مین مشہور ہو چار پہر رات اسی
ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے بر آمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبون نے نقابت کی کر کیت کڑکا کہکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑانے لگا نیزہ ہلانے لگا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر در آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے مُ
خداوند کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم
شوکت وحشم آپ کے بیٹنے سے گذرا چاہتا ہے مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت ا
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہے ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہے اُسکو بھی پہلوانی
ہے لقا کا نواسا ہے مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہین طرماسپ ایسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسپ وطہماس ایسے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو ج
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کی
اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دو پہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا
ہوتے ہوتے زیر کرلیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گف
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ وجلال دیکھیں
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل وجان سے مین نے اطاعت کی تمھین خبر کرنے آ
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ وجلال
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور
نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال
کیا جاہ وجلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا النشین اُسی وقت گینڈے
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُنکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کا
سے روانہ ہوا منزل درمنزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہان
کہلا بھیجتا ہے کہ آج مابدولت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کردیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانو
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہان شاہباز نے
ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر وغرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
[چہ]رہ سرخ ہوگیا آشوب و اورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ براے استقبال
[ش]اہباز طائر در جاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمھاری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاہ بولا بھی کہ
[ب]ا ہو کہ یہ باتین قبلہ و کعبہ پر موقوف ہین کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا
[آ]شوب اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرے دیکھا
[گ]رد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوے پشت پر ڈیڑھ
[لا]کھ ساحرون کا لشکر آشوب کو جو براے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا ملکہ آشوب
[س]ے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہین سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام
[تم]ام لاکر بارگاہ ایرج مین پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
[پشت پ]ر نہ بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہان سے
[کو]چ کرین یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہان حوالی مین ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرا نشین اسکا
[نا]م ہی اگر اسکو خبر پہونچی تو فوراً براے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اسے خود پیغام رزم
[ب]ھیجین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ معلوم
[ہو]تا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود جاکر
[ا]سکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
[ن]کلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہین شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا مشہور
[ص]حرا نشین اپنے بیٹھے مین بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہین کہ ہرکارون نے اسکو خبر پہونچائی
[عر]ض کی کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمان آپ کی حوالی مین آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
[حض]رت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اترا تھا عمرو نے
[ا]سکو عیاری کر کے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج مین پہونچ گیا اب ایرج یہان سے کوچ کرین گے
[حض]ور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
[ک]شتی گیر لنگوٹ باندھے ہوے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
[فر]مایا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے مین نبیرۂ طلسم کشا کے جائین گے یہ ذکر تھا

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے
سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لو صاحبو پیو ہم بھی پید
پہلے جام سادہ آب پہا پھر آغشتہ بدارو ے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست درازیان آپس
ہورہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھ اُٹھ کر گرے بیہوش
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقا
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت
پرور دگار عالم کی کہ مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کلمہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتا
ہمنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھا
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہی کہ
سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل
تمہاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر درآ
شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کٹ
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی
تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجے
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت
قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حا
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہی اسکے استقبال کو آشوب

...ن طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہم تو نقل بھی
...ب کی نہین کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور یہ
...شوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
...ر آ گلابی مین بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی
...ایت ہی آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا
...بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا
...راجہ اُس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے
...یا وہ دافع داروے بیہوشی تھا یا تو آنکھون مین سُرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف
...ا کئی جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی
...عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اسکے بیرون نے
...ملو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ ای شاہباز
...شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہین تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
...ین کنارے تمکو آگاہ کر دین اُس طور سے تدبیر کرو گے تو تا بہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہین
...شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہی مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا
...شوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ ای شاہباز رات کو جادوگرنیان طلایہ پھرتی ہین
...سحر کرو گے جادوگرنیان کامل و اکمل ہین گلپوش بلاے روزگار ہی ضرور دفع سحر کریگی دن کو
...ر کرو یہ باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہی اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان
...آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز
...اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مُنھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ ای وزیر اعظم یہان
...کچھ کہنا ہی عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے
...سے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ نکل آئے
...شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو
...ی حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہ سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کر لیجے نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب وا نقلی آکر ہو بخین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز برای تعظیم اُٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم نہ تو ایک سحر مین لشکر نبیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو صلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پر سحر کرین نبیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب ولازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو سا سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند نے منھ بچلا کے کہا یہ گائن بےتال ہو اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آبیٹھین کہا کہ بی گائن سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا — فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا
شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے — سرھانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرھانا
نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی — مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا
جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھ دانا — موا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا
ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا — ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو — مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا
بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی — یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا — ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا
بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس — اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا
ازل سے الفت روے حسینان آب و گل مین ہی — مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا
چھڑایا زندہ ہمسے آسمان نے اُسکا در ورنہ — یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا

تھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سر کاٹ کر اُنکے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت
سے وعدہ کر کے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون
دہ اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر دربراے مقابلہ سرکار آیا ہی کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے
آشوب کو الگ بُلایا کہا کہ ای آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو
ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا تو و بصورت آشوب اور برق کو بصورت
اورنگ نمایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے ہرکارون نے
کر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون اور
امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے
دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب
کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہی اُسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا
شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے آپس مین
صلاح کی کہ چلکر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے ملکر لشکر مبیرۂ ستم کو
تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان
مین پہونچے ہرچند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب
ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہی کہ یہ دونون شریک
مبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کر کے کہان
رہین گے جنکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جبدن اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کرورون مسلمان ہونگے تو ملیدہ کر کے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی یہ تو
نہین سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف | قیس آہوے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے | خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اے رند | زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہین ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہین اور نئے نئے طور سے بجا رہے ہین سامعین محو ہو رہے ہین کہ لشکر مین آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزین جو نکل کر بھاگتی ہین جسنے قدم خیمے سے نکالا منھ کے بھل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوے کئی ہزار کنیزون کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدائین بلند ہوئین یہ ہنگامہ جو آشوب نے سُنا اُٹھکر دوڑی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہی برقین کڑک کڑک کر گر رہی ہین کنیزون کے لاشے لوٹ رہے ہین بعض گھبرا کے بھاگین درختون کی آڑ مین چھپی ہین بعض غارون مین گرین ایک عجب ہنگامہ ہی یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا لے اب بچ یہ کہ کے جھولی بہ ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان بشبت پہ ہزارہا طائر بارگاہ مین منقارون مین دبائے ہوے صحرا مین آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پرون سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اُٹھا کے کچھ کہتا ہی وہ طائر منقارون سے صحرا کو پاک کرتے ہین کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پرون کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت ونقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوے صحرا سے نمایان ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوے نوبت ونقارے بجتے ہوے علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہو قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہین وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکارون سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر در نے آواز دی کہ اے آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئین

کہ دو چار شعر گا دون وہان دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ
شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت
نہین شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے مین بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپکو
سناتے ہین ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ وکعبہ ذرا باہر تشریف
لائیے خواجہ منھ پھُلائے ہوے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج
نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح ومشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو
نے کہا کہ مین اب لشکر مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا مجھے آپ حکومت کرتے
ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت
دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار منتین کرنے لگے
کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان
منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا
تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

عارض اُس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا — سرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا
کثرتِ خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا — گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا
لکنت اُس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا — جو بر مسٹھی کا مین آسکے ید بیضا سمجھا
سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا — سرو گلشن کو قدِ یار کا سایا سمجھا
گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان — تجھ بن ای شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا
بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر — امن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا
لالہ وگل پہ گمان اُس رخ رنگین کا ہوا — سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا
اُس مسیحا پہ تصدق جو کیا پڑ گئی جان — راش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا
شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے — خاتم دست سلیمانؑ ترا چھلا سمجھا
بنگئی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا — دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا
گلشن دہر مین شبنم کی طرح فارغ ہون — قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

گلنار ارے بچی کہکر پلٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کردن سیکڑون کوس کی رہ طے
تڑپ سے مری چرخ پہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہوا
ارسطوے ذی علم شاگرد
بزیر قدم غرب ہے شرق

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو
ایک گوشے مین آگرا اور نگ اور آشوب کو زمین سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ دفع ہو
دیکر آواز دی کہ ای آشوب وا اور رنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہوا اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلا
کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین
اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اور رنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونو
نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بہ جان ودل قبول کی ہم کتاب سامری
مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی
سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج
مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کہیے قبلہ وکعبہ کیا کیا عمرو
نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے
کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہے وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا
حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر وعافیت طے کین
پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استاد کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب وا اور رنگ
اُتریں گردشکر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت
نہین ہوے سب سرداروں نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج
نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہے کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ
سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین
قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ایکی مرتبہ سود بھی نہین پہونچا اُن لوگون نے خط
لکھے ہین اسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائین تو کیا عجب ہے

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہی کپڑے اُتار رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے تیرا میری بیٹی کو کیا کیا یہ کہہ کے زمین پر آئی زمین پر دو ہتھڑ مارا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مان کو پکارتی ہو جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کہان ہو خواجہ کہتے ہین کہ مین بھوکا تھا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مارے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہو آپ کا حربہ زبردست ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ اے کارساز و اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے۔ نظم

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود	شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار	قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود
از ہدایت کرد اندر دار دل روشن چراغ	گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد	ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را خدا گنجینۂ لعل و گہر	حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین ہانپتے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پانون برہنہ اور ایک مین جوتا ہانپتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جنو جنو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین مُنھ سے نہین بولتین

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اوسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کر سکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب تعبیر کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی دریے ہی برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلا اُلٹنا پلٹنا شروع کیں کل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق کنیزون کا دورہ بادھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری وجمشید آ ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی ٹانگ وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹ پکارتی ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہان تھے مین کئی دن سے تلاش مین یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ و برق خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی انگوٹھیان اُتاریں کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضاے کار گلنار سرو قد مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین محبت کا دم محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر کیسے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہی ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھ کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جاکر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
ای اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا

جاسے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہین ام
آگ لگ اُٹھے اگر پھاہا دھر دن کافور کا

دیکھنے والا ہون اُس رشک پری کا ای کلیم
پرتو وہ تھا حسن کا جسکے تجلّی طور کا

دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسی دوران جواب
ای اجل تو ہی مداوا کر اب اُس رنجور کا

ساعد سیمین سے زیب اُس دست نگین کی ہوئی
پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اُٹھیگا بگا نور کا

س رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور نگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب
مال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے
عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان
گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اور نگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئین خواجہ نے
ور نگ سے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور نگ کی
شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہی آشوب اُٹھکر
رے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اور نگ نقلی نے کہا کہ مین نے اُسکو اپنے
کان پر بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم بمقدمۂ قتل برق فرنگی کیا
اتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو
ماؤ تمہارا منہ خشک ہو رہا ہی یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری
کھلائی بیک جو حلق سے آشوب کے اُتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری
ن کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا لعنرہ عمرو

ب از رخ بختاب بداختر ببرم
در مجلس خسروان بوگردم ساقی
عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑے طلون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اُٹھا کر
بیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

کنیز کو ساتھ لیے لیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چلکر بدلہ لو
اور رنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اور رنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب
بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحرکار رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانتون
برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میر
بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر ہر دو
مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھ
جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلا وہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا
اور رنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اور رنگ سے کرتی ہو
تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹیا آج خلاف وقت کہان آئین اور رنگ نے عرض کی
ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گُل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہو اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت
تو معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گُل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جا کر اُس
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اند
ملکہ اور رنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اور رنگ گ
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج
انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار
قتل ہونا مناسب نہین لہذا گُل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب یہ
منتین کین تو خواجہ نے طرف اور رنگ کے دیکھا اور رنگ نے کہا کہ بی گُل اندام ذرا گا
سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل
عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ذرہ مٹ جاتا ہی راہ عشق مین مغرور کا
ٹھوکرین کھاتا ہی یہان سر قیصر و فغفور کا

گرفتار کرکے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتین کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئین آپ کی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہی مجھے دم دیتا ہی یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہی قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لاکے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کرکے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر خود سر بندہ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصود
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہی صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہی جب سانپ منھ مارتا ہی نیولہ
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہی اُسکی پتیان جاکر کھا لیتا ہی پھر جوشان وخروشان آکر لڑتا ہی
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز چست وچالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہی
خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہی ملکہ اورنگ تجکو پکارتی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہی ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ اُنگلیون پر
شمار کرکے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اُسکا روانہ کرینگی
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہی کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین جا کر
آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر تو کرتے
ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاتے یہ کہہ کے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقال نے عرض کی

کہ پہلے رستم کو بلا دون جب اُنکو بلا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی
تو ابھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا ہلڑ ڈال دیا کہ ہم ساقی ہی
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک
ایک بیس آدمی ملکر بیٹھین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان
کنٹر الماس نگار اُسمین مے ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب لایا ہی کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے یہ
گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت
ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز بیگم مین گفتہ موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال
ہو کہ سر پر جام رکھے توڑے لے رہا ہی اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خدا وند ہفت
خیر کرے برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہو
اب برق جام سر پر رکھے ہوے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب - فر
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + آکے سلسلہ
آشوب کے جھوکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہی کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑ
ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم تمسے بڑا تعجب ہی کہ دام مکر
عیار کے پھنسو برق دوڑ کر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جا
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے پیر نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ
شراب پیونگی اور جو شراب اُٹھا کر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو ا
وہ لڑکھڑا کر گرا ایسی ہزار جادوگر بیہوش ہوے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر مین جو اپنا
عکس دیکھا ہاے بھائی کہکے کود پڑا کوئی کنوین مین گرا ہر چند کہ باتین بنا کے برق نے پھیرا لیا
رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی قتل
کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہی ای آشوب آدمخوار اُسکو

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین
لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم
مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے
اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آکے
یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا
اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت
وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہے مین جاکر
رستم کو پلٹاؤنگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ
مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین کے سحر
کی مہلت نہ پائین گے بڑے بڑے ساحر جو اُسکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان
اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہوجائین گے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو
وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گا نا تو میرا سُنیے
پایان کھینچا اور گنگناکر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا ۔۔۔ دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہے جو غش آگیا قاتل کو مرے ۔۔۔ دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی بلبلِ صنم قفلِ دہن خاموشی ۔۔۔ حرفِ مطلب نہ کبھی مُنھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال ۔۔۔ کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کِشتِ انجم کو نہ سرسبز کرے ابرِ بہار ۔۔۔ کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ ۔۔۔ شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر ۔۔۔ مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا
حد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ ای رنار ۔۔۔ دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہے
آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

خلفِ وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہی جوا نمردون کو سفلون کو عزیز
سُن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی مہرو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مسند کے یہ دل
آسمان کو ٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھسا نہ ہو گا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہو گیا

اب کہان وہ اینڈ نا مستون کی وہ ہو حق کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہو گیا

اب نہین دل مین کدورت آئندہ حاصل ہو صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پانُون مین رعشہ آیا عمرو ولے دیکھا کہ وہ
طائر تڑپ کر گرا برق کو اُٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اُٹھا لے گیا
و پریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق متوج ہوا سے بیہوش ہو گیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد
آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہی اُسمین جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین جادوگ
مسند پر بیٹھی ہی گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس
ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او لنگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا اسی
پُر آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہانکی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکۂ عالم
مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہی اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا
اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے
کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع
پری ناچ رہی ہی کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہی اور کوئی کسی کو
نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو تین سے سوا تین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی
جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر
گذر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کدو کا دشمن

پکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہوئے کمیت اُٹھ بیٹھی باتوں کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ ای گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُنکے لاشے اُٹھواؤ لاشے سب کے
اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے
واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا ہمچشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہو کہ میں اپنے کو تا بہ
صحراے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہی میں آگے
بڑھوں صحراے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحراے بادانگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحراے بادانگیز میں
پہونچیں اور ہم صحراے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتاحی طلسم میں آسانی ہو
آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہو وہ کشتی گرداب
نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جا کر صحراے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہو کر تلاش صحراے گرداب نشان میں چلے
عمرو نے راہ میں کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپ کے ساتھ ہو یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازیں دیتا ہوا کہ میاں برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہو برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بصد جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

دیکھ لین گے سال آیندہ اگر جیتے رہے ۔۔۔ گُل روانہ ہو گئے ای رنا جالی ہی بہ

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہا
وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ا
ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا
رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس
سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر دو دونون بانون مین لپٹ گئے اور تخت
اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ
ہی گلیوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا
نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے
نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلیوش تڑپ کر گری
خنجر طرف زمین کے آتا تھا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارے
اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سُنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے
ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلیوش کیا غضب
کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر
پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آ
سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلیوش
نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی ا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان
آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آگر جبہ
کمیت گوشۂ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خا
ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلیوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جاکر بالاے کوہ پہونچے دیکھ
کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتو
ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ بانده کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحره آئی ہی شعلۂ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اُتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا پھول اُچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاه تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیده خنجر بنگئین ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہین پتے مثل رنگ مار تو ق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سائے مین پتون کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیاره کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے لڑتے ہوے پیدا ہوے درختون پر گرکے ہوا گرم چنچل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گلزار کا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

مین تو ہون زندان مین اور دھوم مچاتی ہی بہار
رنج دیتی ہی مرے دل کو دکھاتی ہے بہار

کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف
گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار

دفن ہی یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز
باغ مین ہر سال آکر خاک اُڑاتی ہی بہار

مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی
ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار

پا بزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین
حیف ہی ایکی برس کیا مفت جاتی ہی بہار

آمد آمد اُس گل رعنا کی ہے گلزار مین
صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہی بہار

اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو داغ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیری مرغ دل اب ہوچکا اسیر
پھانسا نہین جو دام سے طائر بھڑک گیا

دل چاہتا ہی آب گلار گردون بارچہ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم گیا ہی جو پتا کھڑک گیا

مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے پرے ٹپک گیا

دی جان اُسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

شاعر نہین ہون رند مین مجنون عشق ہون
جو منھ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ کے
تعریفین شاپور کی کر رہے ہین گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج
مین بیٹھی کہتی ہی کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زمرد
پر ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین اور جشن ہوتا ہی مین پلٹ کر نہین گئی اب اُسکو
کھٹکا ہوگا نہین معلوم کون اُسکے کان مین کہہ دیتا ہی کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہی
اگر وہ خیال کریگی صورت بارگاہ دیکھ لیگی یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش
یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہی ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جو ہر یار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچا
تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی سُنہرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سو
تلوارین اسی طرح غائب ہوئین تو شمشیر نیمچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر
نیمچہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری نیمچہ ہاتھ سے شمشیر جو ہر یار
کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ نیمچہ پکڑ لیا شمشیر کے
سر پر نیمچہ مارا کہ شمشیر جو ہر یار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا کمیت پر بہت شاق ہوا کمیت بلند
ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہی کہ سبزۂ ابر کو پامال کرون کہ ایک جوان ابر سے
نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منھ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہو

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں لڑتے ہوئے زمین پر
آئے دیکھا سات کنیزیں زریں پوش سامنے آئیں گلپوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلپوش نے
کہا کہ ای ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی
ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیاں جو قید ہیں انکو لاؤ
اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں
پہلوے نخل میں آکے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک
تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوے
اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے
تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہی
آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش
نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے
دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہی مسندیں قاعدے سے لگی ہیں
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سر گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریوں نے اپنے اپنے
آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا
اترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و
کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے
حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے میں اختیار ہی گلپوش نے
کہا کہ ای کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جمایا ہی جشن
قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام
صحرا میں روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب
توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا
چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ اے محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ
ہم بھی تمہارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لا
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمہارا نام نامی و
گرامی گیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے
تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمہارا عیار مہتر شاپور شیر
ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ
سمجھاتے ہوئے وہ نہین مانتین ہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائ
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون
بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر
کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے زور
میری بدعت سے بچا یا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤ
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے
مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہین صحرائے گرداب
کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچا
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہان
آپ کے لشکر سے نہ اُٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہی ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہجائین ہمارا ہمچشم آ
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین پر فن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصۂ دراز تک ایرج کو سمجھ
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آیرج نوجوان پر پڑی کی عاشق ہوئی جمال ہمشیال دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پر کج زلفین خلیلی تابدوش معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ لہرا رہے ہین خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہونٹھون سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغہ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہین یا طائر تیر پر بستہ ہین یا محبوب کو دیسند ہین کہ منھ کو پردہ ترکش مین چھپایا ہی خنجر آبدار جوہردار زیب کمر جس سے روح رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہین لڑنے پر جیبت ارادہ درست قد سرو باغ خوبی کلک نقشی خانہ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہین اس جمال ہمشیال کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لہ روئیں پہ دل جلاتے ہین
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
آمد ہی کسکی محفل مین
زمانے جو آزماتے ہین
سے شیشہ نہ دست ساقی سے
طواف حرم کو جاتے ہین
ل ہی زنجیر کا کہین شاید
وبکو دربدر پھراتے ہین
تے ہین زلف یار مین شانہ
ستیں وہ عبث چڑھاتے ہین

شمع تربت مری بجھاتے ہین
داغ بالاے داغ کھاتے ہین
نہین ہوتا وہ ہمبغل جس رات
گل جو پھولے نہین سماتے ہین
خشک کیونکر نہون کہ کھن کسطرح
مست ہی یا نوق لڑکھڑاتے ہین
بھوین یہ آنکھیں کمین ہو یہ دل
لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
درد دل جب بیان کرتا ہون

روح کو بھی غرض جلاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین
تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
نہ رہے وصل رقیبون کو
درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
یاد آتا ہی گشت کو جب یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے جلتے ہین خاک اڑاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہین

جادوے صحراے عشق کے اژدر
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

بلا کے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آیرج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن معشوقہ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی نظارے کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی

سب کنیزین شراب لینے کو آئین اور لے گئین شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین محفل
مین لیکر آیا گھنگرو پانون مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ
تو اٹھا لے شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اٹھایا ایک شعلہ چمکا کر رنگ و روغن سب
کا جل گیا پانون زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہے نرگس کہان گئی کنیز
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہے کنیزین اسکو اٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور ان
تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور
تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش جلسے کو برخاست
کر کے خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھ
سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہے کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہے مراد مند زیر کوہ فریاد
بکا کر رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہے کہ اولاد نہین ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہے فرزند پیدا ہوگا گلپوش
آگے اتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے در دیر پر کھڑا ہے گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کر
قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہے تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کر دیا قدرت کہہ دین کہ جو
معرکہ گذرا وہ ہمپر روشن ہے گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا کنیزون نے
گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل مین اترا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان
اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نور الدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب
انکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین انکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے تصویر
نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہے ایرج نوجوان کنارے

مسلمان کہ وہ کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکینگے ایک صحراے لق ودق
وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہوجائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے
جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین
اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہوجائینگے شاپور نے پھر
دل پر پتھر رکھا گستاخ ہوکے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج
اس طرح پوچھتی ہی گویا تجکو جانا منظور ہی مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اس
قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن وکمیت وشمشیر کو لاؤ کنیزین
چار پانچ اُٹھین ستارے بنکے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا
دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت وتوسن وشمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار
ومضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب
بیدرنگا می مٹی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی
مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور وناچار ہی شاپور نے
دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑیون کی جو یا انکو قتل کیجیے
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے
بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت ہا پشت سجدہ کیا ہی ذرا سی خطا پر کیونکر قتل
کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش ونشاط مہیا کیجیے دورۂ جام چلین اس طور سے
شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہوجائین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن
نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سُنکر گلپوش نے
کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب ولازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے
پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اُترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے
ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھول کر سامنے
نرگس نقلی کے پھینکی کہا او نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے
بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

باقی ہی پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو — سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں ج
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا قیس — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہیں ج
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہیں جب
جس بات کی جا ہو قسم اک مرتبہ لیلو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہیں جب
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں ج
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا — یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہیں ج
ہر رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہیں جا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہیں ج
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند — جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہیں ج

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ اہی نرگس آج تو تو نے رنگ
باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ
کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوند گئی تھی بنجے بنکے کمیت و توسن و شمشیہ کو ڈ
لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہی
عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجا
تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہین پھرتا پھرتا اس
نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے با
باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ اہی ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صح
مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہی دن کو اُن سب نے صحراے سبزہ زار دیکھ
شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے
مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شا
کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی جبکہ نام سے
عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گا
باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحراے گرداب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

کر باس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب میٹھ کر اس قلعے مین سر ٹکراؤ ہم طرف صحراے گرداب نشان کے چلتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نورالدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نورالدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب ونسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحراے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجاے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحراے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہوگیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش ونشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر ونخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے ٹوٹتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز مہتاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہردم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا ۔۔۔ کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا ۔۔۔ حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

حکم دیا کہ بالاے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تو مین لگی ہوئی ہین پکار
آواز دی کہ ای اہالی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کا
کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہی قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری
کی تین دارین استادہ ہوئین آب بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شا
کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکے کھڑا ہوا اہالی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل
کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہی چاہتا ہی قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے
گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا
آتا ہی۔ نعرۂ نور الدہر

کہ شاہ لش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوا		ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوا		پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	
لقارا بہ یک دست بر داشتم	دیگر	ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم	
شہ نوجوانان لقب یافتم		ظفر بر یلان عرب یافتم	

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اُسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تڑپ کر
زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔ نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

چو تیغ یلی بر کشم از غلاف		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	ملک ایرج آن آفتاب منیر
زگاؤ زمین بیخ و بن بر کنم		اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	نزلزل فتد در میان مصاف

ملکہ نے جو بالاے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے
جھپٹ کر پنجہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہنچا
للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تونے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اُسکی پکڑ کے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر سفاک کا جنبر گردن سے اڑ گیا سفاک
کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صداے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا
بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجزادے

ایرن پر گینڈے کو ڈالے ہوے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سُنتا
چاہتا ہو خندق فرا کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہو ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہو ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھاکے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برقتاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج
میثاق کی شکست کھاکر بھاگی لاشہ الک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑلونگا دختر کاؤس پر
میری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون او سفاک کیا تونے ہمکو بیہوشی دی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گولہ اندازون کو

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس
بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شنجرف
کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلین کہ
قریب جاوین نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشنما آنکھین مثل
چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین
ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکہ رعالم تم گل کس گلستان کی ہوا ورماہ
کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے
جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون
سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہوکر
سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر
ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ
مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران پوتے رستم کے فکر صحرای
گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ یہ سنکر
ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل دادہ
اور ربائی وشیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا
کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو ارون سفاک نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ایرج نے کہا کہ بے
میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا
کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ مادیان پہ
سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال
سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ
پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا وے پہ

نہین معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ مادیان جو اسی
سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ہلڑ ہلا کہ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سُنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندکی آوازین یہ پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالدیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ سُرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے
شریک ہو جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اُسکا نام ہی برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا کرہ
بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحید ہی کرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا مین مارا مارا
پھرتا تھا کرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا سیہ حبشی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آ کے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا کرہ ساتھ ہو لیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
ملکہ اشتیاق مین ایسے نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکرر یہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ بیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا تو بین مارین تب میثاق کوہ تن رکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اترا آب ودانہ اہالی قلعہ پر بند کیا بادشاہ بیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ ای نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے
یلغار کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین وجمیل تین پہر مین
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
براے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنی ہی افسر تاک تاک کر مارا
عیار بھی اُسکا بلاے روزگار تھا چستی بالی کرتا تھا ایک بیحیا نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہی آب و آزوقہ
ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھے
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

چاہتا ہی تیرا حریہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلاکر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اُٹھالون ایرج نے سنان نیزے کو
بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار کہ کے ہاتھ مارا
ایرج نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے دونون
جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اُترتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسّے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہ رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی دوپہر اُلجھ اُلجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لاکے ایک پکہ مارا دونون
گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھیاتی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اُسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لیبالیا کہ کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہوکے نکلا تھا اُس نے
بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بیجیاؤن کو روکو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول
ہوے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہنچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جاکر اسکو مار ڈالن
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیر دل مصروف لشتی بانی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مار کے گرادیا ایک بیجیا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل
ہٹا ایک بیجیا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم سر
چو پارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام
مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منھ ...
سر چبا ڈالا کسی کو پشتک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

عرصے مین اُس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نور الدہر و طہماس و شبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
کہ حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہو اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہو یہ
کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طی کر کے
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہو آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحراے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سُنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہو یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہو تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہالی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قریب
خندق کے پہونچا ہو اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق پھاندنے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران
اُڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہو شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہو پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہو اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال
آکر نگا درزن ہوا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہو ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا بلغرا اُنکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حربہ

کہ او نبیرۂ حمزہ کیون قضا کا طالب ہو اگر گولہ ماردونگا مع گھوڑے اُڑجاؤ گے یہ کب جواب
دیتے ہین اُسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور ہلا رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جا پڑے
وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی
منع کرو اسی مین خیر ہی ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹو ستمم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چندکہ یہ چیخا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب
سنتے ہین ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے تب
آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا
طہماس کو گینڈا لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ گرادون طہماس جب پٹری جماتا ہی گینڈے
کی پسلیان کڑکتی ہین مگر رکتا نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر
حیران و پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہین ہر طرف سے نیزے
اور تیر پڑ رہے ہین خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام
ہی بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا ای فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہی
خیال ہی کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
اُس ساحر کے آیا کہا کہ ای شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران
آتے ہین اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے منھ
پھیرا شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑا کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا
ہوگیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اُڑ کا طہماس کا
گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے
آیا کہا کہ ای شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا
باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کشتی گیر زادے دست چپی ایسے وقت پر
مدد کرتے ہین یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو مین ایرج کمیت کے پہلو مین نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک
ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگرنیان کانپنے لگین کمیت و توسن و شمشیر یہ تینون
اپنے مقام سے اٹھین دستکین دیتی ہین چاہتی ہین کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہین ہوتی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پر کاہ اڑی جاتی ہین آندھی مین سے
تین پنجے پیدا ہوے ایک پنجہ کمر مین توسن کی اور ایک کمر مین کمیت کی اور ایک کمر مین
شمشیر کی پڑا اور ایک صداے ہیبتناک آئی کہ اونالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو
قدرت جہنم مین پھینکین گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھین مگر اٹھ
نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤن زمین نے اسکے بھی پاؤن تھام لیے
تھوڑے عرصے مین آندھی دفع ہوئی تینون جادوگرنیان غائب ہوئین آخر مین دیکھا کہ
تینون کے گلے مین زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہین اور کنیزین اٹھکر زیر کوہ گر ہین
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اترے آگے
نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نور الدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبۂ بارگاہ کا قبۂ
فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزارون جادوگر اترے ہوے ہین جادوگرون نے
جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای خورشید جادو عزیزدار طلسم کشا
آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نور الدہر کے
چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے
شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش مین اسی صحرا مین سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے
کی صدا سنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگرون کے منھ جلے طہماس نے ساطور جو
ہلایا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگرون کو تیغۂ خاراشگاف سے مارا کہ
کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ مین فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمان کا — اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین قید ہیجان کا
پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین — ملے کشکول یان گر افسر شاہِ سلیمان کا
جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے — لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی — طناب آہ رشتہ ہی ان اوراقِ پریشان کا
وہ غیرون سے گلے ملتا ہی کیا ق نے بنایا ہی — ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
بوقت بیخودی مجھسے جو اُسکا چھوٹ گیا دامن — وہین دستِ جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی — قمر مالک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تو نے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اُٹھ کر یہی نور الدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نور الدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نور الدہر کے ساتھ لنب قہ۔ ابھی ہوگا وہ آج کہان ہی نور الدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت کبھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرائے گل اندام مین یہ بیتاب ہوکر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شہرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرین گے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ سُنکر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمت گذاری کو حاضر ہون

کہا کہ اے فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہ
ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی
ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم دن کو آپ
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے با
یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹہری ہ
آئی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو
ایک جوان حسین مسلسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر
ٹوٹی کمیت آکر اُتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری
مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نک
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید
توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج
جلتے ہوئے گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی
بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کر
کہتا ہی کہ اے شہریار قبلہ وکعبہ لے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظا
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ کا
کو چھپانے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہ
چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھ
کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا اے فرتوت اس جو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون بہنین مل کر بیٹھیے پیم
شراب وکباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو
رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ اے کمیت شعلہ خیز تو مجھ
قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی مٹکنے تھ
لگی پایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین ‌ ‌ ‌ ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو بہر عبرتِ اہلِ دول ‌ ‌ ‌ مجھ گدا کے ہاتھ مین جام سرِ مغفور ہی
...ی زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا ‌ ‌ ‌ عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
...وہ نزدیک اور نہین عارض پر اسکے دسترس ‌ ‌ ‌ مہر تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور ہی
...بستِ موسیٰ ہی بغل مین شرم دستِ یار سے ‌ ‌ ‌ نور پا سے سنگ رہ جو ہی وہ سنگِ طور ہی
...کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا ‌ ‌ ‌ سچ تو ہی ماسیہ اکثر غذاے مور ہی
...اگرچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑا قبول ‌ ‌ ‌ غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہی

...اصین ان شعرون کو سنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرز کلام سے عشق
...لتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون فرقوت جادو آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ
...ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے
...منے تھر کنے لگا کہا ہوا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا وا اوسکی
...سے صحبت مین بلائیے یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو یہ کہکے
...تاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال
...ین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تہ بیر سے
...جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جسمین مقام پر جائیگا اُسکو فتح کرلیگا بڑے
...بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے
...شاہ کوہ غرائب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہوکر اُس جوان کا ساتھ دے اگر
...ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی
...نیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج
...بادان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر
...عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ ای
...یہ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پیار کریگا
...بلواکر مجھے دکھائیے مین تو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارامین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے
گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو
کا نام سُنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے ا
روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑ
کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سا
بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ
عزیز و اقارب جمع ہون چاند سی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہو
کہکے شاپور نے ایکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سُرخ کی نکالی ہشت پہل
نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بٹیا مین دیکھکر رہنے دونگی شا
نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہین کہا بیٹا بیٹھ
دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے
جو زور کیا ڈبیا کھُلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا
کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑ
کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی
کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب
گھبراتے ہین ٹھنڈھی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال
سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسک
اصل مین یہ کیفیت ہی ۔ نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہی — میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طو
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہی — نالۂ مور ضعیف اسکو صداے صو
بعد مردن بھی گناہون کے سبب پہونچا نہ مین — کوے جانان جنت الماوی ہی جانان
شوق میخواری نے بجتی مین گرایا ہی مجھے — جو پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال — یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافو

ٹھہر گیا طہماسپ نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے نور الدہر ٹھہر گئے طہماسپ نے اُسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدہر کے ساتھ ہوئے
ن حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہین اگر کوئی مقام
قول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین
رین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش
زن ہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے
صحرا مین ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
خالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر اُس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤن دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے مُنھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پانون زمین پر رگڑنے لگا
شاپور رہا ہے آقا کہکر دوڑا آہو پانون زمین پر رگڑنے لگا پانون سے اسکے غبار بلند ہوا غبار مین
شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہان پر ایرج نوجوان ہین
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صداے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
سلامت جان بھاگ یہان سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہو گا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار مین جاکر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہِل رہا ہے مگر لُٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹیون
طے کر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ
ورنہ بلا مین مبتلا ہو گا شاپور نے قریب آ کے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی امان آپنے
غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہے شفقت مین رشتہ
لگتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئین جب مان

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچۂ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائینگے جو صحرائے گرداب نشان
فتح کریگا اُسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مٹائے صحرائے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگواکر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمایئے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سُنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر با توقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحرائے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جلیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس دیرانے مین جائین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دل شاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جاکر صحرائے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرۂ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضائے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوئے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آ کے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف
صحرائے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ بر پوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جسطرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ بر پوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوئے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقائے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحرائے کیمیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گرد بادریا کی موج ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چراتے دزد حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم بہ تن ہی حضور کی صورت سے بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال بیچا اسیطرح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ کیا ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرائے باد انگیز کا قصد ہی وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہو گئے فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جادوگرون کا مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے خون کے دریا بہا دیے اب صحرائے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ ای تاجر تو نے وہ خوش خبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اَور خدمت کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے لا کر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لا کر تاجر کو دیے تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہہ اٹھا کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

ہر اک جام ہی جام جمشید کا
کہ جھپر غرور آکے نایاب ہوا
قد او نہال گلستان ...
ہر اک رند میکش کو پھر کدم ہوئی
قمر وصف عارض نے حیران کیا
بڑھاتے ہین اب جنگ پر پھر قدم

ملے رند میکش کو یہ کا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو لبستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مہ نوش کا

ہین اک جام کا تجھسے طالب ہو
لبش عیسی درد بیچارگان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان بھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پاؤن تو مین جاکے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زر ہین خود لایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہی مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد دعا یان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجکو ایک دفعہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون ای تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرف خرچ وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہی حضور کے یہان نہ صرف خزانہ مجرے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

سال بھر مین تیس دن ہی خلق مہمان خدا — بعد ازین گیارہ مہینے مہمان بو تراب

کوئی شی گھر مین نہین ہی دزد لیجائیگا کیا — پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بو تراب

کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے — مدح خوان احمد خدا ہی قدردان بو تراب

پوست کندہ عظمت عظمی سے یہ ظاہر ہوا — استخوان مصطفے ہین استخوان بو تراب

کوئی نعمت تھی سواے جو نہ مولا کی غذا — سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بو تراب

فرش پر ہر چند ہی وہ صاحب سیف و قلم — عرش اعلی ہی سریر عز و شان بو تراب

واقف سر سلونی واقف امر خفی — ہین پیمبر واقف راز نہان بو تراب

ایک ہین باقی فقط ہی پردۂ پیغمبری — درمیان مصطفے و درمیان بو تراب

دیکھ جگر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک — ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بو تراب

مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا — ایک جان فاطمہ ہی ایک جان بو تراب

یہ غزل مٹی سے لکھ دینا کفن پر بعد مرگ — پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بو تراب

لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر — ہین یہ دونون زینہ ہاے نردبان بو تراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہی کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحراے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز — کہ پیر مغان کا ہی عزم گریز — مرے ساقی خوش ادا مہ لقا

کہ ہی آج بزم مسرت فزا — ابلتی ہی شیشے کی صورت عدو — کہ ہی مجمع ساقی پارسا

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے
بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبر ہی ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب
ہی ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیمائے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ
حبیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی
نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو سا
علی مرتضیٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک
نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہی ملک نے
عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہی اب
حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہی کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے
سامنے بزبان حال کہا قطعہ
سر عقد پسر عم تو با خیر النسا
در شب جمعہ باصحاب ہویدا گ...
زہرہ در خانۂ ہر کس کند از چرخ نزول
صاحبش مشتری زہرہ زہرا گردد
مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو ستا...
زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے جسکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمۃ
علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی
اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست
یہ چند اشعار ذات بابرکات
پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہی بنائے قصر شان بوترابؑ
خاک آدم ہی غبار آستان بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ
دوش ختم المرسلین ہی نردبان بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے
اب تلک آتی ہی آوازِ اذانِ بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہً وہ ہوگئی
ہی زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ
اسکہ لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا
پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ
دو جہان کا کردیا مختار خالق نے انھین
کر لیا سو طرح جب امتحان بوترابؑ

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی
بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے
نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا
وہ نگہبان ہی اپنے بندون پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت
دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف با انصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو
کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابوجہل کہ جہل مرکب تھا حسد بحضرت نے اسکو
سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا ستانے پر ختم رسل کے
مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ پہنچا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر
آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب
دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ ای محمدؐ اب تو بچو اسی
پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ
ای پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر
ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابوجہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے
استخوان توڑ دون ابوجہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
ابوجہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر
ہی کہ مین نے پتھر اُس پر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجھ پر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار
اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق
نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا یہی
کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علیؑ مرتضیٰ پردۂ دنیا مین نہوتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا بانی بنانے دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہی کیا کارساز
وہ بے نیاز ہی ہر طرح کے طریقے مین راز دنیا ز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرۂ نجس سے
نطفہ قائم ہوتا ہی اول مضغہ بنا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رکھا
بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت
دکھا فوراً اٹھ کا زمین پر پیدا ہوا جدائی ندیمان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی بر وقت
آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین
نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ
دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد۔ تہمت چند اپنے ذمے دھر
کسلیے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نہ
ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے جا بیٹھیے پیدا ایسے طریقۂ نیک و بد کو چھوڑ
گلزار دنیا کو دیکھکر پھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میں
ہوے زہے کریمی و خہے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص موافق
اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار طائر
ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدۂ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال مختار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثراً - وو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ او مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالاباختر	عا ر
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول	عا ر
مین ہین - از منشی طوطا رام شایان - کامل	۴عہ ر	″ جلد دوم	عا ر
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲ ر	طلسم ہوش ربا جلد اول	عا ر
ایضاً - جلد دوم ″ ″	۱۰ ر	″ جلد دوم	عا ر
ایضاً - جلد سوم ″ ″	۶ ر	″ جلد سوم	عا ر
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	۱۳ ر پ	″ جلد چہارم	سے ر
قصہ جات نثر		″ جلد پنجم کا حصہ اول	۴عا ر
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفضل		″ ″ حصہ دوم	۴عا ر
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کی		″ جلد ششم	۸سے ر
اور آٹھ دفترون مین ہے اور اُسکے نامون کی		″ جلد ہفتم	سے ر
تصریح حسب مندرجۂ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوش ربا حصہ اول	۱۲عہ ر پ
نوشیروان نامہ جلد اول	عا ر پ	″ حصہ دوم	عا ر
″ جلد دوم	عا ر ر	صندلی نامہ دفتر ششم	عا ر پ
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ	تورج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم -	سے ر
ہنومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	۴عہ	″ جلد دوم	صہ ر پ
کوچک باختر	عا ر	طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول و دوم و سوم کامل	لعہ ر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیرین نثار مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ